

عزیز سیر

شیریں فاطمہ



مظہر کاظمی

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیماوانِ سُپریم فائٹر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
 بہ ناول اپنے متنوع پلاٹ۔ کہانی کے تانے بانے اور ٹپو کے لحاظ سے یقیناً
 آپ کو بے حد پسند آئے گا۔ سیکرٹ سروس میں شامل ساسے افراد ہی اپنی اپنی
 سبک سُپر فائٹر کہلانے کے حقدار ہیں۔ لیکن جب ایسے فائٹرز مقابلے پر آجائیں
 جنہیں سب سُپر فائٹر تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو ان کے مقابلے کے لئے
 سُپریم فائٹر کا سامنے آنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس کہانی میں بھی چار ایسے
 سُپر فائٹرز عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر اترے جنہیں مسلمہ طور
 پر سُپر فائٹر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن عمران نے جب ان کے مقابلے پر سُپریم فائٹر
 کو آگے بڑھایا تو پھر مارشل آرٹ کا ایسا حیرت انگیز اور ناقابلِ فراموش مقابلہ
 وجود میں آیا کہ عمران جیسے شخص کی آنکھیں بھی حیرت اور خوف سے پھٹ
 گئیں اور اس مقابلے کے انجام پر عمران نے بے اختیار سُپریم فائٹر کو گلے
 لگا لیا جب کہ جانا جیسا فائٹر بھی اُسے سیوٹ کرنے پر مجبور ہو گیا یہ سُپریم فائٹر
 کون تھا۔ یہ تو کہانی پڑھنے کے بعد ہی آپ کو معلوم ہو سکے گا اور مجھے یقین
 ہے کہ اس مقابلے کی روئیداد پڑھنے کے بعد آپ بھی اُسے سُپریم فائٹر
 تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے
 آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند
 خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ کیونکہ آپ کے خطوط بھی کم دلچسپ نہیں ہوتے۔

پرانی جملہ سے عبدالرشید ناز صاحب لکھتے ہیں: ڈیشنگ ایجنٹ آپ کے شاہکار ناولوں میں ایک خوبصورت افسانہ نمائندہ ہوا ہے۔ ہمیں یہ ناول بے سربند آیا ہے لیکن آپ کے ایک مشکوہ ضرور کرنا ہے کہ آپ عمران کے ساتھ جو دوسرا کردار شامل کرتے ہیں اسے ناول کے آخر میں موت کے گھاٹ اُتر دیتے ہیں۔ ڈیشنگ ایجنٹ میں جو دو کردار مائیکل اور یار کی سامنے آتے ہیں وہ بے حد خوبصورت کردار تھے خاص طور پر یار کی کارکردگی توجہ جاذب رہی۔ لیکن ان کی موت پر ہمیں کس قدر افسوس ہوا کہ ہم بیان نہیں کر سکتے آپ ایسے اچھے کرداروں کا خاتمہ نہ کروا دیا کریں۔

عبدالرشید ناز صاحب: ڈیشنگ ایجنٹ کی پسندیدگی کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں لیکن جہاں تک آپ کے مشکوے کا تعلق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مائیکل اور یار کی عمران کے ساتھ شامل نہیں ہوتے تھے بلکہ تنویر کے ساتھی تھے اور دوسری بات یہ کہ شاید اللہ تعالیٰ کو تنویر اور ان دونوں کا جرم قائم رکھنا مقصود تھا کہ جبر سے کی بنا ہی میں یار کی اور مائیکل دونوں ہلاک ہو گئے۔ ورنہ جس طرح مائیکل یار کی میں دلچسپی رکھتا تھا اور یار کی جس طرح تنویر میں دلچسپی لینے لگ گئی تھی اور تنویر کی دلچسپی سے تو آپ پہلے سے ہی واقف ہیں۔ اس لئے اگر یہ دونوں زندہ رہتے تو۔۔۔۔۔ اس کے بعد کے مناظر کا آپ خود بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ویسے کردار تو کہانی کی ڈیمانڈ کے مطابق ہی سامنے آتے رہتے ہیں اور غائب ہوتے رہتے ہیں ورنہ میری کیا عزت کہ میں کسی کی موت و زندگی کا فیصلہ کر سکوں۔ امید ہے کہ آپ کا مشکوہ دور ہو گیا ہوگا۔

ساجد اقبال سے تحسین بابر لکھتے ہیں: انوشی گرب بے حد پسند آیا ہے

اس ناول کی کہانی اس قدر جاذب اور خوبصورت ہے کہ شروع کرنے کے بعد جب تک ختم نہیں ہوئی، ہم کتاب کے صفحات سے نظریں نہ اٹک نہیں سکتے۔ ایسا اچھا ناول لکھنے پر ہماری طرف سے دلی مبارکباد قبول کر لیں۔ البتہ ایک غلطی کی طرف اشارہ ضرور کروں گا کہ انوشی گرب کے صنفی رنگ سطر نمبر گیارہ حصہ اول میں لکھا ہے۔ تفصیل صاحب! ہمیں کتنی دور جانا ہوگا، سمندر کے اندر پھیلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔ حالانکہ یہاں سمندر کی جگہ آپ کو کار لکھنا چاہیے تھا۔

تحسین بابر صاحب! ناول کی پسندیدگی کے لئے دلی طور پر مشکور ہوں۔ آپ کی پسندیدگی میری تخلیقی صلاحیت کے لئے ہمیں کام دیتی ہے آپ نے جس غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگر آپ اس سطر کو غور سے پڑھیں تو آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ غلطی نہیں ہے۔ سمندر کے اندر الفاظ کے بعد فقرہ ختم ہو جاتا ہے اور فقرہ ختم ہونے کی نشانی ”۔“ بھی اس پر موجود ہے۔ آپ نے دراصل آگے والے الفاظ کو بھی ان الفاظ کے ساتھ شامل کر کے پڑھا ہے۔ یہ تو بالکل دیسے سی ہو گیا ہے کہ جیسے ایک مشورہ فقرہ ہے۔ ”روک مت جانے دو۔“ اس میں اگر روک مت کے بعد ڈیشنگ ہو تو فقرہ بن جاتا ہے۔ ”روک مت۔“ جانے دو۔“ اور اگر روک کے بعد ڈیشنگ ہو تو پھر فقرہ بن جاتا ہے۔ ”روک۔“ مت جانے دو۔“ امید ہے کہ آپ بات سمجھ گئے ہوں گے۔

شیخ نورہ گورنٹ کٹرل کالج سے نوید انور ملک صاحبہ لکھتے ہیں: ڈیشنگ ایجنٹ ایک لاجواب ناول ہے۔ اس میں آپ نے تنویر کو جس انداز میں پیش کیا ہے وہ واقعی ناقابل فراموش ہے۔ ایک پوائنٹ البتہ میری

سمجھ میں آئے۔ آج ڈرائیونگ ایکسٹ حصہ دوم کے صفحہ نمبر ۱۶۴ میں کہ تنویر نے ایک ریوالور سے آٹھ افراد کا خاتمہ کر دیا۔ حالانکہ ریوالور میں تو صرف چھ گولیاں ہوتی ہیں اور چھ گولیوں سے آٹھ افراد کیسے ہلاک ہو گئے امید ہے آپ ضرور وضاحت فرمائیں گے؟

نوید افسر ملک صاحب: نادل کی پسندیدگی کا شکریہ۔ شکاریوں کے قتلے تو آپ پڑھتے ہی رہتے ہوں گے۔ دھنسنے والوں پر اپنے بہترین نشانے کا رعب ڈالنے کے لئے ایسی ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو بظاہر ناقابل یقین ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شکاری صاحب نے ایک بار کہہ دیا کہ انہوں نے ایک گولی سے تین ہرن بیک وقت شکار کر لئے۔ دھنسنے والوں میں سے ایک شخص سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا کہ جناب! یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک گولی سے بیک وقت تین ہرن شکار ہو جائیں۔ انہوں نے بڑے غصے سے فرمایا کہ کیوں ممکن نہیں ہے۔ تینوں ہرن میرے سامنے قطار بنا کر کھڑے تھے۔ اسی پوائنٹ کو ایک اور شکاری صاحب نے اس طرح واضح کیا کہ ایک ہرن تو گولی کھا کر مرا۔ باقی دو دروازہ حاسا کھتے وہ یہ سمجھ کر مر گئے کہ شاید گولی انہیں لگی ہے۔ لیکن یہاں ایسی کوئی بات نہیں۔ دراصل آپ نے یہ فرض کر لیا ہے کہ ریوالور کا جیمبر صرف چھ گولیوں کا ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ بھاری ریوالوروں میں آٹھ بلکہ بارہ گولیوں والے جیمبر بھی ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ پوائنٹ واضح ہو گیا ہوگا۔ اب اجازت دیجیئے۔

والسلام

منظر ہریم ایم۔ اے

عمران سیلنگ گاؤں پہنچے ہوئے بڑے مزے سے صوفے پر نیم دراز تھا اس نے اپنی مانگیں سامنے رکھی میز پر چھلراکھی تھیں اس کے ایک ہاتھ میں ایک اخبار تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں چائے کی پیالی پکڑی ہوئی تھی اور وہ مزے سے چائے کی چکیاں لیتے ہوئے اخبار کی خبروں پر طائرانہ نظریں دوڑا رہا تھا۔ جب کہ سلیمان کچن میں ناشتہ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ آج عمران نے اُسے خصوصی ناشتہ لانے کا حکم دیا تھا اور سلیمان غریب کی کم بختی آتی ہوئی تھی کیونکہ جب بھی عمران خصوصی ناشتے کی فرمائش کرتا سلیمان کی جان عذاب میں آ جاتی۔

آج صبح سویرے جب عمران سلیمان کو ہلاک خصوصی ناشتے کا آرڈر دے رہا تھا تو سلیمان نے خصوصی ناشتے سے پہنچے کیلئے لاکھ بھلے بنائے لیکن عمران نے اس کی ایک نہ سنی اور مجبوراً سلیمان کو خصوصی ناشتے کے لئے پہلے بازار جانا پڑا اور اب وہ کچن میں کھڑا بڑبڑا بھی رہا تھا اور ناشتہ بھی بنا رہا تھا۔ عمران

کو شاید موقع مل گیا تھا۔ اور رات ہی عمران کو اٹھا بیٹا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جملایا ہوا سلیمان جان بوجھ کر ہر چیز جلا کر لاکھ کرے گا۔
اور گھنٹی کی آواز مسلسل کان کھا رہی تھی۔ عمران سلپیر بیروں میں ڈال کر انہیں گسیٹا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا تعیبت ہے۔ نہ جانے کون گوارا سہاتے ہیں صبح ہی صبح“
عمران نے رہا داری میں جاتے ہی اونچی آواز میں کہا، ”ماں! ہر موجود جو بھی ہو اس کی آواز ابھی طرح سنی لے۔ لیکن گھنٹی پر بھی مسلسل بج رہی تھی۔ اب تو عمران بھی جلا گیا اور اس جلاہٹ میں اس نے چننی بنا کر ایک بھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں نیرت سے پھیلی گئیں۔

”کیا تم بہرے ہو گئے تھے۔ کہاں مر گیا ہے وہ مشنڈا سلیمان؟“
وہ کیوں نہیں آیا دروازہ کھولنے“۔ اماں بی بی غصیلی اور جملایا ہوئی آواز ابھی دروازے پر اماں بی اور ثریا موجود تھیں۔ ثریا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔
”اسے اسے اماں بی آپ نہیں؟“ اس ثریا کی بیٹی نے بتایا ہی نہیں
ورنہ میں سڑک پر ہر گز پر کا استقبال کرتا۔ خیریت ہے صبح میں“۔
عمران نے بڑی طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گھنٹی تو بج رہی تھی بچاری اور کیا اخبار میں اشتہار دیتی۔ میں پوچھتی ہوں اتنی دیر کیوں لگائی اس ڈسبے کا دروازہ کھولنے میں۔ وہ ہے کہاں؟“ اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ ناشتہ تیار کر رہا ہے آئیے۔ آئیے اماں بی!“
میں نے آپ کے لئے تنصوبی ناشتہ تیار کر لیا ہے“۔ عمران نے بڑے خوشامداز لہجے میں کہا اور ایک طرف بٹ گیا۔

کانصوبی ناشتہ بڑا زوردار ہوتا تھا۔ سری پائے کی پختی۔ اُدھے درجن اندڑوں کا آئیسٹ۔ چھانڈن کا خیرہ۔ فروٹ چاٹ کی پلیٹ۔ مغز بادام اور دودھ کی مکسنگ سے بنی ہوئی پپائی۔ اور کریم کافی۔ اور ناشتہ بھی وقت پر۔ اب ظاہر ہے۔ یہ پہلوؤں والا ناشتہ تیار کرنے کے لئے سیمن کو جین میں مسلسل تنگ ڈال کر بنا رہا تھا۔ یہ نورست تھا کہ عمران کا موڈ ایسا ناشتہ کرنے کے لئے نہیں بدلتا تھا لیکن جب بھی اس کا موڈ دن جاتا سیمن کی وائی کم پختی آجاتی۔

”سلیمان ناشتہ تیار ہو گیا؟“ عمران نے چائے کی چکی لیتے ہوئے زور سے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”ابھی تو سری پائے گل رہے ہیں۔“ سلیمان نے جھلاتے ہوئے ہلچے میں جواب دیا۔

”وہ جان رکھنا ان میں گوشت گلانے والا پاؤڈر ڈال دینا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا اپنا گوشت منوں میں گل سکتا ہے۔“ عمران نے نتیجی انداز سے کہا اور پھر مسکراتے ہوئے چائے کی چکی لیتے لگا۔

”اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔“ عمران نے چائے کی چابی میز پر رکھی اور اس طرح کان پر ہاتھ مارا جیسے کھی اڑا رہا ہو اس کو خیال تھا کہ جو کوئی بھی ہو گا خود ہی تنگ آکر دلچسپ جلا جائے گا۔ لیکن دوسرے لمحے گھنٹی مسلسل بجنے لگی۔

”اے۔۔۔ تنصوبی ناشتے کی تیاری کے وقت کون پک پڑا“۔
عمران نے مسلسل گھنٹی کی آواز سنتے ہی مزہبورتے ہوئے کہا۔

”آپ چلے جائیں دروازہ کھولتے ورنہ ناشتہ خراب ہو جائے گا۔“ سلیمان

جلال پور سے عروٹ پر تھا۔

”ارے اماں بی! — میں مہوٹ نہیں بول رہا یہ دیکھئے کوٹ کے نیچے شلوار تین پہنی ہوئی ہے میں نے۔ کوٹ تو میں نے اس لئے پہن لیا تھا کہ ذرا سردی لگ رہی تھی“ — عمران نے ہلدی سے کوٹ کو ہٹا کر اندر پہنی ہوئی شلوار تین دکھاتے ہوئے کہا۔

”سو نہ۔ سردی لگ رہی تھی — ٹھنڈے پانی سے وضو کیا ہو گا۔ یہ آخر ٹھنڈا کر آیا کر رہا ہے۔ تہیں رنڈو کے لئے پانی بھی گرم کر کے نہیں دے سکتا۔ بلاؤ اماں رام خور کو۔ آج میں اُسے اتنی بوتیاں ماروں گی کہ اس کے دماغ پر چرمی ہوئی ساری پٹنی ناک کے راستے نکل جائے گی“ — اماں بی نے عمران کا کان میوڑتے ہوئے کہا۔

”بیگم صاحبہ! میں نے تو صاحب کو پانی گرم کر دیا تھا لیکن یہ کہنے لگے کہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں قواب زیادہ ملتا ہے“ — سلیمان نے ڈرائنگ روم کے دروازے پر آکر انتہائی ہنسے ہوئے دلچسپی سے کہا۔ اس کے چہرے پر واضح خوف کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ بیگم صاحبہ کے غصے سے بہت ڈرتا تھا۔

”کیوں۔ پتہ نہ رہا ہے یہ — کیوں کیا تھا ٹھنڈے پانی سے وضو اب اگر غوغو ہو جاتا تو پھر“ — اماں بی ایک بار پھر عمران پر پڑھ دوڑیں۔ ”اماں بی! دیر ہو رہی ہے“ — اچانک قریا نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں اچھا ہوا تم نے یاد دلادیا — چلو عمران ہلدی سے کپڑے پہنو اور ہمارے ساتھ چلو۔“ اماں بی کا ذہن یکھوت بدل گیا۔

”آتا دن پڑھ آیا ہے اور ابھی تک ناشتر تیار ہو رہا ہے اور یہ تم نے ابھی تک رات کے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں ابھی سو کر اٹھئے ہو کیا ہے — ہوئے! اس نے اس ذمے پہن پڑے ہو کہ کس وقت مرضی آئے اٹھو“ — اماں بی کا غصہ پورے عروٹ پر پہنچ گیا۔

”دیکھا آپ نے اماں بی! میں نہ کبھی تم کی جھانی مان رکھی ہے نہ سے پہلے نہیں اٹھتے“ — ثریا نے ماں کو ادرا زیادہ غصہ لانے کیلئے کہا۔ ”کیوں رام خور جب میں نے تمہیں کہا ہے کہ صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھا کرو پھر کیوں سوئے رہتے ہو دن چڑھے تک — میں نے تمہارے باب کو بھی نماز پڑھوانی شروع کرادی ہے۔ اس بلے انگریز کو جو نماز پڑھنے کی جانتے وہ مولیٰ پاؤں مانگا کرتا تھا“ — اماں بی نے عمران کا کان پکڑ کر سردمان کی شان میں فیبدہ پلستے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کی آواز کا نہپ رہی تھی بس کہ زیا اس طرز مسکرا رہی تھی جیسے اُسے بڑی لطف آ رہا ہو۔

”اماں بی! ایمان سے — اللہ قسم میں صبح کی نماز تو لانا پڑھا ہوں آپ بے شک سلیمان سے پوچھ لیں“ — عمران نے ہنسے ہوئے دلچسپی سے کہا۔

”کس سے پوچھ لوں۔ ان ٹھنڈے سے جو تم سے بھی بڑا حرام خور ہے۔ تم نے کیا سمجھ لیا ہے۔ میں بوڑھی ہو گئی ہوں۔ اب مجھے نظر نہیں آتا۔ یہ تو اُسے بسم پر ہوا یہ لبا کوٹ تیار ہے کہ تم ابھی تک رات کے کپڑے پہنے ہوئے ہو اور رات کے کپڑوں سے نماز ہوتی ہے — جموٹی تینوں بھی کھانی سیکھ گیا ہے — میں — بولو“ — اماں بی کا

”کہاں جانا ہے اماں بی! — کیا شریا کے لئے رشتہ آیا ہے؟
 میرے خیال میں کسی جمدار کا ہوگا اس لئے آپ بیچ بیچ مرگئے اے
 جھارڈو تیار دیکھنا چاہتی ہوں گی۔“ عمران نے ماں کے قدموں میں
 تالین پڑھتے ہوئے شریا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہشت، ایک تو تم باپ بیٹوں میں بڑی حادث ہے۔ باپ ہے
 تو بات ہی نہیں کرتا۔ اور بیٹا ہے کہ فیروز سچے سمجھے ہو اس کرتا
 رہتا ہے۔ کیوں کیا بچا ہے تم نے شریا کو۔ کیا اب میری بیٹی کے لئے
 جمدار کا رشتہ آئے گا؟“ اماں بی نے سرخ ہونچھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اماں بی! بسے دیکھنے اب جا رہی ہیں وہ واقعی جمدارنی ہے۔
 بیٹنگی بھی ہے، شریا نے کھانے والے بھی کھا۔
 ”میں کیا کہا۔ جمدارنی اور بیٹنگی، مگر تو اس کی توفیق کر کے میری
 بان کھا رہی تھیں۔ کیا مطلب کیا تمہارا داغ خراب ہو گیا ہے اب
 میرے شہزادے کے لئے جمدارنیاں اور بیٹنگیاں ہی رہ گئی ہیں۔ لعنت مجھ
 اس پر۔ چلو واپس خواہ خواہ مجھے صبح دوڑا دیا۔“ اماں بی شریا پر
 الٹ بیٹھیں۔

”بالکل بالکل اماں بی! شہزادے کے لئے تو شہزادیاں چاہئیں۔
 اور جمدارنیوں کے لئے جمدار۔ کیوں اماں بی! آخر الفاف بھی تو کوئی چیز
 ہے۔“ عمران نے زبان نکال کر بہن کو پرتا دیا۔

”شہزادیاں — کیا مطلب اب تمہارا شادیوں کرو گے تیرے
 باپ کی تو کج جرات ہوئی نہیں دوسری کرنے کی۔ اور تم چار کرو گے
 کیوں۔“ اماں بی کا غصہ ایک بار بھر عروج پر پہنچ گیا۔

”اے اے اماں بی! میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں بھلا یہ جرات کر سکتا ہوں
 میں نے تو جادوہ کہا تھا۔“ عمران نے بڑی طرح لوکھلاتے ہوئے
 بلچے میں کہا۔ کیونکہ اماں بی کا غصہ تیار تھا کہ اب سر پر جو نیوں کی بارش ہونے
 والی ہے۔

”اماں بی! دیر ہو رہی ہے۔“ شریا نے ایک بار پھر کہا۔
 ”دیر ہو رہی ہے۔“ کس بات میں دیر ہو رہی ہے۔ ابھی تو ناشتہ
 کیا ہے تمہارے۔ لڑکی! اپنی نموک کو قابو میں رکھا کرو۔ گزارہ کیوں
 کو زیادہ نہیں کھا چکا ہے۔ کھا کھا کر مونی ہو جاتی ہیں اور پھر کوئی پوچھتا بھی
 نہیں سمجھیں۔“ اماں بی نے انتہائی غصیلے بلچے کہا۔ وہ شاید بھی
 سمجھی تھیں کہ شریا ناشتے میں دیر مونی کی بات کر رہی ہے۔

”اماں بی! ایک تو اب مجھے نہیں اور ڈانٹا شہزادہ کر رہی ہیں۔ میں نے
 ناشتے کی بات توڑی کی تھی۔ میں تو وہ ماہ بیوں کو دیکھنے کی بات کر رہی تھی۔
 شریا نے روٹھتے ہوئے کہا۔

”ماہ بیوں اور اچھا۔ وہ تمہاری سہیلی کی بہن۔ لیکن یہ تو بہاؤ تم
 جمدارنیوں کو کیوں بہیدیاں بناتی ہو باپ کی عزت ڈالنے کے لئے۔
 خردوار جواب اس مال جو کہ کا نام لیا میرے سامنے۔“ اماں بی
 بھڑک اٹھیں۔

”اے اماں بی! وہ تو میں نے بھائی بان کو چھڑانے کے لئے
 کہا تھا ورنہ ماہ بیوں تو اتنی خوبصورت ہے کہ پریاں بھی شرماتی ہیں اس
 سے۔“ شریا نے اور زیادہ روٹھتے ہوئے کہا۔

”بدمعورتی دیکھ کر شرماتی ہوں گی۔ عمران نے ہنر دیتے ہوئے کہا۔

"بس سری پاسے کی بچنی — موسم کے تمام مزدوروں کی بیات —
اُدسے درجن اندول کا اسیٹ — چار مغز کا حریرہ — مغز بادام
اور دودھ سے بنی ہوئی پیالی — اور کریم کافی — سلیمان نے کسی
بھول کے ہیرے کی طرح گنوا نہ نہشت کر دیا۔

"کیا مطلب یہ ناشتہ ہے — اماں بی! دیکھا اس نے تو بھائی
جان کا جسم پھیلتا جا رہا ہے — بہ بلوان بنستے جا رہے ہیں۔ اگر یہ ناشتہ
ہے تو پھر دو پہر اور رات کے کالوں میں تو سالمہ بچکے اور ساند کھا
جاتے ہوں گے — ثریا نے ہر تہجرے لمحے میں کہا۔

"ہو بہنہ اس حرام نور نے اسے چٹنودہ بنا دیا ہے ورنہ میرا بیٹا تو
کھانے سے بھاگتا تھا — مفتی کر کے ایک آلو کھلاتی تھی —
اماں بی نے آہستہ میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اماں بی! آپ تو بھائی جان کے بچپن کی بات کر رہی ہوں گی اب
آپ نے خود کُن کیا ناشتے کے آئیم اور ایک یہ سلیمان بیچارہ ناشتے
کے آئیم تیار کرنے میں کس طرح بلکان ہو رہا ہے — ثریا نے
سلیمان کی ساند پھیلے ہوئے کہا۔

"کیوں تیار کرتا ہے یہ۔ اس کی اپنی نشت خراب ہوگی۔ تھوڑا سا
ایسے دیا ہوگا بانی خود پٹ کر ہاتا ہوگا۔ اماں بی اپنے بیٹے کی
برائی کیسے کُن سکتی تھیں۔

"سلیمان! آئندہ اگر بھائی جان تم سے ایسی خوراک مانگیں تو اماں
بی کو فون کر دینا سمجھے۔ میں نہیں جانتی کہ میری سہیلیاں میرا مذاق اڑائیں کہ
ثریا کا بھائی پھلوان ہے — مونا بے دھنگا جسم بند لے گا یہ —

اور ثریا نے منہ پھڑپھڑا دیا۔

"ارے تم ابھی تک بیٹھے ہو۔ جلدی کیڑے پہنو — پہلے
ہی دیر ہوئی جا رہی ہے — اماں بی لے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن اماں بی! میرا جانا ضروری ہے کیا؟ — وہ سلیمان ہیرے
نے نفوسنی ناشتہ تیار کر رہا ہے — عمران نے جان پھرنے کے
سے انداز میں کہا۔

"لعنت یہ جو ناشتے پر۔ فرحیح سے دو چار سیب نکال لو۔ راستے میں
کھاتے جانا — چلو امٹو کیڑے پہنو جلدی کرو۔ خواہ مخواہ باتوں میں
لگا دیا — اماں بی نے فیصلہ کر دیا۔

"بھن اماں بی! عمران نے ایک بار پھر احتجاج کرنے کے انداز میں کہا۔
"کوئی لیکن دیکھن اور اگر مگر مت کرنا بدشگونی ہوتی ہے — چلو
اضو جلدی کرو — اماں بی نے اسے اور بُری طرح بھڑکے ہوئے
کہا۔ اور عمران بادل خواستہ اٹھا اور ڈانگ روم کی طرف بڑھ گیا۔
"بیگم صاحبہ! ناشتہ لگا دوں — سلیمان نے دروازے میں آ
کر اٹھائی موڈ بانہ لہجے میں کہا۔

"یہ دقت ہے ناشتے کو۔ کیوں — ثریا اماں بی سلیمان پر
پڑھ دوڑی۔

"وہ وہ بیگم صاحبہ۔ خاص ناشتہ تیار کر رہے تھے چوٹے صاحب
اس نے دیر ہو گئی — سلیمان نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"خاص ناشتہ! وہ کیا ہوتا ہے سلیمان — ثریا نے ہر تہجرے
لہجے میں کہا۔

ثریا نے سیماں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں ہاں ثریا ٹھیک کہہ رہی ہے مجھے فون کر دینا سمجھے جاؤ اب
 دنگ ہو جاؤ۔“ اماں بی نے کہا اور سیماں سر ہلانا ہوا واپس مڑ گیا۔
 لیکن اب اس کے ہرے پر مسکراہٹ موبود تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے
 اب یہ شاندار ناشترہ اس کے کام آتا تھا۔
 ”ارے یہ اندر کیا کر رہے۔“ سوتو نہیں گیا۔ اماں بی کو چانگ
 عمران کا نیال آ گیا۔
 ”میں بیگیا ہوں اماں بی!“ عمران نے فوراً ہی دروازہ کھول
 کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ لیکن اسے دیکھتے ہی اماں بی کی آنکھیں برت
 سے پھیل گئیں جب کہ ثریا نے اس طرح مذہبنا یا جیسے کوئین کے
 گولیاں جباں پڑ رہی ہوں۔ کیونکہ عمران اپنے فصوص کی کرباس میں
 بھتا۔
 یہ کیا تناشر بہن لیلے تم نے۔ تمہیں بیک کپڑے پہننے کا
 بھی ڈھنگ نہیں آیا۔ کیا کہیں گے وہ لوگ کہ یہ سرس کا مسخرہ میں نے
 پیدا کر رکھا ہے۔“ اماں بی نے انتہائی غصے سے لہجے میں کہا۔
 ”اماں بی! بھائی جان نے آپ کو وہاں بے عزت کرانے
 کے لئے جان بوجھ کر یہ کپڑے پہنے ہیں ورنہ ان کے پاس بہترین
 سوٹ بھی ہیں۔“ ثریا نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”کیوں اب اس بڑے چالے میں ماں کو بے عزت کر لے گا۔
 چل دنگ ہو اور ڈھنگ کے کپڑے پہن کر۔“ اماں بی غصے
 سے چیخیں۔ اور عمران کان دبانے واپس ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھ گیا
 اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے کوئی جھٹ کرنے کی کوشش کی تو اماں
 بی کا بارہ اور چڑھ جائے گا۔ چنانچہ متورٹی دیر بعد جب وہ دوبارہ
 باہر نکلا تو اس کے جسم پر بہترین تراش کا خوبصورت گرم سوٹ تھا۔
 کشمشی رنگ کے اس سوٹ میں عمران واقعی بے حد جیہر لگ رہا تھا۔
 ”کیا مطلب یہ پھر تم نے باپ کی طرح پتلون پڑھا لی۔“ شلوار
 قمیض پہنیں ہے تمہارے پاس۔ تم تو انگریزوں کا پہناؤ۔“
 اماں بی خالص پٹھان تھیں اس لئے انہیں انگریزوں کی برہنہ سے نفرت تھی۔
 ”ٹھیک ہے اماں بی! پہلے ہی بہت دیر ہوئی ہے۔“ ثریا
 نے جلدی سے کہا۔
 ”اماں بی! شلوار قمیض پہن لوں اور ہاں وہ ترکی ٹوپی بھی ہے مجھے
 پاس وہ کالے لمبے پھندے والی۔“ عمران نے ثریا کو پڑاٹے
 کے لئے کہا۔
 ”ارے یہ لباس تو ہوا مگر ایک تو اس لڑکی نے دیر دیر کر کے
 میری جان کھالی ہے اچھا چلو اسی طرح چلو۔“ اماں بی نے منہ
 بناتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئیں۔
 ”کیا پھر جلا دیا ہے تم نے۔“ ماں کے مڑتے ہی
 عمران نے آگے بڑھ کر چھوٹی بہن کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔
 ”اماں بی! یہ دیکھئے بھائی جان۔“ ثریا نے بیچھے ہوئے کہا۔
 ”کیا ہوا۔“ اماں بی تیزی سے مڑیں۔ اور عمران نے جلدی
 سے ہاتھ بٹالیا۔
 کچھ نہیں اماں بی! ثریا کے کان سے ٹاپس گر رہا تھا وہ میں نے

ثریا نے سیماں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں ہاں ثریا ٹھیک کہہ رہی ہے مجھے فون کر دینا سمجھے جاؤ اب
 دنگ ہو جاؤ۔“ اماں بی نے کہا اور سیماں سر ہلانا ہوا واپس مڑ گیا۔
 لیکن اب اس کے ہرے پر مسکراہٹ موبود تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے
 اب یہ شاندار ناشترہ اس کے کام آتا تھا۔
 ”ارے یہ اندر کیا کر رہے۔“ سوتو نہیں گیا۔ اماں بی کو چانگ
 عمران کا نیال آ گیا۔
 ”میں بیگیا ہوں اماں بی!“ عمران نے فوراً ہی دروازہ کھول
 کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ لیکن اسے دیکھتے ہی اماں بی کی آنکھیں برت
 سے پھیل گئیں جب کہ ثریا نے اس طرح مذہبنا یا جیسے کوئین کے
 گولیاں جباں پڑ رہی ہوں۔ کیونکہ عمران اپنے فصوص کی کرباس میں
 بھتا۔
 یہ کیا تناشر بہن لیلے تم نے۔ تمہیں بیک کپڑے پہننے کا
 بھی ڈھنگ نہیں آیا۔ کیا کہیں گے وہ لوگ کہ یہ سرس کا مسخرہ میں نے
 پیدا کر رکھا ہے۔“ اماں بی نے انتہائی غصے سے لہجے میں کہا۔
 ”اماں بی! بھائی جان نے آپ کو وہاں بے عزت کرانے
 کے لئے جان بوجھ کر یہ کپڑے پہنے ہیں ورنہ ان کے پاس بہترین
 سوٹ بھی ہیں۔“ ثریا نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”کیوں اب اس بڑے چالے میں ماں کو بے عزت کر لے گا۔
 چل دنگ ہو اور ڈھنگ کے کپڑے پہن کر۔“ اماں بی غصے
 سے چیخیں۔ اور عمران کان دبانے واپس ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھ گیا

ٹیک کر دیا ہے۔“ عمران نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اے کیا پرواہ گر جانے کی۔ پھر باپ کے سر پر چڑھ جائے گی کلاؤ اور ٹاپس۔“ اماں بی نے ترجیحی نظروں سے ثریا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ثریا کچھ کہنے کے لئے منہ کھولے ہی رہ گئی کیونکہ اماں بی ایک بار پھر مدد آگے بڑھی تھی اور عمران نے زبان نکال کر بہن کو چڑانا مڑوٹ کر دیا اور ثریا منہ پھیر کر تیز تیز قدم اٹھائی ماں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

پتھے سرمد خان کی شاندار ذاتی شہور لیٹ کار موجود تھی جس کے ساتھ یونیفارم پہنے سرکاری ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔
 ”اے رکھنے کے پیسے کسے کر بیجھ دو ثریا۔ وہ بھارا باب اس کے انتہا ریں کھڑا بڑا ربا ہوگا۔“ اماں بی نے کار کی پھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ثریا نے جلدی سے دس روپے کے کاؤنٹ پر اس سے نکال کر ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ڈرائیور سلام کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

”وہ منظور ڈرائیور کہاں گیا؟“ عمران نے سرکاری ڈرائیور کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اکی ماں بیمار تھی۔ اماں بی نے اُسے بیجھ دیا ہے۔“ ثریا نے کار کی اگلی سائڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اے لڑکی! ادھر پیچھے آکر بیٹھو۔“ اماں بی نے ثریا کو اگلی سیٹ پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔

”اماں بی! بھائی جان بہت نیر کا چلا تے ہیں اور آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے میں بھائی جان کو تیز کرنا نہ چلائے دوں گی۔“

ثریا نے عمران کو گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آتے دیکھ کر جلدی سے مدد کہا اور اماں بی نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔

”تم آگے کیوں بیٹھی ہو چلو پیچھے۔“ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بیٹھا رہنے دو۔“ اور سوتیز کار نہ چلانا۔ اماں بی نے کہا اور ثریا عمران کی طرف دیکھ کر آنکھیں پکارتے ہوئے شکر ادا کیجیے عمران نے منہ بنایا اور پھر کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھادی۔

کہاں جانا ہے اماں بی! عمران نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔
 ”بلال نگر۔“ ثریا نے جلدی سے کہا۔

”بلال نگر اوہ اتنی دور۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا کیونکہ بلال نگر دارالحکومت سے ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک اچھا بڑا قصبہ تھا۔

”دور کہاں سے بس ابھی پلک پھینکے میں آجائے گا۔“ ثریا نے جلدی سے کہا کیونکہ ثریا ڈرتی تھی کہ زیادہ دور کا سنی کر کہیں اماں بی کا موڈ بدل نہ جائے۔ بڑی مشکل سے تو وہ انہیں تیار کر کے لے چلی تھی۔

”آخر چیک کیا ہے۔ کچھ خفے بھی تو پتہ چلے۔“ عمران نے کار کو اگلے چوک سے ٹرن کرتے ہوئے کہا۔

”ارے مروادیا نفسیات میں ڈاکٹر ٹیٹ۔ اودہ آخر ثریا ہمیں مجھے
کیا دشمنی ہے“ — عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔
”کیا مطلب۔ اس میں دشمنی کی کیا بات ہے“ — ثریا نے
حیران ہو کر پوچھا۔

”ارے اس نے تو پہلے نفسیاتی تجزیہ کرنا ہے میرا — پھر
اماں لی اور پھر ٹیڈی کا — اور تم جانتی ہو کہ کم از کم میں تو ہمیشہ قیل
ہو جاتا ہوں۔ اس تجزیے میں، اب بھلا تم خود بتاؤ اگر میں کہوں گا کہ
ہمیں یہ کھرا چھاپا نہیں لگا تو اس نے فوراً مجھے کسی خوفناک قسم کے کیلیکس
کا مریض سمجھ لینا ہے اور پھر مجھے لٹا کر تجھ سے بچنے کے حالات پوچھنا
مزدوخ کر دیتے ہیں“ — عمران نے کہا اور ثریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
”اے لڑکی! ہوش میں ہو یا نہیں — اس طرح ہنستی ہیں لڑکیاں“
اماں لی کی غصیلی آواز سنائی دی اور ثریا نے جلدی سے ہونٹ

بچنے لے۔
”اب دیکھو یہی بات جب اماں لی اسے کہیں گی تو اماں لی بھی
کسی نہ کسی کیلیکس کا شکار سمجھی جائیں گی“ — عمران نے کہا اور ثریا
نے ممتعتہ کر دو کرنے کے لئے جلدی سے منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔
”وہ ایسی نہیں ہے بھائی جان بڑی سنجیدہ بیاں کرتی ہے“ — ثریا
نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا کیا کرتی ہے“ — عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا کہ سڑک
پر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار لہرا گئی اور ثریا کا خوف کے ماتے
بہرہ بگڑ گیا۔

”آپ کیلئے میں نے ایک لڑکی پسند کی ہے میری سہیلی کی کزن ہے۔ یونیورسٹی کے
فنکشن میں اس کیساتھ آئی تھی بڑی سویر لڑکی ہے آپ دیکھیں گے تو انکلیں
بھینکا ناجوں جانتی تھیں۔“ — ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسے تو کیا وہ جادوگر ہے کہ میں فیمر بن جاؤنگا — جسکی پکیں ہی نہیں پکیں
عمران نے مسکراتے ہوئے جان لوجھ کر اونچی آواز میں کہا۔ وہ یہ فقرہ اماں لی
کو سننا چاہتا تھا کیونکہ اماں لی کی آنکھیں، بندھتیں اور وہ کہہ کر کی سیٹ سے سڑک کے
باہر میں موجود کچے دانے گھماتے ہوئے وظیفہ چھینے میں مصروف ہو چکی تھیں۔
اس نے انہوں نے عمران کا فقرہ ہی نہ سنا۔

”غیردار! بھائی جان جو میری سہیلی کی کزن کو جادوگر کہا۔ وہ اتنی نفیس اور سویر
ہے کہ اس میں نے اسے باجی باندھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

”اے جب فیصلہ کر لی لیا ہے تو میرا قصہ ناشتہ خواہ خواہ خراب کیا اب وہ
سیلان پٹھا دار رہا ہوگا“ — عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور ثریا بے لوثی ہنس پڑی۔
”اس غریب کو بھی کھانا دینا یاد رکھو بھائی جان۔ ٹھوکر کا کٹا ہو گیا ہے“ —
ثریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا جی! وہ تمہیں کاٹنا نظر آ رہا ہے، مگر میں تو سولی بن نظر آ رہا ہوں گا نہیں۔
میرے خیال میں اتنی شیشوں والی عینک گلوانی پڑے گی نہیں۔“ —
عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور ثریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”وہی بھائی جان، ایک بات پہلے بتا دوں آپ نے وہاں جا کر کوئی جھگڑا
بات نہیں کرنی۔ وہ لوگ یحد وضع دار ہیں پشیمانی رئیس ہیں۔ ماہ جیس شان اللہ
کی اگھوٹی لڑکی ہے ویسے اس نے کیرن یونیورسٹی سے نفسیات میں پی ایچ ڈی کیا ہوا
ہے، بہت بڑھی لکھی ہے۔“ — ثریا نے اپنی سہیلی کی کزن کی تعریفیں کرتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کیا کر رہے تھے۔ اگر ابھی اس بڑے ٹرک سے ٹکر ہو جاتی تو“ — کا رسیدھی ہوتے ہی ثریا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”تو کیا ہوتا اس نفسیات دان سے تو جان جھوٹ جاتی“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”بھائی جان! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ماہ جیسے بے حد خوبصورت بھی ہے — خاندانی نجی — پڑھی لکھی بھی ہے۔ اب اُسے دکھیں گے تو، میوشہ میرے احسان مند رہیں گے“ — ثریا نے فکرت سے کہا۔
 ”اور اگر اس نے یا اس کے باپ پریشان الدولہ نے مجھے پسند نہ کیا تو پھر“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”ان کی جرأت ہے کہ آپ کو پسند نہ کریں۔ جو تیاں مار کر کو بیٹیاں نہ پھیل کر دوں گی“ — ثریا نے غصے سے پھنکرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سنس پڑا۔

”تم ہر خدما مال کی بیٹی ہونا“ — عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار ثریا بھی ہنس پڑی۔

کا راب ایک بہاڑی راستے پر چل رہی تھی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی — عمران نے بکھنت پوری قوت سے بریک لگائے۔ اور تیزی سے دوڑتی ہوئی کار کسی ٹوکی طرح گھومی اور اگر سیٹنگ عمران کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو لازماً وہ گھوم کر ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گرتی۔ لیکن عمران نے اسے شرمیلے ہمارت سے کنٹرول کر لیا تھا۔ لیکن ثریا کی بیخ کو وہ کیسے کنٹرول کرتا۔ اماں بی بھی اچھل کر سیٹ پر گر گئی تھیں۔

”کیا ہوا — کیا ہوا“ — اماں کی تھختی ہوئی اور دہشت زدہ سی آواز سنائی دی۔

”کچھ نہیں اماں! اپنا ایک ایک کار سامنے آگئی تھی“ — عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور واقعی موڑ کو ٹٹے وقت ایک سفید رنگ کی کار اپنا ایک غلط ہاتھ پر اس کے سامنے آگئی تھی اور خوفناک ایک سیڈ کو بچانے کے لئے عمران کو بوری قوت سے بریک لگانے پڑے تھے۔ سفید کار کے بریک بھی بیخ پڑے تھے اور وہ نجی گھوم گئی تھی۔ لیکن اُسے بھی بڑی ہمارت سے کنٹرول کر لیا گیا تھا۔ سفید کار کی سیٹنگ پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے خوبصورت سہرے بال اس کے شانوں پر لپک رہے تھے۔
 ”اندھے ہو کر چلاتے ہو ہائسنس“ — اس لڑکی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہیں کر عمران سے کہا۔

”تم خود اندھی ہو۔ غلط ہاتھ پر خود کار چلا رہی ہو۔ اگر بھائی جان سنبھال نہ لیتے تو تم نے اپنے ساتھ ہمیں بھی مروا دیا تھا“ — عمران کے بولنے سے پہلے ثریا بیخ پڑی۔ منہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
 ”سٹاپ لیو ناں سنس بنانے کون بھاد دیتا ہے ان گھٹیا لوگوں کو کوا دیں میں“ — لڑکی نے بھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور تیزی سے کار چلا کر آگے بڑھ گئی اور ثریا جو کار کا دروازہ کھول کر بیٹھے اترنے ہی والی تھی منہ سے پینکارتی رہ گئی۔

بھائی جان! اس کے پیچھے کار نے کرملو۔ میں تباؤں اسے کر گھٹیا، کون ہے؟ — ثریا کا غصے کے ماسے چہرہ پھر پھڑا اٹھا اور آنکھوں

سے شعلے نکل رہے تھے۔ وہ واقعی ایک غضبناک شیریں دھال مے رہی تھی۔

"ارے یہ تھی کون کون بخت کو عزیز نہیں بتا کرنے کی" — اماں نے بھی دانت کھٹکتے ہوئے کہا۔

وہی تھی اماں بی! جسے دیکھتے آپ جا رہی تھیں۔ عمران نے لوہا گرم دیکھ کر بوٹ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں ثریا! — خبردار جو تم نے نام لیا اس کا" — اماں بی کا تو واقعی بارہ چڑھ گیا۔ وہ بھلا ایسی بدتمیز لڑکی کو کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔

"ارے اماں بی! وہ نہیں تھی۔ وہ بھلا ایسی بدتمیز کر سکتی ہے یہ تو کوئی اور چڑیل تھی۔" — ثریا نے جواب دیا۔

"خواہ خواہ کو چڑیل تھی۔ اتنی خوبصورت لڑکی تھی۔ اماں بی آپ نے دیکھا تھا اُسے" — عمران نے کار تو آگے بڑھا دی لیکن اب اسے ثریا کو تنگ کرنے کا سبب ہی موقع مل گیا تھا اور پھر اسی طرح کی ٹوک جھونک میں وہ بلا ٹکر پہنچ گئے۔

"نواب شان الاولہ کا فعل کسی سے پوچھ لو بھائی جان" — ثریا نے ہلال نگر کی حدود شروع ہوتے ہی کہا۔

"میں نے دیکھا ہوا ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیسے دیکھا؟" — ثریا نے بری طرح چوٹک کر پوچھا۔

"ایک ہی تو بوسیدہ سامان ہے اس مقبے میں جسے لوگ فخرًا فعل کہتے ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے

مقبے کی حدود سے نکال کر شمالی طرف جانے والی ایک سڑک پر موڑ دی۔ ویسے اس نے درست کہا تھا۔ ایک بار اس نے کس راستے سے گزرتے ہوئے وہاں ایک شاندار محل دیکھا تھا اور اسے یقین تھا کہ یہی محل نواب شان الاولہ کا ہوگا۔

اور واقعی بخوبی دور آگے جانے کے بعد ایک بڑا سا پھاٹک آ گیا جس کے ساتھ فصیل نما دیواریں دور تک چلی گئیں۔ پھاٹک پرانے زمانے کا لیکن انتہائی شاندار تھا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا لیکن دونوں سائیڈوں میں دوسرا بارودی دربان کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے ٹین گنز، لٹک رہی تھیں۔ جیسے ہی عمران نے کار پھاٹک کی طرف بڑھائی، دونوں دربان انتہائی چونک انداز میں پھاٹک کے دربان آگے اور عمران کو بغوراً کار روکنی پڑی۔ ایک دربان تو وہیں کھڑا رہا جب کہ دوسرا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"یہیں سر۔ آپ نے کس سے ملنا ہے جناب" — دربان نے موڈ بانٹ بیچے میں کہا۔

"نواب صاحب سے کہیں کہ دارالحکومت سے سرزمان کی فیملی آئی ہے" — عمران کے بولنے سے پہلے ثریا بول پڑی۔

"ارے یس سر۔ آپ تشریف لے جائیں۔ وہ آپ کے کافی دیر سے منتظر ہیں" — دربان نے امداد زیادہ موڈ بانٹ انداز میں کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کار کے سامنے کھڑا دربان بھی تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

گیارہ بجے کے بعد ایک وسیع اور طویل درزین آتہالی مولیٰ صورت باغ

تھابس کے درمیان پختہ سڑک جا رہی تھی۔ بارغ کے مقام پر ایک شاندار اور خوبصورت عویلی سامنے آگئی۔ وہاں بھی یونخادرم پہنچے چار مسلح افراد موجود تھے جن کے ساتھ سوٹ پہنے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی بھی کھڑا تھا لیکن وہ شکل و صورت سے نواب نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

”ادھر آشریف لائیں جناب! نواب صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ خرمات کو ادھر زمان خانے میں بھجوا دیجیے۔“ اس ادھیڑ عمر آدمی نے میری سے ہلکے بڑھ کر کہا اور ثریا اور اماں بی اس طرف کو بڑھ گئیں جدھر اس آدمی نے زمان خانے کا اشارہ کیا تھا۔

”نواب صاحب کا موڈ کیسا ہے؟“ اماں بی اور ثریا کے جاتے ہی عمران نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے بڑے سرگوشیاۓ انداز میں پوچھا۔ ظاہر ہے اماں بی اور ثریا کے جاتے ہی اس نے حسب عادت پرہیز سے تو نکلنے ہی تھے۔

”بالکل ٹھیک ہے جناب! وہ آپ کے منتظر ہیں آشریف لائیے۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر عمران کو لے کر ایک شاندار دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُس نے دروازہ کھولا اور خود اُسے پچھلے ہوئے ایک طرف بٹ گیا۔

عمران اندر داخل ہوا تو واقعی یہ ایک شاندار ڈرائنگ روم تھا۔ بالکل نوابانہ ٹھاثٹ کا۔ اور نواب شان الدولہ ایک صوفے پر بیٹھی تمکنت سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سرخ و سفید جہر سے برافاتی نوابوں جیسا وقار اور شان تھی۔ انہوں نے بے ادب سفیر کو رگڑا اور شلوار

پہنی ہوئی تھی اور کُرتے پر سیاہ رنگ کی مڈی تھی جس کے ایک ٹپ بول سے نکلتی ہوئی گھڑی کی خوبصورت سبھری زنجیر ان کی صدی کی اوپر والی جیب میں گم ہو رہی تھی۔ عمران نے ایک نظر نپٹ یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا لیکن وہ اس طرح ڈرائنگ روم کے قریب پر کو دیکھنے لگا جیسے اس نے نواب صاحب کو دیکھا ہی نہ ہو۔ لیکن نواب صاحب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران قریب پر کو دیکھتا ہوا بڑی لمبے نیازی سے آگے بڑھا اور پھر دوبارہ لگی ہوئی انتہائی خوبصورت پینٹنگ کو قریب جا کر دیکھنے لگا۔ وہ شاید منتظر تھا کہ ابھی نواب صاحب کی دھاڑ سنائی دے گی کیونکہ نواب بھلا اپنے آپ کو اس طرح نظر انداز کر دیتے والی حرکت کہاں برداشت کرتے تھے لیکن نواب صاحب واقعی اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہوں نے بھی عمران کو نہ دیکھا ہو۔ عمران کو مجبوراً گھومتے ہوئے اس صوفے کی طرف جانا پڑا جہاں نواب صاحب موجود تھے۔

”اوہ۔ اس قدر شاندار فہمہ۔ کمال ہے صاحب۔ کیا کمال کا جسم بنایا ہے۔“ عمران نے نواب صاحب کو دیکھ کر کزنی سے ان کی طرف دھستے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بریرت اور انکوں میں تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ نواب صاحب کو قریب جا کر گونڈ سے پلکیں جھپک جھپک کر دیکھنے لگا۔

”ارے! یہ تو بالکل زندہ لگ رہا ہے۔“ بریرت ہے۔ اس قدر کمال من۔“ عمران واقعی شاندار اداکاری کر رہا تھا لیکن نواب صاحب اسی طرح اسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا تھا اور پہلی بار عمران کو شک ہوا کہ کہیں نواب صاحب

اُسی لمحے سائیکل کا دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت اور باوقار لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ شریعتی۔ ان دونوں نے بڑے خودباور انداز میں نواب صاحب کو سلام کہا۔

ایک ایک آپ کے سر میں جوئیں میں ہے۔ — اچانک نواب صاحب نے ذرا سا لرگے ہوئے ہوئے بڑے ہمدردانہ غم کے میں پوچھا۔
نواب صاحب : بول تو مادہ ہوتی ہے اس لئے وہ میرے سر پر

کہنے لیں۔ ”عمران نے بڑی تیزی سے جھک کر ادر بار بار ہاتھ کو ماتھے تک لے جاتے ہوئے کہا، اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مکھیاں اڑا رہا ہو۔

ایک اور قافیہ بھی ہے — ذلیل و نوار — وہ کیوں نہیں بولا تم نے — لڑکی نے ہنسنے کا اشارہ کیا۔
 ”وہ میں نے آپ کے لئے بچا تھا، انرا آپ نے تو تعارف کرانا تھا اپنا۔“ عمران نے بڑے سادہ سے ہنچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو بہرہ! تو میں تمہاری نظروں میں ذلیل و نوار ہوں۔“ لڑکی نے غصے سے دانت پکچکیاتے ہوئے کہا۔
 ”آپ نے خود ہی اپنی تعریف فرمائی ہے۔ ویسے بھر سے پوچھیں گی تو میں اور تمہیں بھی بتا سکتا ہوں۔“ عمران نے بواب دیا۔
 ”نانسنس — جاہل — ابلہ — گنوار۔“ لڑکی نے اپنی آپ نے اسے کیوں بھرا رکھا ہے یہاں — لڑکی نے انتہائی غصیلے ہنچے میں کہا اور پھر باپ سے مخاطب ہو گئی۔

”واہ! کیا تعریف فرمائی ہے آپ نے اپنے ڈیڈی کی —“
 نواب صاحب! آپ نے پہلے تو بتایا ہی نہیں کرتے تو بصورت القاب میں آپ کے —“ عمران نے کہا۔

”میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ دفع ہو جاؤ۔“
 لڑکی اس بڑی طرح چیخ کر اکلی آواز چھٹ گئی۔

سیمیں بیٹھ! یہ ہمارے جہان ہیں۔ سر رحمان ڈائریکٹر جنرل سمنٹر

کیسے چٹھ سکتی ہے زیادہ سے زیادہ وہ بچاری کان پر رنگ سکتی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں بواب دیا۔

”اچھا — بچی ہے کان پر — بہت خوب۔ آپ پہلے آدمی ہیں یں کے کان پر بول رہی تھی ہے۔“ نواب صاحب نے کہا اور عمران نے اختیار مسکرا دیا۔ نواب صاحب واقعی اس کی بوڑھے تھے۔

”آدمی کے کان پر ہی رنگ سکتی ہے۔ اب مجھے کے کان پر لڑکھننے سے رہی ورنہ نور اپلائی جلتے گی۔“ عمران اب پوری طرح موڈ میں آ گیا تھا اور اس بار نواب صاحب کھلکھلاہٹیں پڑتے۔
 ”بہت خوب! آپ واقعی ذہین و نوار ہیں۔“ نواب صاحب کے ہنچے پر مسرت کے اشارہ نمودار ہو گئے تھے۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ بیرونی دروازہ دھمکے سے کھلا۔

”پراس نانس کی کار کیسے آگئی یہاں ڈیڈی — ایک چنیتی ہوئی غصیلے آواز عمران کے عقب میں آنکھری اور عمران آواز سننے ہی سمجھ گیا کہ وہی خرمہ ہیں جن کی کار سے ان کا کمپیڈنٹ ہوتے ہوئے تھامے۔“
 ”ارے یہ احمق گھٹیا آدمی یہاں بیٹھا بھی ہے۔“ اسی لمحے وہ لڑکی بس نے مینز اور سٹریٹ پہنچی ہوئی تھی عمران کے قریب آکر ٹوکی۔

”آداب عرض ہے۔ خاکسار — شرمسار — ناسنجار —“
 غیر ذمہ دار — بے کار بلکہ کارسوار کو علی عمران ولد سر رحمان قوم بھٹار۔

”بس۔ شان الدولہ بول رہا ہوں۔“ نواب صاحب نے ریسور اٹھاتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”شان الدولہ! تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اب ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ماں یا ناں میں جواب دو۔ اور سُنو نہیں جواب دینے سے پہلے بیوقوف لینا کہ تم اور تمہاری بیٹیاں دنیا کے کسی خطے میں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ تمہاری دونوں بیٹوں کو سر عام رسوا کیا جائے گا“ دوسری طرف سے چچی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران بولنے والے کا فقرہ سُن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ بولنے والا لاشعنا بغیر ملکی تھا۔ مسٹر ڈوگن! تم نے اس کام کے لئے غلط آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ شان الدولہ کی عزتوں کی طرف بڑھنے والا ہاتھ کٹ بھی سکتا ہے اور سُنو میرا پہلے بھی نہیں میں جواب تھا اور اب بھی یہی جواب ہے سمجھے“ نواب صاحب نے بڑے سخت لہجے میں کہا اور ریسور کو کیڈل پر سچ دیا۔

”لے جاؤ اسے۔ آئندہ اس کی کال آئے تو مجھ سے مت بات کرنا اور غفور کو میرے پاس بھیج دو“ نواب صاحب نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا اور وہ سہجہ کھاتے ہوئے ٹٹی فون اٹھا کر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”یہ ڈراک کون صاحب ہیں؟“ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

”کوئی بات نہیں۔ صاحبزادے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے“ نواب صاحب نے اس طرح مسکراتے ہوئے کہا

اینٹی جنس کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ اور ہمیشہ بھی تشریف لائی ہیں ماہ جنس کے رشتے کے لئے“ نواب صاحب نے اس لڑکی کو نام نہیں تھا بڑے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔“ نواب اس گدھے سے شادی ہوگی آپا نہیں کی لڑکی نے حیرت سے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”آداب عرض ہے۔ آپ نے اپنی آپا کے لئے فیصلہ رشتہ کا انتخاب کیا ہے۔ میں مجبوراً اس کا کوئی اچھا سا ڈھونڈ کر“ عمران بھلا کب پیچھے ہٹنے والا تھا۔

”اوہ یوشٹ آپ۔“ سیمیں نے بڑی طرح پیر تھمتے ہوئے کہا اور تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتی۔

”یہ ماہ جنس کی بیٹی ہیں ہے سیمیں۔ آپ بُرا منائیں اس کی عادت ایسی ہے ویسے دل کی بُری نہیں ہے“ نواب صاحب نے سیمیں کے جلتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نواب شان الدولہ کی طبیعت پر حیران ہو گیا وہ ناک نے بس طرح کے جواب سیمیں کو دیتے تھے۔ عمران کا خیال تھا کہ وہ اسے گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کر سگے۔ لیکن نواب صاحب اُن عمران سے معذرت کر رہے تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر دروازہ کھلا اور وہی ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹیلیفون سیٹ تھا۔

”نواب صاحب! آپ کا فون“ ادھیڑ عمر آدمی نے فون قریب تپائی پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر مودبانہ انداز میں ہسٹ کر ایک

سائیڈ پر مڑا ہو گیا۔

جیسے اس قسم کی بات سرے سے ہونی ہی نہ ہو اور عمران ہونٹ پھینک کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک مٹھی جسم اور لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے دونوں پہلوؤں سے ہوسٹر لنگ ہے جیسے جن میں ریلواریوں کے بھاری دستے نظر آ رہے تھے کا دم سے سے شین گن لنگ رہی تھی۔

”حکم جناب!“ — اندر آنے والے نے نواب صاحب کے سامنے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”غفور اس ڈرائنگ کا دوبارہ فون آیا تھا۔ وہ اوجھا اور گھٹیا آدمی ہے اس لئے اب تم پوری طرح ہوشیار رہنا اور عینیں پٹی کو بھی باہر جانے سے منع کر دینا“ — نواب صاحب نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی جناب! ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے آدمی بھیج دوں تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے“ — غفور نے اسی طرح موڈ بانہ بیچے میں کہا۔

”ہیں۔ ان گھٹیا لوگوں کے مزہ نہیں لگنا چاہیے۔ بس تم ہوشیار رہنا ہی کافی ہے“ — نواب شان الدولہ نے کہا اور غفور اثبات میں سر ہلاتا ہوا سلام کرتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”ابا غفور! کھانا لگ گیا ہے۔ آپ اور عمران صاحب تشریف لائیے۔ بیگم رحمان نے تو معذرت کر لی ہے وہ لیج نہیں کیا کرتیں“ اندرونی دروازے سے ماہ جنیں نے اگر بڑے موڈ بانہ بیچے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ آئیے صاحبزادہ صاحب“ — نواب شان الدولہ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ویسے وہ دونوں بہنوں کی طبیعتوں میں فرق دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

ماہ جنیں ایک طرف بٹل گئی تو نواب صاحب آگے بڑھ گئے۔ ”آپ عینیں کی باتوں کا بڑا نہ منائے گا۔ وہ انتہائی مزہ پھٹ لڑکی ہے ویسے میں نے اُسے بھجوا دیا ہے اب وہ آپ سے بد مزیزی نہیں کرے گی“ — ماہ جنیں نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ وہ اب اندرونی دروازہ کراس کر کے ایک طویل راہداری میں داخل ہو چکے تھے عمران نے جان بوجھ کر قدم اہستہ کرتے تھے تاکہ نواب صاحب قدم سے آگے نہ ہو جائیں۔

”بس تبیں کیا آپ کی ڈرائنگ کو جانتی ہیں“ — عمران نے سرگوشیانہ علیحدہ میں کہا اور ماہ جنیں عمران کی بات سن کر بڑی طرح چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر لیکھنوت زردی سی چھا گئی۔

”اوہ۔ لگیا ڈرائنگ کا پھر فون آیا ہے“ — ماہ جنیں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”میں آپ سے کہانے کے بعد بات کر لوں گی“ — ماہ جنیں نے ایک لمبا خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی اور عمران ان لوگوں کے پاسرار انداز پر سر ہلاتا رہ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کا جسم جیسے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اگر وہ عالمی مقابلہ کُن میں حصہ لیتی تو یقیناً اُسے اول انعام مل جاتا۔ اس کے جسم پر تیز سُرخ رنگ کا مٹی منکرت موجود تھا۔

”ہیلو سپر فائٹرز“ — لڑکی نے قریب آکر ان چاروں گنجلوں سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیلو جیکی“ — ان چاروں نے بھیڑیلے کے انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا اور لڑکی سر ہلاتی ہوئی ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار دو لڑکے اندر داخل ہوئے۔ یہ لڑکے بھی خاصے چُست اور پیر سے سے ذہین لگ رہے تھے۔ انہوں نے تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے تھے۔

ہیلو سپر فائٹرز! — ہیلو جیکی! — ان دونوں نے بھی قریب آ کر مسکراتے ہوئے ان گنجلوں اور لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہیلو وکی اینڈ ٹیکس“ — چاروں گنجلوں اور لڑکی نے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے جیکی کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر پہرے رنگ کا ٹفیس چھتر تھا اور جال ڈھال سے وہ کوئی انتہائی معزز اور خوشحال آدمی لگ رہا تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہاں موجود سب افراد ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سُرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک شاندار اور وسیع عمارت کے کھلے پھاٹک میں ٹھری اور چند لمحوں بعد وہ بڑے سے پورچ میں جا کر رُک گئی۔ کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے چار دیوانت آدمی اُچھل کر باہر نکلے۔ ان چاروں کے سر گھنے تھے۔ ان کے بڑے بڑے چہروں پر وحشت جیسے ثبت ہوئی نظر آرہی تھی۔ آنکھوں میں ایسی شعلہ تھی جیسے وہ آنکھیں ان لوگوں کی بجائے کسی جہنم کے جیتنے کی ہوں۔ ان کے جسم پر بے حد مضبوط اور انتہائی پھٹوس تھے۔ جسم کا ایک ایک عضو ایسے ابھرا ہوا اور گھٹا ہوا تھا جیسے فولاد میں ڈھل کر بنا ہو۔ ہماری جسم ہونے کے باوجود ان کے انداز میں انتہائی برف رفتاری تھی۔ وہ کار سے اترے اور بجلی کی سی تیزی سے چلتے ہوئے ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں ایک بیٹھوی مگر عیاری میز اور اس کے گرد آٹھ کرسیاں موجود تھیں۔ وہ چاروں میز کی ایک سائیڈ پر قطار میں بیٹھ گئے۔

شان الدولہ کی بڑی بیٹی ماجہ میں اعلیٰ یافتہ ہے۔ بے حد سنجیدہ، موزن ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین بھی ہے۔ اس نے کیرئیر یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں بی۔ ایچ ڈی کی ہوئی ہے اور اس میں خصوصیت ہے کہ وہ کسی بھی اساتذہ کا چہرہ اور اس سے دو باتیں کر کے اس کے کردار کی صحیح خصوصیت سمجھ لیتی ہے اور چاہے مقابل کتنا بڑا اکاڑ کیوں نہ ہو ماہر ہیں اصل کردار تک پہنچ جاتی ہے جب کہ لارڈ شان الدولہ کی دوسری بیٹی جیمیں جیمیں انتہائی مشتعل مزاج۔ تنگ چڑھی اور مزہ جوٹ لڑکی ہے اس نے بھی کیرئیر یونیورسٹی سے گریجویشن کیا ہے لیکن اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ چیف باس جب لارڈ شان الدولہ سے ملے تو شان الدولہ کے ساتھ ان کی دوستی ہو گئی وہ انہوں نے لارڈ نواب شان الدولہ کی دعوت اپنی کوٹھی میں کی۔ ان کی لڑکیاں بھی اس دعوت میں شریک تھیں۔ پھر کھانے کے بعد باؤل کا جو سلسلہ چلا تو لارڈ شان الدولہ نے چیف باس کو ایک حیرت انگیز واقعہ سنایا۔ سیاست کے دوران ان کا گنڈا ایک لیے علاقے سے ہوا جہاں انہوں نے ٹائٹیم کی کائیں دیکھیں۔ ٹائٹیم غلامی تحقیقات میں کام آنے والی ایسی دھات ہے جو بے حد کباب ہے اور اس کی عالمی منڈی میں بے پناہ قیمت ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ — سوگرام خام ٹائٹیم کی قیمت دس کروڑ خالص سونے کے برابر ہے اور جہاں ٹائٹیم کی کائیں ہوں — اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی کیا قیمت ہوگی اور اس ٹائٹیم کے پیچھے ایک مہیا — روسیہ — شوگر لائن — گریٹ لیڈز — ولیمز کاربن — کرائس اور اس طرح کے وہ ترقی یافتہ ممالک جو غلامی تحقیقات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ویلڈ نے

”بٹھو —“ اُنے والے نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے اُلجھے میں کئی سی گنگھی بھی موجود تھی۔

”جیسی تم پاکشیا کے نواب شان الدولہ کے باسے میں جانتی ہو۔ اپنے ساتھیوں کو بتاؤ تاکہ بعد میں میری بات اچھی طرح ان کی سمجھ میں آجائے“

اس ادھیڑ عمر نے کسی پریستھے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں اس کو بصورت لڑکی بنی کے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس لارڈ ڈراسن! لیکن کیا اصل بات بھی بتانی ہے“ — جیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں صرف پس منظر۔ وہ بات میں خود تہاؤں گا“ — اس ادھیڑ عمر لارڈ ڈراسن نے جواب دیا۔

”یس لارڈ!“ — جیسی نے موزن لہجے میں کہا اور پھر ان گجول اور وی اور میکس سے مخاطب ہوئی۔

”آپ کو معلوم ہے کہ میں چیف باس لارڈ ڈراسن کی پرائیویٹ سیکریٹری بھی ہوں۔ سچ سے دو ماہ پہلے پاکشیا کے ایک لارڈ نواب شان الدولہ سے چیف باس کی ملاقات ایک کلب میں ہو گئی۔ نواب شان الدولہ پاکشیا کا بہت بڑا لارڈ ہے۔ اس کی دو بیٹیاں ہیں۔ ایک کا نام مر جیمیں اور دوسری کا نام جیمیں جیمیں ہے اور ان کا کوئی لڑکا نہیں ہے۔ لارڈ بہت مشہور شکاری بھی ہے اور سیر و سیاست کا شوقین بھی ہے۔ اس سلسلے میں اس نے تقریباً دنیا کو گھوم رکھی ہے۔ جیسی کہ وہ افریقہ کے دور دراز جنگلوں میں بھی شکار کھیل چکا ہے۔ جب چیف باس کی لارڈ شان الدولہ سے ملاقات ہوئی تو اس کی دونوں بیٹیاں بھی ساتھ تھیں۔ یہ بھی بتا دوں کہ لارڈ

ہو رہے ہیں۔ یہ دعوات اگر سے نیلے رنگ کی ہوتی ہے بالکل اگر سے رنگ کے تیلے پتھر کی طرح لیکن اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے اندر سرخ رنگ کی لہریں اس طرح چلتی دکھائی دیتی ہیں جیسے وہ واقعی پتھر کے اندر حرکت کر رہی ہوں اور یہی اس کی خاصیت ہے۔ لارڈ نواب شان الدولہ نے ٹائٹیم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا انگوٹھی میں لگوا یا ہوا تھا اور یہ انگوٹھی ان کی انگلی میں موجود تھی۔ انہوں نے یہ انگوٹھی چیف باس کو دکھائی اور میں نے بھی دیکھی۔ لیکن نہ ہی چیف باس اور نہ ہی مجھے اس کی اصل حقیقت کا علم تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ بھی کوئی عجیب سا تیتی پتھر ہو گا جیسے ہیرا۔ نیلم۔ زعفر۔ وغیرہ ہوتے ہیں۔ دعوت کے بعد لارڈ نواب شان الدولہ اپنی لڑکیوں سمیت واپس چلے گئے اور چیف باس اس بات کو بھول گئے لیکن پھر ایک روز انہوں نے ایک غفل میں نواب شان الدولہ کا نام لئے بغیر ان انگوٹھی کے حیرت انگیز پتھر کو ذرا کڑیا تو غفل میں موجود ایک غلامی سائنسدان بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے چیف باس سے اس پتھر کی مزید تفصیلات پوچھیں تو وہ بڑی طرح اچھل پڑا۔ اس نے اس غفل کو بتایا کہ یہ اس وقت جدید دنیا کی سب سے قیمتی دعوات ہے اور اس کا نام ٹائٹیم ہے اور یہ غلامی تحقیقات میں کام آتی ہے اور غلامی تحقیقات میں دلچسپی رکھنے والے ملک اس کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کے لئے بھی مدینہ نہیں کریں گے بس پر چیف باس کی دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس غلامی سائنسدان نے چیف باس سے اس آدمی کے متعلق تفصیلات پوچھنی چاہیں یعنی شان الدولہ کے متعلق لیکن چیف باس اُسے ٹال گئے اور پھر چیف باس نے خود اس بارے میں تحقیقات کی تو اس غلامی سائنسدان کی بات

درست تھی اور انکے نیا اور کبیا ہونے تو اس کی بیماری سے ہماری مقدار ختم ہونے پر بھی آکا ہو گی کا ہر کردی۔ اس کے بعد چیف باس نے لارڈ نواب شان الدولہ کا تیر کیا لیکن معلوم ہوا کہ نواب شان الدولہ اپنی لڑکیوں سمیت دوسرے روز ہی پاکشیا واپس جا چکا ہے۔ چیف باس نے پاکشیا میں موجود اپنے دوستوں کے ذریعہ ان کی رہائش گاہ اور شیلی فون خبر کا پتہ چلایا اور پھر انہوں نے نواب شان الدولہ کے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا۔ نواب شان الدولہ جیسے توبے حد دوستانہ انداز میں باتیں کرتے رہے لیکن جب چیف باس نے اس سے اس علاقے اور اس دعوات کی کانوں کے بارے میں تفصیلات پوچھیں تو نواب شان الدولہ نے یہ سب کچھ بتانے سے کبیر انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ اخبار میں انہوں نے یہ خبر پڑھ لی ہے کہ یہ دعوات ٹائٹیم ہے اور اس وقت دنیا کی سب سے قیمتی دعوات ہے۔ دراصل ہوا یہ کہ اس غفل میں کسی اخبار کا رپورٹر بھی موجود تھا۔ اس نے دوسرے روز لارڈ ڈراکس کے حوالے سے اخبار میں خبر دے دی جو ہماری نظروں سے تو زکری لیکن نواب شان الدولہ نے اسے پڑھ لیا۔ اس طرح انہیں اس دعوات کی اصل حقیقت اور نام کا علم ہو گیا تھا۔ اس پر چیف باس نے انہیں ڈرایا دھمکا لیکن اس لارڈ نے سختی سے انکار کر کے فون رکھ دیا۔ چیف نے پھر اس کو فون کیا لیکن اس نے اُلٹ چیف باس کو دھمکا کر بات ختم کر دی۔ اور اب وہ فون بھی نہیں سنتا۔ نیکی واقعی بہترین مقرر تھی۔ اس نے اس طرح تفصیل بتائی تھی کہ وہاں موجود ہر فرد کے سامنے نواب شان الدولہ ہوا کی پٹیلیوں کے ٹکڑے تھا ساتھ ساتھ ٹائٹیم کے بارے میں بھی اس طرح مکمل علم ہو گیا جیسے انہوں نے خود یہ دعوات دیکھی ہو اور نواب شان الدولہ اور اس

”تو کیا پاس ان لوگوں کو انکار کر کے یہاں بھیجا لے آنا ہوگا۔“
وکی نے پوچھا۔

”ہیں آہنی دورے اس نے کی ضرورت نہیں۔ صرف معلومات حاصل کر کے اور وہ نقشہ لیکر آئیں گویوں سے بھون ڈالو اور واپس آجاؤ۔“ لارڈ ڈسٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے پاس! ہم آج ہی روانہ ہو جاتے ہیں۔“ وکی نے کہا۔

”جیسی بھی تمہارے ساتھ جائے گی اور سنو، جیسی ہی میری جگہ تمہیں لیڈ کرے گی۔ یہ بے حد ذہین لڑکی ہے۔“ لارڈ ڈسٹن نے کہا۔

”پاس! ہم جیسی کی ذہانت سے اچھی طرح واقف ہیں۔“
”جوں کے ساتھ میکس اور وکی سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”او کے بانی۔ تفصیلات تم جیسی سے ملے کر لو۔ مجھے ہر صورت میں مکمل معلومات اور نقشہ چاہیے۔ میں ناکافی بات نہیں سنوں گا۔“
لارڈ ڈسٹن نے کہا اور اس کے اٹھتے ہی وہ سب احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر لارڈ ڈسٹن واپس مرکز انڈرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کی بیٹیوں سے ملے ہوں۔

”تم لوگوں نے تفصیلات سُن لی ہیں اور اب یہ بات تو بہر حال تم سمجھ گئے ہو گے کہ ہم یہ دعات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن نواب شان الدولہ اسے بتانے سے انکاری ہے اور میری تحقیقات کے مطابق نواب شان الدولہ حد سے زیادہ ضدی۔ اور سخت جان واقع ہوا ہے۔ اگر ہم اس پر تشدد کر کے اس کی ایک ایک ہڈی بھی علیحدہ کر دیں تب بھی وہ اپنی زبان نہیں کھولے گا۔ اس پر معلومات حاصل کرنے والی کوئی مشین بھی کام نہیں کر سکتی کیونکہ وہ شکاری ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد ذہین آدمی ہے اس لیے میں نے اس کی زبان کھلوانے کے لئے ایک اور منصوبہ بنایا ہے اور وہ یہ کہ اسے، اس کی دونوں بیٹیوں سمیت انکار لیا جائے اور پھر اس کی بیٹیوں کو اس کے سامنے بے عزت کرنے کی دھمکی دی جائے تو وہ یقیناً زبان کھولنے پر مجبور ہو جائے گا۔ یہ مشرقی لوگ اپنی عورتوں کی عزتوں کے معاملے میں بے حد حساس ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ میں نے جو تحقیقات کی ہے اس کے مطابق نواب شان الدولہ دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر ایک قصبہ بلال نجر میں ایک شاندار محل میں رہتا ہے اور اس نے وہاں مسلح افراد کی پوری فوج بھرتی کر رکھی ہے اور میرے فون کے بعد وہ لازماً لیے مد چوکنامی ہو گیا ہوگا۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ اس مشن پر جاتے ہوئے آپ لوگوں کے ذہن میں ساری باتیں رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نواب شان الدولہ نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس اس علاقے کا نقشہ بھی موجود ہے جس میں کالوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تم نے وہ نقشہ بھی حاصل کر لیا ہے۔“ لارڈ ڈسٹن نے کہا۔

بدلا سکتی۔ اس طرح معاملہ ختم ہو گیا اور عمران بھی سب کچھ بھول کر دوبارہ اپنی دلچسپیوں میں گم ہو گیا۔ آج وہ ناشترہ کرنے کے بعد کہیں جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ اس کے کانوں میں ڈرائنگ روم میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر ابھی وہ تیار ہو کر باہر نکل ہی رہا تھا کہ سلیمان کی بولکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”بب بڑے صاحب کا فون ہے — وہ بڑے شخصے میں معلوم ہو رہے ہیں“ — سلیمان کی وحشت زدہ آواز سنائی دی۔

”خون — لیکن اس میں اتنا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے خون ٹھے صاحب کا ہے یا چھوٹے صاحب کا، سُرُخ ہی ہو گا ادا کر تمہیں خون کے سُرُخ رنگ سے وحشت ہو رہی ہو تو گھر سے سبز رنگ کا پتھر لگا یا کرو رنگ بدل جائے گا“ — عمران نے ٹائی کی ناٹ کو انگلیوں سے درست کرتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”خون بہت فون بڑے صاحب کا، آپ کے ڈیڑی کا“ — سلیمان نے اس باریز لہجے میں کہا۔

”ڈیڑی کا خون کس نے کیا ہے — اوہ سلیمان کیا میں تمہیں ہو گیا ہوں۔ اوہ، بیچارہ تمہیں عمران“ — عمران نے چونک کر کہا اور فحشے کا آخری حصہ کہتے ہوئے نہ صرف اس کا گلا بھرا گیا بلکہ چہرے پر بھی جیسی کا پورا آبشار بہنے لگا۔

”ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں کہ آپ فون نہیں سننا چاہتے“ — سلیمان نے منہ نہاتے ہوئے کہا اور واپس مرو گیا۔

اسے اسے خدا کیلئے مہر و — اسے ڈیڑی کا فون، اسے تم نے

کو بلال نگر سے آئے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ ماہ جہیں عمران تو اماں بی کو بے حد پسند آئی تھی لیکن اس کی بہن سہیلیں نے اچانک انداز کر اس قدر بدتمیز انداز میں باتیں کیں کہ اماں بی کی طبیعت ٹپک طرح خراب ہو گئی۔ اور پھر انہوں نے رشتے سے ہی انکار کر دیا۔ ادھر عمران نے ڈرائنگ والی کال کے سلسلے میں نواب شان الدولہ کو ٹوٹنا پانا لیکن نواب شان الدولہ نے نہ صرف ٹال دیا بلکہ اس بات پر ان کا لہجہ بھی بڑا سخت ہو گیا۔ ماہ جہیں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کھانے کے بعد اس سے بات کرے گی لیکن کھانے کے بعد نہ جہیں ایسی غائب ہوئی کہ وہ پھر سامنے ہی نہ آئی اور عمران کو اماں بی اور شریا کو لے کر واپس آنا پڑ گیا۔ شریا نے تو بڑا اودھم مچایا لیکن اماں بی نے اسے سختی سے بھڑک دیا اور شریا بھی خاموش ہو گئی کیونکہ وہ اماں بی کی خدشے اچھی طرح واقف تھی کہ وہ ایک بار ناں کر دیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کا فیصلہ نہیں

مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ حق آدمی۔ فون سننے میں دیر ہوگئی تو ڈیڈی خود یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر — اود کہاں سے فون! کدھر گیا؟ ابھی تو کہاں پڑا تھا۔“ عمران نے سلیمان کی دھمکی سن کر بڑی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ادھر ڈرائنگ روم میں ہے۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی دھمکی کام دکھا چکی تھی۔

”ڈرائنگ روم میں — اود وہاں کیا کر رہا ہے کم بجنت“ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”ہیلو! علی عمران ولد عالی جناب والا شان سررحمان پبلنگ“ عمران نے ریسور اٹھا لئے ہی کہا۔

”کہاں مر گئے تھے — اتنی دیر کیوں لگائی کال سیمو کرنے میں“ دوسری طرف سے سررحمان کی دھارتی ہوئی آواز سنائی دی

”ڈیڈ — ڈیڈ — ڈیڈ می اپ! — میں سمجھا تھا وہ رحمن جزل سوڈر والا ہے جس سے سلیمان پچھلے دو ماہ سے ادھار سامان لے کر رہا ہے اور اب اس نے بڑی سختی سے ادھار مانگنا شروع کر دیا ہے۔ آج

اس نے سلیمان کو دھمکی بھی دی تھی کہ اگر شام سے پہلے پہلے اس کا ادھار نہ چکا دیا گیا تو وہ غنڈوں سے اس کی ہڈیاں تر تو ادا کرے گا۔ بڑا سخت

مزاج آدمی ہے وہ ڈیڈی! اس نے اس پر میں ذرا رعب ڈال رہا تھا کہ تم تو عالی خولی رحمن ہو جب کہ میرے والد عالی جناب والا شان

سررحمان ہیں۔“ عمران کی زبان نیچنی کی طرح چل پڑی۔

”بوکواس بند کرو — اگر رقم نہیں ہوتی تو ادھار کیوں لیتے ہو۔“

سررحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے تو ادھار لیا پڑتا ہے جناب کہ رقم نہیں ہوتی۔ اگر رقم ہو تو سامان لینے کے بعد اس کی ناک پر رقم نہ مار دوں۔ لیکن کیا کروں ڈیڈی

بس مجبوری اور لالچاری کی بات ہے — اب میں پڑھا لکھا آدمی ہوں سڑک پر بیٹھ کر کھنکی کے بیٹھے بھون بھون کر تو نہیں شمع سکتا — پھر آپ

کا شریف خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے اس لئے مجبوری بھی نہیں کر سکتا جیسے بھی نہیں کاٹ سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہوں کہ ادھار

لے لوں۔“ عمران نے بڑے لالچار اور نیچار کی بھرے لہجے میں تقریباً روتے ہوئے کہا۔

”سلیمان کہاں ہے بلا واسے“ دوسری طرف سے سررحمان نے چند لمحوں کے بعد کہا۔

”سلیمان — سلیمان جلدی آؤ۔ ڈیڈی نہیں یاد فرما رہے ہیں۔“ عمران نے اونچی آواز سے کہا۔ اس کے جبر سے برسرِ نارت بھری مسکراہٹ

رینگ رہی تھی۔ اور بڑے صاحب کاسن کر سلیمان اس طرح دروازے میں نمودار ہوا جیسے چراغ درگتے ہی تین نمودار ہو جاتا ہے۔

”مم۔ مم۔“ سلیمان کو رنگ زرد پڑا ہوا تھا۔ اس کی بڑے صاحب اور بڑی بیگم کے غصے سے بہت جان جاتی تھی۔

”ہاں بہتیں“ عمران نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ادھار کے متعلق کوئی بات نہ کی تھی کیونکہ اس طرح سررحمان سارے دروازے کو سمجھ جاتے۔

”نچ۔ نچ۔ جی بڑے صاحب“ — سلیمان نے اٹکتے اٹکتے اور

”سیمان کو دفتر بھیج دو میں اسے چیک دے دیتا ہوں لیکن سنو۔ آئندہ اگر تم نے ادھار لیا تو اس ادھار لینے والے سے پہلے تمہاری ہڈیاں میں توڑوں گا۔ سمجھے۔“ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”بالکل ڈیڈی بالکل آپ قطعی بے فکر ہیں۔“ اس بار میں اس ادھار کے گمن بکریں پس گئیوں آئندہ بالکل نہیں لوں گا۔“ عمران نے جلدی سے آنکھیں شکلاتے ہوئے کہا اور سیمان کی طرف دیکھنے لگا بس کے پیر سے پر بھی پچاس ہزار کا گن کر چمک اٹھی تھی نہ تھے۔

”اچھا سنو تم پچھلے ہفتے اپنی ماں اور بن کے ساتھ بلال مگر گئے تھے۔“ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی گیتھا۔“ لیکن ڈیڈی اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا۔ اماں بی ایلہ خاص طور پر ثریا مجھے زبردستی لے گئی تھی۔ ابنوں نے مجھے خصوصی ناحق بھی نہ کرنے دیا تھا۔ ایمان سے ڈیڈی میں خود نہیں گیا تھا۔“

عمران نے اس طرح ہنسنے ہوئے لہجے میں کہا جیسے بلال نگر ہا کر اس سے بہت بڑا جرم مرتد ہو گیا ہو۔

”بکواس بند کرو۔“ جانے تمہاری خواست کیا گل کھلائے گی جہاں جاتے ہو کوئی نہ کوئی پکر چل جاتا ہے۔ بنو رات نواب شان الدولہ کے محل پر حملہ ہوا ہے۔ بے پناہ فائرنگ ہوئی ہے۔ اس کے تقریباً تمام ملازم مر گئے ہیں۔ صرف چند شدید زخمی حالت میں بچے ہیں۔ نواب شان الدولہ کی مرضی مڑی لاش بھی مل گئی ہے۔ ان پر بے پناہ خوفناک اور غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ان کے جسم کو کبھی دیو نے مروڑ دیا ہو۔ لیکن نواب شان الدولہ کی لاش محل سے

خونفر دھسے لہجے میں کہا۔

”کتنا ادھار ہے۔ اس رمن جنرل سٹور کا۔“ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی۔“ ادھار۔“ رمن جنرل سٹور۔“ سیمان سر رحمان کی بات سن کر حیران رہ گیا اور اس نے بے اختیار پاس کھڑے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اسے آنکھ ماردی۔

”کیا جی لگا رکھی ہے۔ جلدی سے بات کرو۔“ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی۔“ وہ کافی ادھار ہے۔ پچاس ہزار روپے۔“ سیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا۔“ کیا کہہ رہے ہو۔ پچاس ہزار اور صرف دو ماہ میں۔ کیا لیتے رہے ہو تم اس سے۔“ سر رحمان غصے سے دھاڑے۔

”جناب! کھانے پینے کا سامان۔“ تولیہ۔“ بنیان۔“ بلیڈز۔“ شیونگ کریم۔“ آفٹر شیووش۔“ پرفیوم۔“ ہنائے کا صابن۔“ منہ دھونے کا صابن۔“ کپڑے دھونے کا صابن۔“ صابن دانی۔“ براؤن پاش۔“ بلیک براؤن پاش۔“ لڈو۔“ کیرم بود۔“ سیمان کی زبان عمران سے بھی زیادہ چل نکلی۔

”سٹاپ۔“ کیا بکواس شروع کر دی ریسور عمران کو دو۔“ سر رحمان غصے سے دھاڑے۔ اور سیمان نے ریسور جلدی سے عمران کے ہاتھ میں دے دیا اور خود اس طرح سر ہکا کر کھڑا ہو گیا جیسے انتہائی معصوم آدمی ہو۔

”جی ڈیڈی!“ عمران نے انتہائی نرم و نازانہ لہجے میں کہا۔

ملنے کی بجائے غل سے کچھ دور ویران کنڈرات سے ٹپے وہاں ان کی دونوں بیٹیاں بھی ٹپے میں۔ چوٹی ٹپے کو تو گولیوں سے بمون ڈالا گیا ہے جب کہ بڑی بیٹی شدید زخمی ہے۔ وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آ سکی۔ اس کی حالت تباہی ہے کہ اس پر انتہائی غریب فی تشدد کیا گیا ہے۔ نواب شان الدولہ ہمارے ملک کے وزیر اعظم کے برادر بستی بھی ہیں اور ویسے بھی ملک کے اعلیٰ ترین حلقے میں انہیں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اطلاع ملنے پر خود وزیر اعظم اور صدر مملکت بھی وہاں پہنچے تھے اور میں بھی انہی وہیں سے آ رہا ہوں۔ وزیر اعظم نے مجھے حکم دیا ہے کہ خبروں کو فوراً گرفتار کیا جائے۔ میں نے تحقیقات فیاض کے سپرد کر دی ہے لیکن غیبے معلوم ہے کہ وہ اس خوفناک معاملے میں کچھ نہ کر سکے گا۔ اس لئے میں نے بتیں فون کیا ہے۔ تم اس کی مدد کرو اور جلد از جلد ان خبروں کو گرفتار کرو کیونکہ یہ میری عورت کا منہ ہے۔ سر رحمان نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹی گئیں۔ اس نے بے اختیار ہنٹ بھینٹے لئے تھے۔

بہتر ڈیڈی! آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی جاتا ہوں بلال خان۔
عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹینک ہے۔“ سر رحمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ عمران نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسور رکھ دیا اُسے دائمی نواب شان الدولہ اور اس کی نیملی کے ساتھ ہونے والی ٹیبلٹی پر انکس ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں وہ کال گھوم رہی تھی

جو کسی ڈرائیو کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس ڈرائیو نے نواب شان الدولہ کو دھمکی دی تھی کہ اس کی بیٹیوں کو سرعام رسوا کیا جائے گا اور وہی ہوا سر رحمان نے جس انداز میں ماہرین پر غیر انسانی تشدد کی بات کی تھی اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نفیس، باوقار اور خندہ روک کے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔ اسے اندازہ تھا کہ چھوٹی بیٹیاں اپنی طبیعت کی وجہ سے حملہ آوروں سے لڑ پڑی ہوگی اس لئے اُسے انہوں نے گولیوں سے بمون ڈالا ہوگا۔ عمران کچھ دیر سوچنے پر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ٹائیگر سپیکنگ“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز ابھری۔

”عمران بول رہا ہوں“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”یس باس“ — ٹائیگر کا لہجہ یکلخت موزبانہ ہو گیا۔

”ٹائیگر! زیر زمین دنیا میں کسی ڈرائیو کو جانتے ہو“ — عمران نے پوچھا۔

”ڈرائیو — جی ہاں! چار آدمی ہیں جن کے نام ڈرائیو ہیں“
ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ان کے متعلق تفصیلات بتاؤ — لیکن ٹھیکرو۔ ان میں سے کوئی غیر ملکی بھی ہے“ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہنیں جناب! یہ چاروں ہی مقامی ہیں۔ ان میں سے ایک ڈرائیو کا پورا نام جیمز ڈرائیو ہے۔ یہ شخص منشیات کی مملکت میں ایک عام سا کارندہ ہے — دوسرے کا نام ٹی ڈرائیو ہے یہ بولڈ گروپ

کا ممبر ہے۔ بولڈ گروپ پیشہ ور خندے ہیں لیکن ان کا دائرہ کار جوئے خانوں اور کھیلوں کے جگڑے مٹانے تک محدود ہے۔ یہ تمہارے آدمی کا نام مائیکل ڈرانس ہے۔ یہ ایان کلب کا ہیڈ ویٹر ہے۔ مشہور شارپر ہے۔ بڑی بڑی پارٹیوں کے لئے شارپنگ کرنے کا دھندا کرتا ہے اور جو بھتے آدمی کا نام البرٹ ٹلاس ہے۔ اسے آپ ادھیڑ عمر اور لٹری میز عورتوں کا تشکاری سمجھ لیں۔ ٹائیگر نے باقاعدہ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”بس تم فوری طور پر کسی ایسے ڈرانس نامی بیز ملکی کو تلاش کرو جس کا باہر خالصتاً ایک ہی ہو۔ یہ شخص دلچسپی سے کوئی خوشحال آدمی یا کسی بڑے گینگ کا سربراہ لگتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یس سر! میں ابھی انکوائری شروع کر دیتا ہوں۔“ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر کریڈٹ دبا دیا۔ عمران نے ایک بار پھر نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”ایکسٹ“ رابطہ قائم ہونے ہی دوسری طرف سے بلیک زیر و نے ففص ایجنے میں کہا۔

”ظاہر میں عمران بول رہا ہوں۔“ عمران کا لہجہ پیریدہ تھا۔
 ”یس سر!“ اس بار بلیک زیر و نے اپنے اصل دلچسپی میں دوبارہ انداز میں کہا۔

”بلال منجھ میں وزیر اعظم صاحب کے برادریٹی نواب شان الدولہ اپنی دوستیوں کے ساتھ اپنے شاندار محل میں رہتے ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے میں ایک نجی سلسلہ میں ان سے ملا تھا۔ میری موجودگی میں انہیں کسی ڈرانس کی

کال آئی تھی۔ آواز سے وہ ڈرانس غیر ملکی لگتا تھا۔ وہ نواب شان الدولہ سے کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا جس کا جواب وہ ہاں یا نہ میں مانگنا چاہتا تھا اور ساتھ ہی اس نے وہی کہی کہ اگر جواب ناں میں ہوا تو انہیں خوفناک نتائج بھگتنے پڑیں گے اور ان کی بیٹیوں کی عزت کو سر بازار رسوا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن نواب شان الدولہ نے اسے نہ صرف ناں کہا بلکہ اسے بڑی طرح جھٹک دیا۔ میں نے اس بار سے میں نواب شان الدولہ کو ٹٹولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ناں لگے تھے۔ میں بھی خاموش ہو گیا تھا کہ تب نواب صاحب خود نہیں بتانا چاہتے تھیں کیوں دغل دوں۔ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیڈی کا فون آیا ہے۔ رات نواب شان الدولہ کی حویلی پر کسی گروپ نے حملہ کیا ہے۔ ان کے تمام مسلح ملازم تقریباً مار دیئے گئے ہیں صرف چند شدید زخمی ملے ہیں۔ نواب شان الدولہ اور ان کی ایک بیٹی کی لاشیں اس حویلی سے کچھ دور ویران ٹھنڈرات سے ملی ہیں۔ نواب شان الدولہ پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اور بقول ڈیڈی کے ان کی لاش کچھ کر لیسے محسوس ہوتا ہے جیسے کسی دیوانے نے انہیں مروڑ دیا ہو۔ ان کی چھوٹی بیٹی کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا ہے جب کہ بڑی بیٹی ماہ جیسں شدید زخمی حالت میں ملی ہے اس پر خیراتی اور خیر ہتہا نہ تشدد کیا گیا ہے۔ ڈیڈی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں فرمولوں کی گرفتاری کے لئے پٹر فیاض کی امداد کروں۔ میں نے مائیکو کو یہ ذمہ داری سونپ دی ہے کہ وہ کسی ڈرانس کا پتہ چلائے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ممبرز کو دارالحکومت کے ہوٹلوں میں اس بات کا پتہ چلائے پرمامور کر دو کہ وہاں کوئی ڈرانس نامی آدمی آکر کھڑا ہو یا پھر کوئی نیا گروپ وہاں

ایا ہو۔ اس گروپ کے متعلق تفصیلات وہ لوگ معلوم کریں۔ میں تم سے رپورٹ لے لوں گا۔ میں نے نہیں سارا پس منظر اس نے بتایا ہے تاکہ انہیں صحیح طریقے سے گائیڈ کر سکوں۔ میں پہلے ہسپتال جاؤں گا اور پھر ہلال نگر۔ وہاں سے واپسی پر رپورٹ لوں گا۔“ عمران نے ہتھیلی سنجیدگی سے تفصیلات بتائیں اور ہدایات دیں۔

”ٹھیک ہے جناب! میں ابھی غیر زکوٰۃ کام پر لگا دیتا ہوں۔“ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہلچے میں کہا اور عمران نے اس کے کہہ کر لہو لکھو کر دیا۔ ابھی اس نے ریسپورڈ کیا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسپورڈ اٹھا لیا۔

”یس۔ علی عمران پیکیٹنگ! عمران پوری طرح سنجیدہ تھا۔“ سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے! نواب شان الدولہ کے متعلق خبر نہیں تھا سارے ڈیڑی نے بتا دی ہے۔ میں نے موقع واردات پر انہیں سمجھایا تھا کہ کیلا فیاض ان خوفناک مجرموں کو گرفتار نہ کر سکے گا اس لئے وہ خود عمران سے بات کریں اور ابھی ان کا فون آیا ہے کہ انہوں نے ہمیں فون کیا ہے لیکن میں اس وقت ایک اور سلسلہ میں کال کر رہا ہوں۔ نواب شان الدولہ وزیراعظم کے براہ راست تھے۔ وزیراعظم صاحب اس سلسلہ میں ایکسٹو سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ایکسٹو اس کیس کو ڈیل کرے لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ یہ کیس سیکرٹ سروس کا نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو سررحمان کی مدد کر دے جس پر انہوں نے بتایا کہ ایکسٹو کو نواب شان الدولہ کے بارے میں کوئی خاص بات بتانا چاہتے ہیں پانچ بیٹے تم ان سے فون پر

بات کر لو شاید کوئی بہم بات ہو۔“ سرسلطان نے بڑے منت مبر سے ہلچے میں کہا۔ ”ٹھیک ہے میں بات کر لیتا ہوں۔“ عمران نے سنجیدہ ہلچے میں جواب دیا۔ ہاتھ کیو بیٹے میں تمہیں ان کا خاص نمبر بتا دیتا ہوں جس پر ان سے بغیر رکاوٹ کے بات ہو سکتی ہے۔“ سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے ایک فون نمبر بتادیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے ہاتھ بڑھا کر کیڈل دیا اور پھر وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جو ابھی سرسلطان نے بتائے تھے۔

”یس۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور آواز سے عمران پہچان گیا کہ یہ آواز خود وزیراعظم صاحب کی تھی اور وہ ٹیگیا کہ سرسلطان کا بتایا ہوا یہ نمبر خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ”ایکسٹو پیکیٹنگ“ عمران نے انتہائی باوقار ہلچے میں کہا۔ ”اوہ جناب ایکسٹو، میں پراہم منسلکول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے وزیراعظم نے خوشگوار ہلچے میں کہا۔

”سرسلطان نے بتایا ہے کہ آپ نواب شان الدولہ کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔“ عمران کا لہجہ سپاٹ تھا۔ ”ہاں۔“ وہ بات یہ ہے کہ تقریباً دو ہفتے پہلے انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ ان کے پاس ایک ایسا راز ہے جو دنیا کا سب سے قیمتی راز کہلا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر انہیں چاہنا کہ کچھ ہو جائے تو ان کی ذاتی فائری سے اس راز کو حاصل کر لیا جائے۔ آج جب ان کے ساتھ ہونے والے حادثے کا پتہ چلا تو میں نے سب سے پہلے ان کی ذاتی فائری تلاش کر لی لیکن پورا فائل آؤٹ پلٹنے کے باوجود ان کی

"ٹھیک ہے۔ ان معلومات کے لئے شکریہ میں دیکھوں گا خدا فقط"۔
 — عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر ریسورکر گڈل پر رکھ دیا۔
 صورت حال تیزی سے تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ اگر نواب شان الدولہ
 کو ٹائیم کے لئے قتل کیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے یہ کسی اونچی پارٹی
 کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ وہ یکو دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر سیدمان کو دروازہ
 بند کرنے کا حکم کر فلیٹ سے نیچے آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے
 جزل ہسپتال کی طرف بڑھی جا رہی تھی اُسے خیال آگیا تھا کہ نواب شان الدولہ
 کا وہ لمبا ترنگ ملازم غفور اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا ہے کیونکہ اس
 نے نواب شان الدولہ کے ساتھ اگر گروہ حکم دیں تو وہ اپنے آدمی بیچ
 دے اور مسئلہ ختم کر دے لیکن نواب شان الدولہ نے اُسے منع کر دیا
 تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ کم از کم وہ غفور اس ڈراسن کے متعلق
 لازماً کافی کچھ جانتا تھا اور پھر ماہ جبیں بھی شاید اس راز سے واقف تھی۔
 اس لئے وہ اس بات پر چومچی تھی کہ ڈراسن کا فون آیا تھا لیکن پھر وہ
 دوبارہ اس سے زہلی تھی شاید نواب شان الدولہ نے اُسے منع کر دیا تھا۔
 ہسپتال پہنچ کر اُسے معلوم ہوا کہ زخمی ملازمین میں سے کسی کا نام غفور
 نہ تھا اور نہ اس کے قدم و قامت اور طبع پر کوئی زخمی پورا اُترتا تھا بلکہ
 کو وزیر اعظم صاحب کے حکم پر دی۔ آئی پی وارڈ میں رکھا گیا تھا اور وہ
 اب ہوش میں آچکی تھی لیکن اس سے ملاقات پر سخت پابندی تھی لیکن
 ظاہر ہے عمران جیسے آدمی کے لئے ایسی پابندیاں کوئی حیثیت نہ رکھتی
 تھیں۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ ماہ جبیں کے کمرے کا دروازہ کھول
 کر اندر داخل ہوا۔ ماہ جبیں سینہ جا دروازے سے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے

ذاتی ڈائری کہیں سے نہیں ملی۔ میں نے جب ان سے ذاتی ڈائری کی تفصیل
 پوچھی تو انہوں نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس راز کا تعلق خلائی تحقیقات
 میں کام آنے والی ڈیٹا کی سب سے کم یاب وحیات ٹائیم ہے۔
 بس اس سے زیادہ انہوں نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ
 ہمارا ملک خلائی تحقیقات کے سلسلے میں کوئی کام نہیں کر رہا اس لئے
 میں بھی خاموش ہو گیا۔ لیکن جب آج اس سلسلے میں سردار سے
 بات کی تو انہوں نے بتایا ہے کہ پاکیزہ یا میں خلائی تحقیقات کے سلسلہ
 میں گزشتہ دو سالوں سے تحقیق کام ہو رہا ہے لیکن اُسے انتہائی غنیمت کہا
 جا رہا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ میں نے وزیر اعظم کے عہدے کا
 حلف ایک سال قبل اٹھایا ہے۔ اس لئے مجھے اس سلسلے میں معلومات
 حاصل نہ تھیں پھر حال سردار سے جب میں نے ٹائیم کے بارے میں
 بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ان کے ملک کی تحقیقات اس لئے بھی
 سست رفتار ہیں کہ انہیں ٹائیم کہیں سے نہیں مل رہی اور نہ ہی ہمارا
 ملک اس قدر امیر ہے کہ کسی بڑے ملک سے ٹائیم کی کوئی مقدار
 خرید سکے۔ اور مجھے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے نواب شان الدولہ کے
 ساتھ ہونے والی اس واردات کا تعلق اس ٹائیم والے راز سے
 ہو۔ اس لئے میں نے سر سلطان سے کہا تھا کہ اس سلسلہ میں آپ
 کو میں خود آگاہ کرنا چاہتا ہوں اگر کسی طرح میں ٹائیم مل جلتے تو
 ہمارا ملک بھی ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ اور
 ان تحقیقات سے ہمارے دفاع کو بھی بے پناہ سہارا ملے گا"
 وزیر اعظم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

مجبور ڈالا۔ سبیں ان سے لڑ پڑی تھی۔ پھر انہوں نے ابو کو مارا۔ وہ ان سے نقشہ ہانگ رہے تھے اور اس علاقے کا پتہ پوچھ رہے تھے جس میں کسی دعات ٹاشیم کی کالیں ہیں۔ پھر جب انہوں نے مجھے بے عزت کرنے کی دھمکی دی تو ابوبرداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے اُسے وہ علاقہ بتا دیا لیکن نقشے کی موجودگی سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے ابو پر بے پناہ تشدد کیا۔ میں بے ہوش ہو گئی پھر انہوں نے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔ میں ہوش میں آئی تو ابومرچکے تھے۔ وہ مجھ سے نقشے کا پوچھ رہے تھے لیکن مجھے کسی نقشے کا علم نہ تھا۔ میں نے انہیں صرف اتنا بتایا کہ ابو کی فحاشی ڈانسی کا مجھے علم ہے جو لاہور میں ان کی میز کی بجلی دلاتی پڑی رہتی ہے نیلے رنگ کی جلد والی۔ اب اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرتے تھے اور پھر وہ مجھے جھوڑ کر چلے گئے۔ میں خوفناک تشدد کی وجہ سے دوبارہ بے ہوش ہو گئی اور جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھی۔

_____ ماہ جیسں اس طرح بولتی رہی جیسے کوئی رتی کمانڈا رہی ہو۔

"کیا تم انہیں پہچانتی ہو" — عمران نے پوچھا۔
 "نہیں۔ میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا اور انہوں نے مجھ سے نقاب پہننے ہوئے تھے جن سے ان کے چہرے مجھ سے گھٹے ہوئے لگ رہے تھے" ماہ جیسں نے جواب دیا۔

"تم ڈرا کسن کے بارے میں کیا جانتی ہو" — عمران نے پوچھا۔
 "ڈرا کسن — اوہ ہاں۔ میں آپ کو پہلے بھی بتانا چاہتی تھی لیکن آپ نے منع کر دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ پاکستانی سیکورٹس فورس کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ کی بہن ثریا نے بتایا تھا کہ آپ نے سیکورٹس فورس

سر پر بھی بیٹیاں بندھی ہوئی تھیں لیکن عمران کو وی۔ آئی۔ پی۔ وارڈ کے چارٹ ڈاکٹر فاروقی سے یہ معلوم کر کے بے حد شرم ہوئی تھی کہ ماہ جیسں کی عزت محفوظ تھی۔ اسے بے عزت نہ کیا گیا تھا صرف اس پر بہانی لٹا دیا گیا تھا۔ "ہیلو ماہ جیسں! — عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور ماہ جیسں جوا نکلیں بند کئے لٹی ہوئی تھی نے چونک کر انگلیں کھول دیں۔ عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے چہرے پر اور آنکھوں میں حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"آپ — ماہ جیسں نے نہایت کمزور اور آہستہ آواز میں حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ماہ جیسں کا سرخ و سفید چہرہ اس وقت ہلکی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے موجود تھے اور شکل صورت سے ایسے لگتا تھا جیسے وہ صدیوں سے بیمار ہو۔

"ہاں ماہ جیسں! میں تمہارے والد اور بہن کی موت پر افسوس کرنے نہیں آیا کیونکہ زبان سے افسوس کرنا ایک رسمی معاملہ ہے لیکن ہاں افسوس میرے دل نے محسوس کیا ہے اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ میں ان خبروں سے تمہارا، تمہارے والد اور تمہاری بہن کا تقاضا ہے سکول میرے لفظ نظر سے یہ صمیم افسوس ہے" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ماہ جیسں کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔

وہ مجید ظالم تھے — انتہائی ظالم — پھر دل — ان میں انسانیت کی کوئی رشتہ موجود نہ تھی۔ وہ تعداد میں چار تھے — دیو قاضی، انتہائی ٹھوس جھوٹ کے مالک۔ انہوں نے بڑی بیداری سے سبھی کو گولیوں سے

یاست میں لارڈ سے اور لارڈ وائس کھلاتا ہے اس نے اپنی شاندار عیادت میں ہماری دعوت کی تھی۔ اس کے بعد ہم واپس آگئے۔ پھر ابو کے پاس اس کا فون آیا۔ وہ کسی ناشیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا ابھرنے لگا کہ وہ کیا کہیں اس نے تمکیمیاں دیں۔ جس سے ابو قدر سے پریشان رہنے لگے لیکن ابو انتہائی مندری طبیعت کے آدمی تھے۔ ایک بار انکار کر دیتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کی تان کھولیں میں تبدیل نہ کی تھی۔ میں نے بھی ان سے کس بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے مجھے جواب نہ دیا تھا۔

میں نے جواب دیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ابو نے ان حملہ آوروں کو کونسا علاقہ بتایا تھا۔

عمران نے پوچھا۔ میں اس وقت نیم تھوڑی سی عالم میں تھی لیکن مجھے اتنا یاد ہے کہ ابھرنے فان لینڈ کا نام لیا تھا۔

ماہ جیوں نے جواب دیا۔ فان لینڈ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ اچھا اب تم آرام کروا چیں میں جلد ہی دوبارہ آؤں گا۔ فان لینڈ کا نام سننے ہی عمران نے بھڑکی سے ملاقات ختم کی اور ابھڑک کر کھڑا ہو گیا۔

آپ۔ آپ۔ بہت اچھے میں بہت ہی اچھے۔ کاش.....“

ابھرنے نے آہستہ سے کہا اور کاش کے بعد اس کی آواز ڈوب سی گئی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور عمران تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

کے لئے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہیں اور اب آپ نے انتقام کی بات کی ہے تو میں آپ کو اس لئے تفصیل بتا رہی ہوں، کیونکہ میں خود ان لوگوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔ میں شاید بچ نہ سکوں کیونکہ میرے جسم کی کئی ہڈیاں لوٹ چکی ہیں۔ وہ سخت و خشن لوگ تھے اس لئے میں آپ کو یہ سب کچھ بتا رہی ہوں کہ اگر آپ ان سے انتقام لے سکیں تو یہ آپ کا میری۔ ابو اور سیمیں کی روحوں پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ میں آپ کی کچھ نہیں گنتی لیکن میں نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ آپ انتقامی ذہن ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ہمدرد آدمی بھی ہیں۔ آپ دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والے ہیں۔ اس لئے میں اپنا نیست کے نلے آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ آپ ان خوفناک لوگوں سے انتقام ضرور لیں۔“

ماہ جیوں نے کہا۔ ”دو باتیں آپ ذہن میں بٹھائیں ایک تو یہ کہ آپ زندہ رہیں گی میری ڈاکٹر کا مدد تو سب سے بات ہوتی ہے وہ پوری طرح پرامید ہیں۔ اس لیے دوسری طرف۔“ تو آپ سے ملنے سے پہلے ہی میں نے ان لوگوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا ہوا ہے، انہوں نے جس وحشت اور نردا کا مظاہرہ کیا ہے وہ کم از کم میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔“

عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ ”آپ واقعی عظیم الشان ہیں۔ کاش اس وقت میں ابو کے حکم کی تعمیل میں خاموش نہ رہ جاتی تو شاید یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ بہر حال آپ نے وائس کے بارے میں پوچھا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ایجنسی کی ریاست نارگوئے میں ابو کی کلب میں ملاقات ہوئی تھی وہ نارگوئے

حق کے درمیان معاہدہ ہو گیا اور اس علاقے کو نو میز لینڈ قرار دے دیا گیا۔
مب دونوں ملکوں کی اپنی اپنی سرحدوں پر صرف نچان چوکیاں موجود ہیں اس
سے زیادہ کچھ نہیں۔ لارڈ ڈراسن نے کہا اور چینی کا چہرہ حیرت اور
خوف سے بڑھتا گیا۔

”اوہ باس! اس قدر خوفناک علاقہ“۔ بیچی نے کہا۔
”تو ہمارا کیا خیال ہے کہ اس قدر قیمتی دھات یہاں ناراگوئے کی طرح
پہ نہیں ڈھیروں کی صورت میں پڑی مل جائے گی“۔ ڈراسن نے
مسکراتے ہوئے کہا اور چینی سر ہلا کر رہ گئی۔

”تمہیں وہاں کوئی پرائیم تو نہیں ہوا“۔ اچانک لارڈ ڈراسن نے
اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اب اس بات کا خیال آیا ہو۔

پرائیم — کیا پرائیم باس! ہم لوگ پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچے۔
ہاں سے ہم نے دو کاریں چوری کیں اور پھر سید سے بلال نگر چلے گئے۔
میک کار میں وکی، چیک اور میں تھی جب کہ دوسری کاریں پیر فائزر تھیں۔
پیر فائزر کی کار دور گوا دی گئی۔ ہم تینوں سیاحوں کے روپ میں باقاعدہ

ہفت لے کر اندر چلی میں چلے گئے۔ چونکہ وہ لارڈ شان الدولہ اور اس
کی بیٹیاں مجھے جانتی تھیں، اس نے میں نے بھی میک آپ کہا ہوا تھا اور
میکس اور وکی کو بھی میں نے میک آپ کر دیا تھا۔ ہم نے قومیت،
محل بدل لی تھی اور ایجوکیشن کی بجائے سویڈش باشندے بن گئے تھے۔
ایجوکیشن گہری ہو چکی تھی اس لئے ہم نے اس لارڈ سے رات وہیں رہنے
کا درخواست کی تو قبول کر لی گئی۔ اس نے ہم سے سوالات تو بہت کئے
لیکن وہ اصل بات کا پتہ نہ چلا سکا اور پھر حویلی کی سیر کے بہانے ہم نے

”فان لینڈ اوہ یہ تو انتہائی خطرناک علاقہ ہے۔ بہر حال ٹھیک
میں انتظامات کروں گا“۔ لارڈ ڈراسن نے نیلے رنگ کی دائروں
کھول کر ایک صفحے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔
”یہ بحیرہ کیپسین اور بحیرہ اسود کے درمیان ایک ایسے

علاقہ ہے جو روسیہ اور تارکیہ کی سرحدی ٹپی کہلاتا ہے۔ اس پورے
علاقے کو نو میز لینڈ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں انتہائی خطرناک جنگلات
خوفناک دلدلیں اور جنگلات سے بڑے پہاڑ ہیں۔ جو پہاڑ اس علاقے میں
وہ روسیہ ہی پہاڑ کہہ قاف کے پہلے کے ہیں اور انتہائی سرسبز ہوں
کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک اور دشوار گزار بھی ہیں۔ یہاں وحشی قبائل
قدیم ترین تمدن کے ساتھ رہتے ہیں۔ روسیہ اور تارکیہ کے درمیان اس
علاقے کی ملکیت کے لئے کئی زمانے میں بہت جنگیں چلائی چکا ہے لیکن

”تو اس سے کیا ہوا بس! ہمیں کام چاہیے تھا وہ ہو گیا کبھی بھی طرح ہوا۔“ بیکی نے مشکلاتے ہوئے کہا اور لارڈ ڈراسن نے سر ہلادیا اس کی نظر ایک بار پھر ڈائری کے اس ورق پر جم گئی جس پر ایک عجیب و غریب سافٹسٹینا ہوا تھا بلفٹہ بظاہر تو جزا واضح تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی علاقے کا حام سافٹسٹینا ہو لیکن کہیں کہیں اس میں عجیب سے نشانات بھی لگے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”میرے خیال میں اس نواب نے اس نقشے کو بالکل واضح طور پر نہ بنایا ہوگا۔ ہمیں اس سلسلہ میں پرووینسر برسکی سے بات کرنی ہوگی۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا پھر اس نے میر پر پڑے ہوئے انٹر کام کارسیور اٹھا کر بٹن دیا دیا۔

”یس لارڈ۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

”پرووینسر برسکی کو تلاش کرو اور وہ جہاں بھی ہو اسے میرے پاس بھیجو۔“ لارڈ ڈراسن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”ہاس! آپ تو ججز انفریو کے ماہر ہیں۔ ججز انفریو آپ کا خاص مضمون ہے پھر بھی آپ نقشے کو نہیں سمجھ پاتے۔“ بیکی نے ریت بھرے ہاتھ میں کہا۔

”بظاہر تو یہ نقشہ فان لینڈ کے اس علاقے کا لگتا ہے جہاں کوہ قاف سلسلے کا آخری حصہ ہے لیکن اس میں چند ایسی باتیں موجود ہیں جو مجھے الجھن میں ڈال رہی ہیں۔ وہاں جانے اور وہاں سے کچھ حاصل کرنے کے لئے ایسے انتظامات کرنے پڑیں گے کہ ہم وہاں زندہ بھی رہ سکیں اور بڑھاپہ اور تارکیہ کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو سکے ورنہ اگر روسیہ یا تارکیہ

جنگل میں فصوص زیر و بم فٹ کر دیئے اس کے بعد جب کچھ رات گزر گئی تو ہم نے سپر فائٹرز کو کاشن دیا اور ساتھ ہی زیر و بم بھی چارج کر دیئے۔ لپوٹی جیل میں خوفناک دھماکے شروع ہوئے اور سپر فائٹرز — بے لگتھا گولیاں چلاتے اندر داخل ہوئے۔ اس دوران ہم نے اس نواب اور اس کی بیٹیوں کو بیہوش کر دیا۔ جب سپر فائٹرز نے حویلی میں موجود سب افراد کا شمار کیا تو سپر فائٹرز اس نواب اور اس کی بیٹیوں کو کاشن ڈال کر حویلی سے نکلے اور قریب موجود ویران کنڈرات میں لے گئے۔ وہ اور میکس کے ساتھ میں حویلی میں بھٹ گئی۔ پھر سپر فائٹرز واپس آئے اور انہوں نے بتایا کہ نقشہ ایک ڈائری میں ہے اور وہ ڈائری جس کی نیل رنگ کی جلد ہے، لارڈ کی لائبریری کی میز کی چھلی دراز میں موجود ہے اور لارڈ نے نشتر کے دوران فان لینڈ کا علاقہ بتا لیا ہے۔ چنانچہ ہم نے وہ ڈائری حاصل کی۔ اس میں نقشہ چیک کیا اور پھر ہم وہاں سے واپس ایک لمبا چکر کاٹ کر دارالحکومت پہنچے۔ صبح تک ہمیں ایر پورٹ پر درکار پڑا۔ فلائٹ نے چونکہ صبح جانا تھا اس لئے ہم وہیں کے رہے اور اس کے بعد ہم اٹھنا ان سے فلائٹ پر بیٹھ کر ناراک پہنچ گئے اور ناراک سے یہاں۔“ بیکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ! اس کا مطلب ہے کہ پولیس وغیرہ اب وہیں سرچشمی کریں گی۔ لیکن تم نے سپر فائٹرز کو اکیلے کیوں بھیجا۔ یہ لوگ عورتوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لئے بجائے انہوں نے نواب کی بیٹیوں کو بے عزت کر کے صرف ان پر نشتر دیا ہوگا۔“ لارڈ ڈراسن نے ہنرٹ چہ ہونے کہا۔

لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیک کو مشروبات لانے کا اشارہ کیا اور جیک وہاں سے چلی گئی۔

”پروفیسر فان لینڈ کے بارے میں آپ کا علم کیا کہتا ہے؟“
”لارڈ ڈراسن نے منکراتے ہوئے کہا۔

”فان لینڈ۔“ اوہ اس کے بارے میں تو میں نے ایک عظیمہ کتاب لکھی ہے۔“ پروفیسر برسکی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”وہ میں نے پڑھی ہے۔ یہ نقشہ دیکھئے اور بتائیے کہ یہ فان لینڈ کے اس علاقے کا نقشہ ہے؟“ لارڈ ڈراسن نے ڈائری کھول کر اس کے صفحہ پر بنا ہوا نقشہ پروفیسر برسکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیک اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ٹرسے مٹی جس میں کریم کافی کے دو کپ موجود تھے۔ اس نے بڑے موزبانہ انداز میں ایک کپ لارڈ ڈراسن اور دوسرا پروفیسر برسکی کے سامنے رکھ دیا۔ پروفیسر برسکی نے کپ کی طرف دیکھا تاکہ نہیں بلکہ اس کی نظروں اس نقشے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”یہ نقشہ فان لینڈ کا نہیں ہے لارڈ۔“ ستوری دیر بعد پروفیسر برسکی نے ایک طویل سانس لے کر سناٹے ہوئے کہا اور پروفیسر برسکی کی بات سن کر لارڈ ڈراسن اس بڑی طرٹن اچھلا کر جیسے صوفے کے سونگوں میں بجلی کا طاقتور کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ جیک کا رنگ تیزی سے زرد پڑ گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ! پروفیسر کیا آپ نشے میں ہیں۔“
لارڈ ڈراسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں بالکل درست کہہ رہا ہوں لارڈ! اور میں اسے ثابت بھی کر سکتا ہوں۔“ پروفیسر برسکی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

کو ذرا سا منک پڑ گیا تو پھر انہوں نے ہمیں زندہ نہیں چھوڑنا اور تمام ناشیمن پر قبضہ کر لینا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہاں جانے سے پہلے اس نقشہ کے بارے میں مکمل شنائی کر لوں۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا اور جیک نے سر ہلا دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد لارڈ ڈراسن کو پروفیسر برسکی کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ لارڈ ڈراسن نے اسے اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور انتہائی ڈیلے پتلے جسم کا بوڑھا جس کی داڑھی اور سر کے بال تو ایک طرف پلکیں اور ہنسیوں تک سفید ہو چکی تھیں اندر داخل ہوا۔ پروفیسر برسکی پوری دنیا کے بغیر اپنے پر اٹھارتی سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جو پروفیسر برسکی کی نظروں سے چھپا رہ گیا ہو حالانکہ پروفیسر برسکی کبھی انگریز یا سے باہر نہ گیا تھا۔ اس کا تمام علم کتابی تھا لیکن اس کے باوجود اپنے کام میں اتنا ماہر تھا کہ اس کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بے شمار کتابوں کا مصنف تھا اور مستقل طور پر نارمانگوئے کا باشندہ تھا۔ لارڈ ڈراسن چونکہ اس علاقے کا بڑا جاگیر دار تھا اس لئے وہ پروفیسر برسکی کی سرپرستی بھی کرتا تھا اور پروفیسر برسکی کو اس کی طرف سے اتنا مہارت و وظیفہ ملتا تھا کہ وہ کسی قسم کی فکر کے بغیر اپنے تحقیقی کام میں مصروف رہتا تھا، یہی وجہ تھی کہ لارڈ ڈراسن کی کال ملتے ہی وہ دوڑا چلا آتا تھا۔

”آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے لارڈ۔“ پروفیسر برسکی نے اندر داخل ہوتے ہی نہایت موزبانہ لہجے میں کہا۔

”میں پروفیسر، تشریف رکھیے!“ لارڈ ڈراسن نے بڑے سنجیدہ

”اوہ کیسے تفصیل بتاؤ۔ میرے خیال میں تو یہ فان لینڈ کے پہاڑی سلسلے کو دے قاف کے آخری حصے کا نقشہ ہے۔“ لارڈ ڈراکن نے بے چین ہو کر کہا۔

”نہیں ایک بات ہے۔ اگر نقشہ فان لینڈ کا ہے تو پھر اسے جان بوجھ کر غلط بنایا گیا ہے۔ یہ دیکھتے یہ علامت یہ دلدل کی علامت ہے اور یہ جنگل کی ان دونوں علامتوں کے درمیان یہ علامت جو مونوٹے یہ پہاڑی علاقہ ظاہر کرتی ہے۔ اور فان لینڈ میں ایسا کوئی پہاڑی علاقہ موجود نہیں ہے جو دلدلوں اور جنگلات کے درمیان واقع ہو۔ پہاڑی علاقہ سلسلے کی صورت میں بڑھتے ہوئے جہاں ختم ہوتا ہے اس کے بعد دلدلوں کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ ان دلدلوں کے کنارے انتہائی گھنے جنگلات موجود ہیں لیکن اس نقشے میں ایسا نہیں ہے۔“ پروفیسر برکسکی نے کہا۔

”اوہ — اوہ بہت سی بات درست ہے۔ پروفیسر برکسکی نے اس پہلو کو تو خیال ہی نہ کیا تھا لیکن اگر یہ نقشہ فان لینڈ کا نہیں ہے تو پھر کہاں کا ہو سکتا ہے۔“ لارڈ ڈراکن نے بڑی طرح ہونٹ پیساتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ڈائری میں اس کے متعلق کچھ درج نہیں ہے۔“ پروفیسر برکسکی نے پوچھا۔

نہیں۔ یہ ذاتی ڈائری ہے جس میں یہی نقشہ بیان بنا ہوا ہے۔“ لارڈ ڈراکن نے کہا اور پروفیسر برکسکی ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد اس نے چونک کر سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں چمک مچی۔

”اوہ اوہ لارڈ میں سمجھ گیا۔ یہ فان لینڈ کا ہی نقشہ ہے لیکن یہ فان لینڈ کے اس علاقے کا نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ نشانات غاروں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ فان لینڈ کے جنوب مشرقی حصے کا نقشہ ہے جہاں انتہائی خوفناک جنگلات ہیں ان کے درمیان دریا بہتا ہے اور یہ گیمز آب دیکھ رہے ہیں یہ دریا کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ دریا اپنی جنگلات میں سے گزرتا ہوا اس علاقے میں بہتا ہے جہاں ایک طرف خوفناک دلدلیں ہیں دوسری طرف گھنے جنگلات اور درمیان میں خوفناک غاروں کا سلسلہ ہے۔ ایک ایسا پہاڑی نما علاقہ جو کسی سلسلے سے ہٹ کر ہے۔ یہ غاریں اپنی چوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں ہیں اور یہ دریا اپنی ندیوں سے کسی غار میں جا کر غائب ہو جاتا ہے“ پروفیسر برکسکی نے کہا اور لارڈ ڈراکن چونک کر نقشے پر جھک گیا اور پھر اس کے چہرے پر بھی چمک پیدا ہو گئی۔

”بہت خوب! واقعی آپ نے درست سمجھ لیا۔ اب بات واضح ہو گئی ہے۔ یہ نشانات واقعی غاروں کے ہیں شکر یہ پروفیسر! لارڈ ڈراکن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خوبے بے خدمت ہے لارڈ میں آپ کے کسی کام نہ آسکا لیکن اگر اسے گتہ نمی نہ سمجھا جائے تو عرض کروں کہ یہ علاقہ انتہائی خوفناک ہے یہاں جاکر وہی نامکین ہو جاتی ہے۔ آج تک صرف ایک آدمی وہاں سے زندہ واپس آسکا ہے اور وہ ہے کرنل راک ہیڈ۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اور اس علاقے کو بھی میں اسی لئے پہچان گیا ہوں کیونکہ کرنل راک ہیڈ نے اس کی تفصیلات بتائی تھیں۔ ویسے آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ یہ نقشہ کس

ہاں۔ میں خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔ بہر حال تم سپر فاسٹرز، وکی اور نیکیس کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ میں وہاں پہنچنے کی تیاری شروع کرتا ہوں۔ ہم دو روز بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ لارڈ ڈراگن نے کہا اؤ جیکی نے سمر بلایا۔ اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

لارڈ ڈراگن کچھ دیر خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے انٹر کام کا ریسورسٹا کر ایک نمبر پر ریس کر دیا۔

”ہیس لارڈ“۔ دوسری طرف سے سنوائی آواز نے لوہچھا۔

”کرنل راک، ہیڈ ناراک میں رہتا ہے مشہور شکاری ہے۔ اس کا نمبر تمہیں کر کے مری اس سے بات کرو“۔ لارڈ ڈراگن نے کہا اور ریسورسٹ رکھ دیا۔ کرنل راک ہیڈ سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور اکثر کرنل راک ہیڈ اس کے پاس آتا جاتا رہتا تھا اور کئی بار انٹرن کے گئے جنگلات میں ان دونوں نے اکٹھے شکار بھی کیا تھا لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ کرنل راک ہیڈ اس علاقے میں گھوم چکا ہے۔ ویسے کرنل راک ہیڈ کی کئی سال غائب رہتا تھا اور پھر اچانک کسی روز اس کی آمد ہو جاتی تھی اب بھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ کرنل راک ہیڈ ناراک میں موجود ہو کسی ہنم پر نہ گیا ہوا ہو۔ اور تقریباً دس منٹ بعد انٹر کام کے ساتھ بڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ ڈراگن کے جبرے پر امیڈ کی پنگ نمایاں ہوئی ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کرنل راک ہیڈ سے رابطہ ہو گیا ہے ورنہ دوسری صورت میں اُسے انٹر کام پر اطلاع دی جاتی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا ریسورسٹا کر لیا۔

”ہیس“۔ لارڈ ڈراگن نے سخت دلچسپی میں کہا۔

”نے بنایا ہے؟“۔ پروفیسر برکی نے کریم کافی کی پکیاں لیتے ہوئے کہا۔

”یہ نقشہ پاکیشا کے ایک لارڈ، مشہور شکاری اور ساحر شان الدولہ کا بنا ہوا ہے وہ بھی اس علاقے میں گھوم آیا ہے“۔ لارڈ ڈراگن نے کہا۔

”اچھا۔ میں تو ایسی کسی شخصیت سے واقف نہیں ہوں شاید کرنل راک ہیڈ انہیں جانتا ہو“۔ پروفیسر برکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پروفیسر اب آپ جاسکتے ہیں اور میرے خیال میں یہ کہنا تو فضول ہے کہ اس نقشے یا اس علاقے کے بارے میں آپ کسی سے کوئی لفظ نہیں کہیں گے۔ آپ سمجھا رہیں“۔ لارڈ ڈراگن نے توڑے سخت دلچسپی میں کہا۔

”اوہ میں سمجھ گیا لارڈ، آپ بے فکر رہیں۔ نہ میری آپ سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ میں نے اس نقشے کو کبھی دیکھا ہے“۔ پروفیسر برکی نے لارڈ کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو پروفیسر“۔ لارڈ نے بیٹھے بیٹھے مصلحانہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، اور پروفیسر برکی نے مصافحہ کیا اور واپس مڑ گیا۔

”اچھا ہوا پروفیسر برکی سے بات ہوئی ورنہ ہم خواہ مخواہ اور ہڈی سلسلے کی طرف سرٹخواتے رہ جاتے“۔ پروفیسر کے جانے کے بعد لارڈ ڈراگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں! جب پروفیسر نے کہا کہ یہ ان لینڈ کا نقشہ نہیں تو میری جان نکل گئی تھی“۔ جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کرنل راک ہیڈ سے بات کیجئے“ — دوسری طرف سے وہی
 لٹونی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز ابھری۔
 ”ہیلو ہیلو کرنل راک ہیڈ پکینگ“ — کلک کی آواز کے ساتھ ہی کرنل
 راک ہیڈ کی بھاری سی آواز سنائی دی۔
 ”کرنل! میں لارڈ ڈراسن بول رہا ہوں نارنگوٹے سے“ لارڈ ڈراسن نے فوراً
 ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ لارڈ۔ آج کیسے میں یاد آگیا، خیریت ہے؟“ — کرنل
 راک ہیڈ نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں ہنس کر بات کرتے ہوئے
 کہا۔ کرنل راک ہیڈ لارڈ کا دوست تھا اور اس سے خاصا بے تکلف
 بھی تھا۔

”کرنل۔ کیا تم کبھی فان لینڈ گئے ہو؟“ — لارڈ ڈراسن نے پوچھا
 ”فان لینڈ“ — ہاں ایک بار گیا تھا کیوں“ — کرنل کے ہلچے میں
 حیرت کے آثار موجود تھے۔
 ”کیا پاکیشیا کے کسی نواب شان الدولہ سے واقف ہو؟“ — لارڈ
 نے دوسرا سوال کیا۔

”ہاں۔ انہی طرح واقف ہوں۔ وہ بھی بڑا مشہور شکاری اور سیل ہے
 اور مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہم دونوں ک فان لینڈ کے بارے میں کافی
 طویل بات چیت ہوئی تھی۔ وہ شاید ادھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن
 میں نے اُسے منع کر دیا تھا کیونکہ وہ انتہائی خطرناک علاقہ ہے اور میرا
 خیال ہے کہ اس نے ارادہ ترک کر دیا تھا لیکن ہمیں یہ بیٹھے بٹھکتے فان
 لینڈ کیسے یاد آگیا“ — کرنل نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کرنل، آج کل تمہاری معاشی پوزیشن کیا ہے؟“
 لارڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”معاشی پوزیشن — اوہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ مجھے آخری مہمے اُسے
 جو سترے ایک سال گزر گیا ہے اور جو کچھ میں لایا تھا اب تک کھاپی چکا
 ہوں اور آج کل سوچ رہا ہوں کہ ایسے علاقے میں جاؤں جہاں سے کچھ
 حاصل ہو سکے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“ — کرنل نے حیرت بھرے
 ہلچے میں کہا۔

”اگر تم انتہائی کثیر دولت کمانا چاہتے ہو تو پھر فوراً میرے پاس بیٹھ جاؤ
 زیادہ سے زیادہ چار پانچ گھنٹوں کے اندر باقی باتیں زبانی ہوں گی“ —
 لارڈ نے کہا۔

”ارے کچھ بتاؤ تو سہی۔ یہ کیا پیمائیاں سمجھا رہے ہو۔ اگر تمہارا خیال
 ہے کہ فان لینڈ سے کچھ مل سکے گا تو پھر یہ خیال غلط ہے۔ وہاں سولے
 موت کے اور کچھ نہیں ہے“ — کرنل نے کہا۔

”تم پس آ جاؤ۔ باقی باتیں بعد میں۔ گڈ بائی“ — لارڈ نے کہا اور
 نیپور دکھ دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا
 کہ وہ کرنل راک ہیڈ کو بھٹکالچ دے کر ساتھ لے جائے گا۔ وہ پوچھ
 وہاں ہو ہی آیا ہے اور پھر کرنل راک ہیڈ کو ایسے ہی انتہائی بھٹکندہ چالاک
 شاطر اور جہانی طور پر بہترین لڑاکا تھا۔ اُسے انتہائی متروک زبانون پر
 بھی عبور حاصل تھا ایسے اس کا ساتھ اس جہم کے لئے بے حد فائدہ مند ہو گا
 زیادہ سے زیادہ وہی ہو گا کہ وہاں میں ایک چٹانک سیر اس کے دل میں گھس
 جائیگا اور پھر اکی لاش وین فان لینڈ پڑی وہ جاگی اور ظاہر ہے لاش تھڑپیں مالتی

توب شان الدولہ بہرین شکاری اور مشہور سیاح تھے۔ ان کی ساری زندگی
 اس مشغلے میں گزری ہے۔ بیٹیاں کیرج پڑھتی رہیں اور نواب صاحب شکار
 کھیلنے اور سیاحت میں مصروف رہے۔ وہ اب پاکستان واپس ہی اس لئے
 آئے تھے کہ بڑی بیٹی مر جیوں کا کہیں رشتہ کر سکیں ورنہ سالوں میں کبھی ایک
 جہان کی واپسی ہوتی تھی۔ البتہ ان کے کاردار انہیں مسلسل رہیں سمجھتے رہتے
 تھے۔ وہ خان لینڈ کے علاقے میں جی گئے جو انتہائی دشوار گزار اور خطرناک
 علاقہ ہے۔ وہاں انہیں ایک ایسی دھات کی کانیں نظر آئیں جسے ٹاشیم
 کہا جاتا ہے۔ وہ اس کا ایک ٹکڑا لے آئے اور ساتھ ہی انہوں نے اس
 علاقے کا نقشہ بھی تیار کیا۔ وہ اس دھات کی اصل حقیقت کے بارے
 میں کچھ نہ جانتے تھے۔ وہ اسے بھی پیر سے جو اہرات کی قسم کی دھات
 سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس ٹکڑے کو انگوٹھی میں بچھنے کی طرح
 تروا دیا لیکن دنیا بھر کے جوہر یوں نے انہوں نے معلوم کیا تو کوئی بھی اس کو نہ
 پہچانتا تھا اور نہ کسی نے اسے قیمتی دھات کی حیثیت دی۔ اس سے وہ
 مایوس ہو گئے لیکن پھر ان کی ملاقات انگریزوں کی ایک ریاست ناراکوٹ کے
 ایک لارڈ سے ہوئی جس کا نام ڈراسن ہے۔ وہ بھی شکاری اور سیاحت
 کا شوقین لارڈ ہے۔ وہاں نواب شان الدولہ نے اس دھات کے
 متعلق بتایا اور کانوں کے متعلق بھی۔ لیکن یہ کانیں جس علاقے میں تھیں وہ
 سے چھپا گئے۔ چونکہ لارڈ ڈراسن بھی اس کی اصلیت سے واقف نہ تھا
 اس لئے اس نے بھی کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن شاید پھر لارڈ ڈراسن نے
 کسی محفل میں اس کا ذکر کیا تو وہاں ایک خلابی سائنسدان بھی موجود تھا وہ اس
 کی اصل حقیقت کو جانتا تھا۔ اس نے جب اس کی اصلیت بتائی تو لارڈ

عمران نے دانش فزوں کے پرنس روم میں داخل ہوا تو بلیک زیر اثر
 اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران غاصحہ کا اور اٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔
 ”کیا رپورٹ ہے طاہر؟“ — عمران نے سر کے اشارے سے
 بلیک زیر و کے سلام کا جواب دے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
 ”ناکامی — سارے دارالحکومت کے ہوٹل چنان مارے گئے ہیں
 لیکن نہ ہی ایسے کبھی گروپ کا پتہ چلا ہے اور نہ کوئی ڈرائس نامی آدمی
 کسی ہوٹل میں ٹھہرا ہے۔“ بلیک ڈرائس نے ہونٹ میچھتے ہوئے جواب
 دیا۔

”سو بہنہ — اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ واردات کرتے ہی
 نکل گئے ہیں“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن اس واردات کا مقصد کیا ہے؟“ — بلیک زیر نے پوچھا۔
 ”مقصد ایک انتہائی قیمتی اور کم یاب دھات ٹاشیم کا حصول ہے۔“

کا علم ان سے ہوا۔ تمہیں فون کرنے کے بعد سرسلطان کا فون آیا تھا۔
 ہمنوں نے کہا تھا کہ وزیر اعظم صاحب ایجنٹ سے اس سلسلہ میں بات
 کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان سے بات ہوئی تو انہوں نے بھی ٹاشیم
 کے بارے میں بتایا کیونکہ شان الدولہ نے ان سے بھی ذکر کیا تھا۔ باقی باتیں
 کوڑیں جوڑنے سے حاصل ہو گئیں۔ عمران نے سنا کرتے ہوئے
 بکا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

”پھر اب کیا پروگرام ہے؟“ — بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”فی الحال تو ایک کپ تیز کرک چائے کا بلا دو“ — عمران نے
 کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے کرسی کی ٹیک
 سے سر ہٹکا دیا اور انہیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر ابھری ہوئی ٹیکریں
 اس کی گہری سوچ کی غمازی کر رہی تھیں۔

”یہ لیجیے“ — بلیک زیرو کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں
 کھول دیں اور بلیک زیرو کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے لیا۔
 ”ہمارے ملک کو تو ٹاشیم کی ضرورت میرے خیال میں نہیں ہے“
 — بلیک زیرو نے جی کر رہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں، بظاہر تو نہیں ہے۔ لیکن سرو اور شوفاچہ ہے میں کہ انہیں ٹائفلون
 کو پورا پوریٹ چاہئے۔“ عمران نے چائے کا گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹائفلون کا کیا مطلب؟“ — بلیک زیرو چونک پڑا۔

”ٹاشیم اور ٹائی بس کچھ جلتے جلتے سے لفظ ہیں۔ ایک میں ڈرائیم
 زیادہ ہے اور دوسرے میں فی، یعنی ایک۔ اب فی ٹاشیم کو طاقو تو
 مطلب نکلا کہ ایک شرمندگی“ — عمران نے باقاعدہ فلسفیانہ لہجے

دوران کی طبیعت اس قدر بے پناہ دولت کا شوق اٹھی لیکن شاید اس
 فعل میں کوئی رپورٹر بھی موجود تھا۔ اس نے یہ ساری باتیں اخبار میں رپورٹ
 کے طور پر چھاپ دیں۔ یہ رپورٹ نواب شان الدولہ کی نظروں سے گزری
 تو انہیں پہلی بار اس دھات کا نام اور اس کی اصیلت کے بارے میں
 علم ہوا چنانچہ انہوں نے اسے خود حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اس
 وقت جب وہ اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی کر لیں گے۔ پھر لارڈ ڈراکن
 نے انہیں تلاش کر لیا اور اس نے ان سے وہ علاقہ پوچھا جہاں یہ دھات
 موجود ہے لیکن ظاہر ہے نواب شان الدولہ نے انکار کر دیا اور اس
 کے بعد یہ واردات ہوئی۔ اور ان کی وہ ڈائری بس مل اس کا نقشہ موجود
 تھا اڑا لی گئی اور ان پر تشدد کر کے ان سے علاقہ بھی پوچھ لیا گیا اور حملہ آور
 سب کو مردہ سمجھ کر واپس چلے گئے لیکن ماہ میں مردہ نہ تھے بلکہ زندہ تھے۔
 لیکن اس کی پیدائش اور ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ اس کے ساتھ
 ہی پورے جسم پر زخم بھی آئے تھے۔ حملہ آوروں نے انتہائی وحشیانہ
 انداز میں اس پر تشدد کیا تھا لیکن اس کی عزت محفوظ رہی تھی۔ یقیناً یہ حملہ
 لارڈ ڈراکن کے ہی آدمی ہوں گے اور واردات کر کے فوراً واپس چلے
 گئے ہوں گے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو اس قدر تفصیل کا علم کیسے ہوا؟“ — بلیک زیرو
 نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ماہ میں کو بوش آیا تھا کچھ اس سے معلوم ہوا۔ اس کے بعد میں بلاں
 گیا۔ وہاں کی تلاشی کے دوران وہ اخبار ہاتھ لگ گیا جس میں اس رپورٹ
 کی رپورٹ موجود تھی اور اس کے بعد میں سرواوسے بلا۔ ٹاشیم کی باقی تفصیلات

ہوتے بلجے میں کہا۔

”میں تو خدا کا خوف آپ کو یاد دلارہا ہوں اور آپ ناراض ہوئے ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ سوچ کر بات کیا کرو۔ جو منہ میں آئے بے بک دیتے ہو۔“
 سلطان کا موڈ اچھا آف ہو گیا تھا اور عمران نے مسکرا کر بلیک زیرو کو آنکھ مار دی اور پھر اطمینان سے علیحدہ میز پر ریسپور رکھ کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے واقعی سوچ رہا ہو۔ ریسپور میں سے ہیلو سیلو کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے ریسپور اٹھالیا۔

”یہ سہرا! طاہر بول رہا ہوں۔“ — بلیک زیرو نے کہا۔
 ”یہ عمران کہاں چلا گیا ہے؟“ — سلطان نے پچھاڑ کھانے والے بلجے میں کہا۔

”وہ انھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ شاید سوچ رہے ہیں۔“ — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”کیا سوچ رہا ہے؟“ — سلطان کے بلجے میں حیرت تھی۔

”اب یہ تو مجھے معلوم نہیں جناب۔“ — بلیک زیرو نے تڑپی خشک سے اپنی ہنسی کو روکتے ہوئے جواب دیا۔

”سیپور اسے دو۔ اس نے اب ضرورت سے زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔“ — سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی اور

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سیپور عمران کی طرف بڑھادیا۔

”آپ برائے نہ رہا بی ایک گھنٹے بعد کال کریں۔ میں سوچ میں مصروف

ہوں۔“ — عمران نے بڑے سنجیدہ بلجے میں کہا۔

میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”تو آپ کا مطلب ہے کہ سردار ڈنا شیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔“ — بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر وہ بڑھاپے میں شیم کے چکر میں پڑ جائیں تو نہیں کون بچھائے۔ کم از کم بوڑھوں کو تو ایسے کام نہیں کرنے چاہئیں جن کا نتیجہ شیم نکلے۔“ — عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنسنے پڑا۔

”مقصود یہ ہوا کہ آپ ڈنا شیم سردار کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔“ — بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”خدا تمہارا بھلا کرے۔ بس اس دنیا میں تم ہی رہ گئے ہو جو مقصد سمجھ جاتے ہو ورنہ تو اس سے مطلب ہی پوچھتے رہ جاتے ہیں۔“

عمران نے کہا اور بلیک ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنسنے پڑا۔

اُسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بٹھا کر ریسپور اٹھالیا۔

”ایکسٹو۔“ — عمران نے قصوص بلجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے اس سے بات کرو۔“ — سلطان کی آواز سنائی دی۔

”اسے اسے اب بھی شاید شیم کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں اپنی عمر دیکھیں۔“ — عمران نے اس بار اپنے اصل بلجے

میں کہا۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟“ — سلطان نے انتہائی جگڑے

”کیا جو اس ہے عمران۔ تمہیں اگر اپنا نہیں تو دوسروں کے وقت کا تو خیال کرنا چاہیے۔“ سرسلطان نے جملہ سے ہوتے بلجے میں کہا۔
 ”آپ ہی خود حکم دیتے ہیں کہ سوچ کر بات کیا کرو اور پھر سوچنے بھی نہیں دیتے میں سوچ رہا تھا کہ پاکشیا کا سروے کراؤں شاید یہاں سے کوئی ٹاشیم کی کان نظر آجائے جسے سردار کے حوالے کر کے اپنی جان چھڑوا لوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہو بہنہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سردار سے مل چکے ہو۔ سو دوسرے ایر جی جی رپورٹ صدر مملکت کو بھیجی ہے کہ اگر انہیں ٹاشیم کی خاصی بڑی مقدار مل جائے تو وہ پاکشیا کو خلائی سائنس میں باقی دنیا کے مقابل لاسکتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ نواب شان الدولہ کو اس علاقے کا علم ہے جہاں سے ٹاشیم کی مقدار میں مل سکتی ہے۔ اس رپورٹ کے بعد جب صدر مملکت نے وزیر اعظم صاحب سے مشورہ کیا تو وزیر اعظم نے انہیں بتایا کہ وہ اس سلسلہ میں ایجنٹ کو بتا چکے ہیں چنانچہ اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ نواب شان الدولہ کا کیمبرجسٹو کو ٹرانسفر کر دیا جائے تاکہ خبرموں کو بچرٹنے کے ساتھ ساتھ وہ ملک کے لئے ٹاشیم بھی حاصل کر سکے۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا۔“

سرسلطان نے نیز تیز بلجے میں کہا۔
 ”سوری۔ سرسلطان۔ نواب شان الدولہ کا کیس سیکرٹ سروس کی لائن کا نہیں ہے یہ پولیس یا زیادہ سے زیادہ ایٹمی جنس کا کام ہے۔ باقی رہا ٹاشیم کا حصول۔ تو جب خبرم پکڑے جائیں گے تو ان سے ہی معلوم ہو سکے گا کہ ٹاشیم کہاں پائی جاتی ہے کم از کم دانش منزل نے

اس کا وہود نہیں ہے۔ اس لئے میں اس کیس پر کام نہیں کر سکتا۔“ عمران نے یکنخت سپاٹ بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹشیک ہے۔ میں صدر صاحب کو تمہارا پیغام صے دیتا ہوں۔“ سرسلطان نے بھی تشک بلجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی لابلہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ریسپونڈر دکھ دیا۔
 ”نواب دافنی اس کیس پر کام نہیں کریں گے۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے بلجے میں کہا۔
 ”یار اتنی جلدی مان مائیں تو پھر تمہاری اہمیت کیسے بنے گی یہ نیابات ہونی کہ ٹیلیفون اٹھایا اور ایجنٹ کو حکم دے دیا کہ یہ کرو وہ نہ کرو۔“ عمران نے مزینا تے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔
 ”نواب کا خیال ہے کہ اب سرسلطان منت کریں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”سرسلطان۔ نہیں جناب صدر صاحب۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے ملک کے صدر پاکشیا کو سائنسی طور پر کس بندی پر دیکھنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلایا۔
 ”میں ذرا لاتبریری میں جا رہا ہوں صدر صاحب کا فون تمہے تو ذرا رعب داب سے کام لینا۔ جلدی نہ مان جانا۔“ عمران نے کہا۔
 ”اور پھر اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختف راداروں سے گزر کر وہ دانش منزل کی شاندار لاتبریری میں داخل ہوا۔ عمران نے اس لاتبریری کے قیام میں بے پناہ محنت بھی کی تھی اور سرمایہ بھی خرچ کیا تھا۔ اس نے میز پر بیٹھ کر ٹیلیفون لیمپ جلایا اور سائبرٹیل پر پڑے

”ہیں اتنی جلدی بھی نہیں مانا۔“ بلیک زید نے کہا اور عمران مسکراتا رہا۔

”اب تک تو فان لینڈ کے بارے میں مجھے تفصیلاً علم نہ تھا لیکن اب میں نے جو کچھ پڑھ لیا اس لحاظ سے تو فان لینڈ انتہائی خطرناک علاقہ ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پہلے ہمیں وہ نقشہ حاصل کرنا ہے جو نواب شان الدولہ کی ڈائری میں بنا ہوا تھا۔ اس کے بغیر ہم ٹائم تک کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے بعد ہی آگے کا پروگرام بنایا جاسکتا ہے۔“ عمران نے اس بات پر بخیرہ لہجے میں کہا۔

”وہ نقشہ تو لازماً لارڈ ڈراسن کے پاس پہنچ چکا ہوگا۔“ بلیک زید نے کہا۔

”ہاں اس نقشے کے بغیر ہم فان لینڈ میں جا کر کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔“ عمران نے کہا اور پھر بیفون اپنی طرف کبھکا کہ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ٹام جم زید ایک کارپوریشن۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کاروباری آواز سنائی دی۔

”ٹام جم سے بات کرنا اُسے کہو کہ پاکیشیا سے کال ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر۔ بولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس ٹام جم سپیکنگ۔“ جنٹلمن بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹ۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

ہوئے کمپیوٹر کو آن کر کے اُس نے اُسے فان لینڈ کے بارے میں لائبریری میں موجود کتابیں اور نقشے وغیرہ میز تک پہنچانے کے احکامات دے دیئے۔ لائبریری کو اس نے کمپیوٹر مان کیا ہوا تھا تاکہ کتابیں نکالنے اور واپس رکھنے اور انہیں تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ وہ کمپیوٹر کو صرف موضوع بتا دیتا اور پھر اس موضوع پر لائبریری میں جتنی کتابیں بھی ہوتیں کمپیوٹر خود انہیں تلاش کر کے لائن تک کے ذریعے میز تک پہنچا دیتا تھا اور ان کتابوں کی واپسی بھی لائن تک کے ذریعے خود بخود ہو جاتی تھی۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں میز پر چار کتابیں پہنچ گئیں۔ ان کے ساتھ دو بڑے بڑے نقشے بھی موجود تھے۔ عمران نے کتابیں اٹھا کر دیکھیں اور پھر ایک کتاب کھول کر اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جب وہ کتابوں اور نقشوں کو بچھنے سے فارغ ہوا تو اُس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتابیں اور نقشے واپس لائن تک میں رکھے اور ان کی واپسی کا بین دکا کروہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں تنک بڑھ گئی تھی۔

”آپ کی بات درست نکلی عمران صاحب! صدر صاحب نے خود فون کیا اور وہ ناشیم کی پاکیشیا کے لئے ضرورت پر زور دیتے رہے اور مجھے قائل کرتے رہے کہ میں اسے ملک کے مفاد کے لئے ضرور حاصل کروں چنانچہ میں نے حافی جبرلی۔“ بلیک زید نے کہا۔

”جلدی تو نہ مان گئے تھے۔ بڑا جان بوکھوں کا کام ہے یہ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تک ہی غم و در رہتے ہیں۔ ورنہ تو شاید پورے ایک مہینہ پر ان کا راج ہوتا۔
 — ٹام جم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”لارڈ ڈراسن کے متعلق تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے جوت کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”بناب۔ نارگوئے کا بہت بڑا جاگیردار ہے۔ بذات خود غامض تعلیم یافتہ آدمی ہے اور نارگوئے کے اعلیٰ ترین محفلوں میں اہمیت پڑتا ہے۔ بہترین شکاری بھی ہے اور سیاست کا بھی شوقین ہے۔ انتہائی عیاش بھی سمجھا جاتا ہے۔ نارگوئے کے دارالحکومت کے شمال حصے میں اس کا بہت بڑا محل ہے۔ جسے لارڈ ڈراسن باؤس کہا جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ ٹام جم نے جواب دیا۔
 ”کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ آج کل لارڈ ڈراسن کی سرگرمیاں کیا ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”سرگرمیاں — یس سر! کوشش کر سکتا ہوں کیونکہ اس کی رپورٹ سیکورٹری ٹیکہ پہلے ناراک میں رہتی تھی اور میری خاص دوست رہ چکی ہے پھر اس کی ملاقات لارڈ ڈراسن سے ہوئی تو وہ اس کے ساتھ نارگوئے چلی گئی۔ دو ہفتے پہلے میری اس سے ملاقات ہوئی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ وہ لارڈ ڈراسن کی ناک بالین بھی ہے ویلے اس جیک کی شہرت یہاں ناراک میں بھی اچھی نہ تھی وہ اعلیٰ جبرائیمہ علاقے میں اہمیتی پڑتی تھی۔“ ٹام جم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے تم معلومات حاصل کرو اور مجھے رپورٹ دو۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ یس سر۔ ایک سیکنڈ۔“ دوسری طرف سے لوکلانے ہوئے انداز میں جواب دیا گیا اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز ابھری۔
 ”یس سر۔ اب لائن آف ہوگئی ہے فرمائیے۔“ ٹام جم کی موبائیز آواز سنائی دی۔ غلابہ اس نے آپریٹر کا سلسلہ آف کر دیا تھا۔
 ”نارگوئے کے کسی لارڈ ڈراسن کو جانتے ہو؟“ عمران نے ایکٹو کے بجائے یہ پوچھا۔ ٹام جم ایک مہینہ مخمومہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کئی فارن ایجنٹوں میں سے ایک تھا۔
 ”لارڈ ڈراسن — نارگوئے — اوہ یس سر جانتا ہوں۔ سر وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ نارگوئے میں کئی جوئے خانے اور کلب اس کی ملکیت ہیں۔ پیرفائٹرز کی وجہ سے وہ نارگوئے کا بے تلج بادشاہ کہلاتا ہے۔“ ٹام جم نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پیرفائٹرز۔ یہ کون ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”سر! لارڈ ڈراسن نے اپنی ماتحتی میں پورا گروہ رکھا ہوا ہے۔ اور یہی لوگ ہیں اس کے گروہ میں۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت پیرفائٹرز کی ہے۔ یہ چار بھائی ہیں۔ چاروں دیو قامت، سروس سے گنے، انتہائی فزلا دی جسم رکھنے والے ہیں۔ خوفناک حد تک ظالم، وحشی اور دہندہ ہیں۔ بہترین نشانے باز، انتہائی ماہر لڑاکے اور بے پناہ طاقتور ہیں۔ اس لئے انہیں پیرفائٹرز کہا جاتا ہے۔ ان کی دہشت پورے نارگوئے پر چھائی ہوئی ہے۔ لارڈ ڈراسن کی سرگرمیاں چونکہ نارگوئے تک ہی غم و در رہتی ہیں۔ اس لئے یہ پیرفائٹرز بھی نارگوئے

”سر! اس کے لئے مجھے نارگوئے جانا ہوگا اس لئے ایک دو روز لگ سکتے ہیں“ — ٹام جم نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں لیکن سنو۔ موجودہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تم نے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ لارڈ ڈراسن نے کئی گروپ کو پائیشیا بھی بھیجا تھا یا نہیں اور اگر بھیجا تھا تو وہ کون سا گروپ تھا اور وہ یہاں پائیشیا سے کیا لے کر گیا ہے“ — عمران نے کہا۔

”پائیشیا اور لارڈ ڈراسن کا گروپ سر پائیشیا سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے“ — ٹام جم نے حیرت بھرے دلچسپی میں کہا۔

”ہاں! بہتیں تنوڑی سی تفصیل بتانی جا سکتی ہے تاکہ تم صحیح معلومات

حاصل کر سکو“ — عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر نواب شان الدولہ کی لارڈ ڈراسن سے ملاقات اور پھر لارڈ ڈراسن کی فون پر دھمکی کے بعد وہاں شان الدولہ پر ہونے والے حملے کے متعلق اُسے بتا دیا۔

”اوہ سر۔ ٹھیک ہے۔ اب میں ضرور معلومات حاصل کر لوں گا“ — ٹام جم نے جواب دیا۔

”اوکے“ — عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے بلکہ زبرد، کہ یہ حملہ لارڈ ڈراسن کی طرف سے نہ ہوا ہو بلکہ کوئی اور پارٹی ہو اور ہم اس کا ل کی وجہ سے لارڈ ڈراسن کے نتیجے میں بھاگتے رہ جائیں“ — عمران نے ریسور رکھتے ہوئے کہا اور بلکہ زبرد نے سر ہلا دیا۔

جیک نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور اس کی چٹینی لگا کر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھی۔ لارڈ ڈراسن ہاؤس میں یہ اس کا ذاتی کمرہ تھا۔ الماری کے پٹ کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ٹرانسپیرینڈنٹ لٹا دیا اور الماری بند کر کے وہ ٹھیک بائوڈروم میں داخل ہو گئی اس نے واش بیسن کا پانی پوری مقدار میں کھول دیا اور اس کے بعد اس نے ٹرانسپیرینڈنٹ دبا دیا اور اسٹیشن منتخب کرنے والی تاب کو تیزی سے گھما کر شروع کر دیا۔ مختلف آوازیں ٹرانسپیرینڈنٹ سے نکلتی گئیں۔ پھر ایک جگہ بیسے ہی سوئی پہنچی وہاں سے موسیقی کی تیز آواز ابھری اور جی نے ہاتھ روک دیا۔ وہ چند لمحے خاموشی سے یہ موسیقی سنتی رہی پھر اس نے ٹرانسپیرینڈنٹ کے عقب میں موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی، موسیقی کی آواز یکجہت گنگی اور ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے سمندر میں طوفان آیا ہوا ہو۔ آوازیں تیز ہوتے ہوئے کچھت ایک جہا کے کی آواز کے ساتھ

تارک آجائو۔ یہاں تمہارے لئے بہت سے کام موجود ہیں اور۔۔۔
ٹی ون نے کہا۔

”باس! میں نے آپ کو ایک اور مسئلے پر کال کیا ہے۔ انتہائی اہم اطلاع ہے اور۔۔۔“ جیکی نے کہا۔

”اچھا کیا اطلاع ہے اور۔۔۔“ ٹی ون نے پوچھا اور جواب میں، جیکی نے نواب شان الدولہ سے ملاقات کے لیے اس کے نقشے کے حصول تک ساری بات بتادی اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ اب لارڈ ڈراسن کزنل راک ہیڈ کے ساتھ مل کر فنان لینڈ جانے کے انتظامات کر رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک آدھ دن تک وہ روانہ ہو جائیں گے۔

”اوہ۔۔۔ اوہ یہ تو انتہائی اہم ترین اطلاع ہے۔“ ٹاشیم کی سب سے زیادہ ضرورت تو یہیں ہے۔ فنان لینڈ روسیہ کی سرحد پر ہے۔ ہم آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تم وہ نقشہ حاصل کرو اور۔۔۔“ ٹی ون نے انتہائی تیز بلجے میں کہا۔

”نقشہ کشی فولو کاپی تو میں نے پہلے ہی حاصل کر لی ہے باس! اور۔۔۔“ جیکی نے کہا۔

”اوہ ویری گڈ جیکی ویری گڈ۔ بس تم نقشے سمیت فوراً واپس آ جاؤ تاکہ میں اعلیٰ حکام سے بات کر کے فنان لینڈ میں جانے کے لئے خصوصی مشن کا انتظام کر لوں اور۔۔۔“ ٹی ون نے مسرت بھرے بلجے میں کہا۔

”باس! میں نے ایک اور پلان سوچا ہے۔ میں لارڈ ڈراسن کے

بند ہو گئیں۔
”ہیلو سیلو ٹی فور کا لنک اور۔۔۔“ خاموشی چلاتے ہی جیکی نے بدلی ہوئی کواز میں کہا۔

”یس ٹی دن اسپیکنگ اور۔۔۔“ ڈائریکٹر نے ایک بھاری آواز اُبھری۔

”باس! اتفاق سے ایک اہم ترین بات کا پتہ چلا ہے اور۔۔۔“ جیکی نے اس بار مودبانہ بلجے میں کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ ڈراسن راہ پر کیا ہے یا نہیں، کا فی عرصہ ہو گیا ہے تمہیں اس کے ساتھ رہتے ہوئے اور۔۔۔“ دوسری طرف سے سخت بلجے میں پوچھا گیا۔

”باس! میں نے اُسے اچھی طرح ٹھولا ہے۔ وہ ہماری لائن کا آدمی نہیں ہے۔ اس کا ذہن اور طبیعت ایسی نہیں ہے کہ وہ کسی ملک کے لئے ایجنٹ کا کام کر سکے اور۔۔۔“ جیکی نے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔ پھر تم وہاں وقت کیوں ضائع کر رہی ہو۔ ہتھکڑی ہی رپورٹ تھی کہ لارڈ ڈراسن ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے اور۔۔۔“ ٹی ون نے کڑخت بلجے میں کہا۔

”یس باس! اس کا اثر دوسروں پر ایسا ہی تھا اور وہ جرائم کی طرف بھی مائل تھا، لیکن اُسے قریب سے دیکھنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بس مقامی سطح تک جرائم کا دلدادہ ہے۔ اس سے زیادہ اس کی ذہنی اپدروغ نہیں ہے اور۔۔۔“ جیکی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر اس پر مزید وقت ضائع مت کرو اور واپس

نے ٹرانسٹر کا عقبی ٹین آف کیا اور ایک بار پھر ٹرانسٹر سے وہی تیز موسیقی ابھر لگی۔ جیسی
نے نابگھا کر سوتی وہاں سے کافی دور بٹائی اور پھر ٹرانسٹر آف کر کے اس کے آگے الماری
میں واپس اس کی جگہ پر رکھا۔ اور ابھی وہ الماری کے پریٹ بند ہی کر رہی تھی
کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جیسی بڑی طرح چونک پڑی۔
”کون ہے؟“ — جیسی نے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے
ہوئے اونچی آواز میں پوچھا۔

”بٹلر ہوں مادام“ — باہر سے ایک موڈ بانڈ آواز سنائی دی اور جیسی
نے سر ہلاتے ہوئے تجنی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔

”یہ صاحب ناراک سے تشریف لائے ہیں اور استقبالیہ میں آپ
کے منتظر ہیں“ — باہر کھڑے باوردی بٹلر نے ایک خوبصورت
پلیٹ میں رکھا ہوا کارڈ پلیٹ سمیت جیسی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
”اوہ“ — جیسی ناراک کا نام سن کر چونکی۔ اور اس نے پلیٹ میں
رکھا ہوا کارڈ اٹھا لیا۔

”نام جم“ اوہ۔ اچھا میں آ رہی ہوں“ — جیسی نے چونک کر کہا اور
بیکر سلام کر کے واپس دوڑ گیا۔

”یہ نام جم کہاں سے ہوگا اس وقت“ — جیسی نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا اور پھر وہ باغ رووم کی طرف مڑ گئی۔ اُس نے بال سیٹنگ کے
میک آپ کی ففٹنگ درست کی اور پھر باغ رووم سے نکل کر کمرے میں
آئی اور تیز قدم اٹھائی کمرے کے دروازے سے نکل کر استقبالیہ
کی طرف بڑھ گئی۔

”ہیلو نام جم“ — استقبالیہ میں داخل ہوتے ہی جیسی نے مکتاتے ہوئے کہا

ساتھ فان لینڈ چلی جاؤں۔ آپ کسی کو بھیج کر وہ نقشہ مجھ سے منگوائیں اور مجھے
اکس دن تھری دن سپیشل ٹرانسٹر بھیجا دیں۔ میں اس ٹرانسٹر پر آپ کو ان
لوگوں کی سرگرمیوں سے مطلع کرتی رہوں گی۔ کیونکہ وہ نقشہ بے حد پیچیدہ بھی ہے
اور مشکل بھی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے اچانک غائب ہوجانے سے یہ
لوگ چونک پڑیں گے اور ظاہر ہے انہوں نے مجھے تلاش کر لیں گے۔ اور
آپ جانتے ہیں کہ ایک ریٹین ایجنٹ مجھے جانتے ہیں۔ اس طرح جو کتاب ہے کہ
ایک ریٹین ایجنٹ کسی سرائے پر لگ جاتی ہیں اور انہیں بھی اس سارے مشن کا
علم ہو جاتے — پھر ہمارے لئے بے حد مشکل ہو جاتے گی۔ اور“ —
جیسی نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے ٹی ڈور۔ میں ابھی ٹی سکیٹین کو تمہارے
پاس بھیج دیتا ہوں۔ وہ تم سے نقشے کی کاپی لے لے گا اور تمہیں سپیشل ٹرانسٹر
دے دے گا۔ اس کے بعد تم ہمیں مطلع کرتے رہنا اور تمہاری اطلاع
کے مطابق ہمارا خصوصی گروپ کام کرتا رہے گا۔ اس کے بعد
جیسے ہی یہ لوگ ٹاشم کی کانوں تک پہنچیں گے۔ ہم ان پر چھاپہ ماریں
گے اور ان کا خاتمہ کر کے سب کچھ حاصل کر لیں گے اور“ — ٹی ڈور
نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے ہاں! — آپ ٹی سکیٹین کو اب سے تین گھنٹے بعد
ناراکوٹے کے ہوائی ابرو میں بھیج دیں۔ وہاں میری منزل کے کمرہ نمبر بارہ ہیں۔
پہنچ جاتے۔ میں اسے وہیں ملوں گی۔ اور“ — جیسی نے کہا۔
”ٹھیک ہے وہ پہنچ جائیگا۔ اور اینڈ آف“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی دوبارہ ہمندردی طوفان جیسا شور ٹرانسٹر سے نکلنے لگا۔ جیسی

”بیوقوفی تم تو پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو“ — سوئے پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے ترننگے خوبصورت ایکڑی نوجوان نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تھینک یو۔ آج ادرح کیسے بھول پڑے“ — جیکی نے اس سے مصافحہ کر کے اس کے ساتھ ہی سوئے پر بیٹھے ہوئے کہا۔ ٹام جم کے سامنے میز پر مشروب کا خالی گلاس موجود تھا اس کا مطلب تھا کہ ٹام اس کی خدمت پہلے ہی کر چکا تھا۔

”بس بیٹھے بیٹھے تمہاری یاد نے تنگ کیا تو میں تم سے ملنے چل پڑا“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ تھینک یو۔ تم کس پر آئے ہو۔ اپنی کار پر یا میچی پر“ — جیکی نے گھڑی دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کار پر آیا ہوں۔ کیوں؟“ — ٹام جم نے چونک کر پوچھا۔

”تو پھر آؤ۔ میں نے نارگوئے جانا ہے۔ راستے میں باتیں کرتے رہنا گئے۔“ جیکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹام جم سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹام جم کی خوبصورت اور نئے ماڈل کی کار میں بیٹھی لارڈ ڈرائس باؤس سے باہر آ گئی۔

”اے جیکل کیا ہو رہا ہے۔ تم تو یہاں آ کر خود دی ہو گئی ہو۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم میسی سوشل لڑکی دیکھ دن یہاں رہ سکتی ہے“ —

ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس میں مشینی لائف سے بڑی طرح الگ ہو گئی تھی۔ یہاں بے سکون کا احساس ہو رہا ہے اس لئے ابھی یہاں ہوں جب یہاں سے

ٹام جم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لارڈ ڈرائس نے یقیناً تم میرے کی قدر کی ہو گی“ — ٹام جم نے ہنستے ہوئے کہا اور جیکی بھی ہلکے ہلکے ہنس پڑی۔

”خدا ہرے ہرے کی قدر جو ہری ہی کر سکتا ہے اور لارڈ ڈرائس بہت مہاجر ہری ہے“ — جیکی نے بڑے لمبے باک لمبے میں کہا اور ٹام جم ہنسنے مار کر ہنس پڑا۔

”لارڈ ڈرائس سے بھی بڑے میرے شناسی جو ہری ناراک میں موجود ہے“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکی حیرت سے ٹام جم کی طرف دیکھنے لگی۔

”اچھا تو کوئی آفر لے کر آئے ہو“ — جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں جیکی میرے کی صرف قدر کی جاسکتی ہے اُس کی قیمت نہیں پکائی جاسکتی یہ بددقتی ہے“ — ٹام جم نے کہا اور جیکی ہنسنے مار کر ہنس پڑی۔

”بس باتیں ہی کرنی آتی ہیں تم میرے جو ہریوں کو جب کہ لارڈ ڈرائس نے تم کو کتاب سے اور قدر زیادہ کتاب سے“ — جیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹام جم ہنس پڑا۔

”لیکن لارڈ ڈرائس کو تشکارتی آدمی ہے۔ میرا سیاحت کرنے والا ہے۔ خدا ہرے گومنا رہتا ہو گا۔ تم اس کے ساتھ جاتی ہو یا یہیں باؤس پڑی رہتی ہو اُس کا انتظار کرتے ہوئے“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نے کہا۔

”اوہ - اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو میری قسمت ہی خراب نکلی۔ کیا تم رُک نہیں سکتیں“ — ٹام جم نے انوس بھر سے بلجے میں کہا۔

”ہیں میرا رکنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اس جہم پر لارڈ ڈراگن اپنے پورے یورپ کو لے جا رہا ہے۔ لیٹا نکلا ہے۔“ — بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کوئی شکارتی جہم لگتی ہے۔ میں نے وہاں کرنل راک بیڈ کو بھی دیکھا تھا۔ وہ بھی شاید ساتھ جا رہا ہے۔“ — ٹام جم نے کہا۔

”ہاں وہ بھی ساتھ جا رہا ہے۔ لارڈ ڈراگن نے اُسے خاص طور پر جوڈیا ہے۔“ — بیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اس کا تو مطلب ہے کہ دو تین ہفتے سے بھی زیادہ لگ سکتے ہیں۔ کرنل تو بہت بڑا شکارتی ہے کسی لمبی جہم پر ہی جائے گا۔“ — ٹام جم نے کہا۔

’ہاں - ایسا ہی سمجھو۔ بڑے خطرناک اور خوفناک علاقے میں جا رہے ہیں ہم۔ فان لینڈ کا نام سُنا ہے کبھی“ — بیکی نے فور سے ٹام جم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل شک پرانگ تھا کہ ٹام جم کسی خاص مقصد سے آیا ہے۔ اس نے وہ اپنی طرف سے فان لینڈ کا نام لے کر اس کے چہرے کے تاثرات پر شک کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ٹام جم کی بعض مہرگیاں دیکھ کر جبکی کو ککڑیہ شک گزرا تھا کہ ٹام جم کسی غیر ملکی حکومت کا رجنٹ ہے لیکن چونکہ کبھی کوئی واضح بات سامنے نہ آئی تھی اس لئے معاملہ صرف شک تک ہی رہ گیا تھا۔

”فان لینڈ — وہ کون سی جگہ ہے میں تو یہ نام ہی پہلی بار سُن رہا ہوں“

”کبھی ساتھ بھی چلی جاتی ہوں اور کبھی پیچھے بھی رہ جاتی ہوں لیکن تم لوگوں کیا چاہتے ہو مکمل کر بات کرو“ — بیکی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”اے تم تو سنیوہ ہو گئیں میں تو بس ویسے ہی گپ شپ لگاتے گیا تھا ورنہ اور کوئی مقصد نہ تھا۔“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”میں کبھی نہیں مان سکتی کہ تم ناراک میں اپنا اتنا بڑا بزنس چھوڑ کر صرف شپ کرنے یہاں آئے ہو گے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تمہارے ذہن میں کوئی نہ کوئی مقصد ہوگا۔“ — بیکی نے سر ہلاتے ہوئے ”گریٹ پیس پیادوں تو یقین کر دو گی“ — ٹام جم نے اُسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہ یقین کروں گی“ — بیکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”میں بھی بس کاروبار کی لہجوں سے گھر کر اوسر آ گیا تھا۔ میں نے سوچا تو ٹنگ بھی ہو جائے گی اور جبکی جیسی خوبصورت لڑکی کی کمپنی بھی مل گی۔“ — ٹام جم نے کہا اور جبکی اس بار مکھلا کر ہنس پڑی۔
”اچھا مقصد تو سامنے آیا — لیکن ٹام جم ویری سواری میں تو آج۔ مصروف ہوں۔“ — بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں میں آج ناگرو سے کسے کسی ہوٹل میں رہ لوں گا۔ دفتر سے ایک ہفتے کی چٹی لے کر آیا ہوں کل سہی“ — ٹام جم سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹام جم تمہاری کمپنی کو ضرور میں انجوائے کرتی لیکن ویری سوڈ تم بڑے غلط موقع پر آئے ہو۔ میں کل لارڈ ڈراگن کے ساتھ لہی؟ رہی ہوں نہاں ہو سکتا ہے مجھے دو تین ہفتے لگ جائیں۔“ —

”تو تمہارا خیال ہے ہم یہاں سے کارول پر جائیں گے۔ یہ بات نہیں، ورڈ ڈرائس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ اس نے دو ٹرائسپورٹ اور چار گینٹس بیل کا پڑوں کا بندوبست کر لیا ہے۔ اس نے ہم تیسرے روز وہاں پہنچ جائیں گے۔“ بیجکی نے کہا اور ٹام جم نے اس طرح سر ہلایا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی بے حد دلچسپ ہم ہوگی کاش میں بھی تمہارے ساتھ جانا۔ بہر حال ویش یو گڈ لک“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیجکی نے سر ہلادیا۔ اب وہ مارا گونے کے دارالحکومت کی حدود میں داخل ہو رہے تھے۔

”اے ایسی بھی کیا بلدی۔ ہوٹل، لبرٹو، میٹرو وہاں میٹرو کچھ دیر ہمیں گے پھر چلے جانا۔“ بیجکی نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹام جم نے سر ہلادیا۔ اور متوڑی دیر بعد اس نے کار ہوٹل لبرٹو کے شمار کپاؤنڈریٹ میں موڑ دی۔

”خیر نہیں اتار دو اور تم گاڑی پارک کر کے آ جاؤ میں ہال میں تمہارا انتظار کروں گی۔“ بیجکی نے کہا اور ٹام جم نے سر ہلاتے ہوئے کار پورچی کے سامنے روکی۔ جبکی بیچنے اتر گئی تو وہ کار پارکنگ کی طرف بڑھالے گیا۔ اس کے بول پر پہلی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ اپنے مقصد میں قلعہ کامیاب رہا تھا اور اُسے امید تھی کہ پینے پلانے کے دوران وہ اس نقشے کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ بیجکی سے اگھوا لیے گا۔

ٹام جم نے تیرت بھر سے ہلچے میں کہا۔
 ”فان لینڈ ایزن کے جنگلات کو اس کر کے اُتارا ہے۔ سنا ہے بلانڈون علاقہ ہے اور وہاں پر سب سے زیادہ کثرت سے ملے ہیں اور اس بار ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہاں سے سنہری ریچھوں کی اتنی کھالیں لائیں گے کہ دُنیا حیران رہ جائے گی۔“ بیجکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے ٹام جم کے پیرے کے تاثرات دیکھ کر یقین آگیا تھا کہ اُسے فان لینڈ کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔

”یہ تو بڑی خطرناک باتیں کر رہی ہو۔ جھوٹو بیجکی کیا ضرورت ہے اس قدر خطرات میں پڑنے کی۔ لارڈ ڈرائس اور کنٹرل راک ہیڈ تو شکاری ہیں تم خواہ مخواہ ماری جاؤ گی اور تمہارے مرنے کا سب سے زیادہ انوکھے ہو گا۔“ ٹام جم نے اُسے متوڑہ دیتے ہوئے کہا اور بیجکی اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تم واقعی ناراک کے سیدھے سادھے اور محولے بھالے کاروباری آدمی ہو۔ اس قدر خوفناک علاقے میں صرف تین افراد متوڑا جا رہے ہیں پُر فائبر نہ ہمارے ساتھ ہوں گے اور تم جانتے ہو وہ کیسے لوگ ہیں ان کے ساتھ رہتے ہوئے خطرات تو قریب بچھک ہی نہیں سکتے۔ اس کے علاوہ بھی کافی لوگ ہوں گے پوری شہر کی ہم ہے۔“ بیجکی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ لیکن ایزن کے جنگلات تو یہاں سے بہت دور ہیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے بھی دو تین ہفتے لگ جائیں گے جب کہ تم دو تین ہفتوں میں واپسی کی بات کر رہی ہو۔“ ٹام جم نے کہا۔

جوزف نے آنکھیں پیدلاتے ہوئے پوچھا۔

”تو ادھر کیا اس کا اپنا خرچہ ہی کیا ہے۔ سگریٹ وہ نہیں پیتا، شراب وہ نہیں پیتا، پان وہ نہیں کھاتا، کوئی مشروب پیتے میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ پسینے کا اُسے شوق نہیں۔ وہی اینڈ ماسٹروں بیسا لباس چڑھائے رکھتا ہے۔ جیب میں کبھی اس کے رقم نظر نہیں آتی۔ کھانے سے وہ بچا کرتا ہے۔ سیماں دھارے کر گزارہ کر رہا ہے اور اب ادھر والے اُسے غنڈوں سے پٹوانے کی دھمکی دیتے ہیں اور تمہیں شرم نہیں آتی، روڈ کی چھ توئیں پی جاتے ہو۔ تمہیں پتر ہے اس زمانے میں ایک بوتل کتنے کی آتی ہے۔ اگر ماسٹر نہیں یوں تو کم از کم تمہیں شرم کرنی چاہیے۔“ جوانا واقعی بری طرح پھرا ہوا تھا اور جوزف جو پہلے تفصیلی نظروں سے جوانا کو دیکھ رہا تھا، یکجہت متعجبہ مار کر رہ گیا۔

”تو رقم نے باس پر نرم کھا کر میرے ہاتھوں سے بوتل پین پی ہے۔“

جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”رہم میں نے کیا کھانا ہے۔ میں تو تمہیں شرم دلانا چاہوں۔ آج میں ماسٹر کے فلیٹ گیا تھا۔ بڑے دن ہو گئے تھے اس سے ملے ہوئے۔ لیکن پیسے ہی میں دروازے کے پاس پہنچا باس کی اونچی آواز سنائی دی۔ وہ بڑے منت بھر سے باہر میں بات کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ سن کر وہیں رک گیا پھر مجھے پتر چلا کر باس اپنے باپ سے بات کر رہا ہے اس لئے کسی رنجن جزل سٹور والے کے پچاس ہزار روپے دینے تھے جو سیماں گزارہ کرنے کے لئے ادھار سامان لے کر آتا رہا ہے اور وہ رنجن جزل سٹور والے نے ماسٹر کو دھمکی دی تھی کہ اگر شام تک رقم نہ ملی تو وہ غنڈوں سے پٹوائے گا۔ میرا خون کھول اٹھا

”تمہیں سوائے شراب پینے کے اور کوئی کام بھی ہے جس وقت دیکھو تمہارے منہ سے بوتل لگی ہوتی ہے۔“ جوانا نے جوزف کے ہاتھ سے بوتل پھینٹتے ہوئے انتہائی محنت لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ اب تمہاری یہ جرات کہ تم جوزف دی گریٹ کے ہاتھوں سے بوتل پھین لو۔“ جوزف بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا سیاہ چہرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔

”خبردار! اب اگر تم نے میرے سامنے شراب پی تو گردن مروڑ کر رکھ دوں گا ماسٹر کو تمہارا کوڑھ پورا کرنے کے لئے تجھ سے کیا کیا پا پڑیلے پڑتے ہیں آج میں نے اُسے باپ کی مفتیس کرتے دیکھا ہے۔ معمولی سی رقم کے لئے جوانا نے آدمی بوتل دیوار سے مارتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”یعنی تمہارا مطلب ہے کہ باس میری شراب کی خاطر مفتیس کر رہا تھا۔“

”مہتر منیجر! میں علی عمران کا سیکرٹری جوزف بول رہا ہوں۔“

جوزف نے بڑے گھمبیر سے الجھے میں کہا۔

”اوہ مہتر جوزف! فرمائیے کوئی تیرے لائق خدمت۔“ منیجر

جوزف کا نام سنتے ہی ہنر تک پڑا۔

”مجھے بتائیے۔ علی عمران صاحب کے ذاتی اکاؤنٹ میں اس وقت

کتنا بیلنس ہے؟“ جوزف نے کہا۔

”عمران صاحب کا اکاؤنٹ۔ ایک منٹ۔“ دوسری طرف سے

منیجر نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز اُبھری۔

”مہتر جوزف! عمران صاحب کی بیلنس شیٹ میرے سامنے ہے

ان کے اکاؤنٹ میں آج سے ایک ہفتہ پہلے پچاس لاکھ پچیس ہزار روپے

تھے جن میں سے ان کے حکم کے مطابق پانچ لاکھ روپے ایمرمنی ہسپتال،

دو لاکھ روپے شان عظیم خانہ اور تیس بیس ہزار روپے پانچ مختلف افراد کے

پتوں پر ارسال کئے گئے ہیں اور حکم کے مطابق ان پر بھی عمران صاحب کا

نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اب اس وقت ان کے اکاؤنٹ میں بیالیس لاکھ پچیس

ہزار روپے موجود ہیں۔ اور کوئی حکم۔“ منیجر نے جواب دیا۔

”تھینک یو مہتر منیجر۔“ جوزف نے کہا اور ریسورس رکھ دیا۔

”اب بولو جو انا لیکھا واقعی سلیمان ادھار سامان لے آتا ہے اور جن

جنرل سٹور والا ادھار مانگ کر تنگ آچکا ہے۔“ جوزف

نے جیب سے نئی نوٹل نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ اوہ جب ماسٹر لاکھوں روپے اس طرح تقسیم کر دیتا ہے

تو پھر اُسے سر رحمان سے پچاس ہزار روپے مانگنے کے لئے اتنی فتنوں

میں واپس مڑا، اور پھر میں نے اس رحمن جنرل سٹور والے کو ڈھونڈنے کی

بے حد کوشش کی، اگر وہ مجھے مل جاتا تو میں نے آج اس کی ایک ایک

ہڈی توڑ ڈالتی تھی۔ اُس کی یہ جرات کہ ماسٹر کو دمکھلے سے لیکن وہ نائنس

مجھے ملا، ہی نہیں۔ میں نے بہت تلاش کیا اسے، پھر میں نے سوچا کہ مارکر

باس سے یا سلیمان سے پوچھوں لیکن واپس جب میں فلیٹ گیا تو فلیٹ

کو تالا لگا ہوا تھا۔ اس بھی غائب تھا اور سلیمان بھی۔ چنانچہ میں یہاں آگیا اور

یہاں تم مزے سے بیٹھے بوتلوں پر بوتلیں چٹھا رہے ہو۔“ جو انا کی

حالت واقعی قابل دید تھی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور پھر وہ

غصے کی شدت سے بڑی طرح تمھارا ہاتھ تھا۔

”مہتر جو انا! تم ابھی سنتے ہو جب کہ مجھے باس کے ساتھ رہتے ہوئے

مُدّت گزر گئی ہے۔ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔“ جوزف

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ جو انا کی باتیں سن کر ختم ہو گیا تھا وہ

اب واقعی جو انا کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

”میں تمہاری نسبت یا ضرور ہوں لیکن میری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں،

تمہاری طرح صرف شراب پینے کی حد تک مست نہیں رہتا ہوں۔“

جو انا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ادھر آؤ میرے ساتھ۔“ جوزف نے اس کا بازو پکڑا، اور اُسے

لے کر برآمدے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون

کا ریسیور اٹھایا اور پھر غبرگھمانے شروع کر دیئے۔

”لیس منیجر! شعل بنک مین برانچ۔“ دوسری طرف سے ایک

باوقار سی آواز سنائی دی۔

کی کیا ضرورت تھی۔“ جو انا کہے بغیر سے پر بلے پناہ حیرت ممتی بیٹے
اُسے اب اپنے آپ پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”جوانا! تم باس کو جانتے ہی نہیں۔ باس بے مدغیم آدمی ہے تمہارے
تصور سے بھی کہیں زیادہ عظیم ایسے تو جوزف دی گریٹ اس کے لوٹ چائے
کو اپنے لئے اعزاز نہیں سمجھتا۔ وہ بس کنگ آف لاڈز ہے۔ اس کا موڈ
آئے تو سر ہاک پر کھڑا ہو کر پھسک مانگنے سے بھی باز نہیں آئے گا۔ اس
لئے باس کے چوک میں مت پڑ کر دو۔ تمہیں ساری عمر وہ رمن جزل سٹور
نہیں ملے گا۔ اس کا وجود ہو گا تو لے گا بھی۔ وہ سیلوان بھی باس کے ساتھ رہ
رہ کر باس کی طرح ہو گیا ہے۔ مقتصد صرف سر جرنی سے رقم یعنی ممتی اوڑے
لی گئی۔ اب وہ پچاس ہزار روپے ایسے کسی ہسپتال، کسی تیم خانے یا کسی
ممتی آدمی کے پاس بغیر نام کے پہنچ جائیں گے۔“ جوزف نے
شراب کھا سا گھونٹ پیئے ہوئے بیڑے فخریہ انداز میں کہا۔

”اوہ واقعی میں ماسٹر کے پاس میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اس
نام کا کوئی جزل سٹور مجھے نظر نہیں آیا ورنہ جانتے آج میرے ہاتھوں کتنے
خون ہو جاتے۔“ جو انا نے پہلی بار سنا لے ہوئے کہا۔

”تم نے غوا غوا میری آدمی لوٹل خانہ کر دی۔“ جوزف نے
منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”ویسے جوزف! تم شراب پینا نہیں چھوڑ سکتے۔ دیکھو، میں ایک مریا میں
تم سے بھی زیادہ شراب پینا تھا لیکن اب بالکل نہیں پیتا۔ اور جب میں شراب
پیتا تھا تو یہی سمجھتا تھا کہ اگر میں نے شراب نہ لی تو میں مر جاؤں گا لیکن اب
شراب چھوڑ کر میں اپنے آپ کو پہلے سے کہیں بہتر محسوس کرتا ہوں۔“

جو انا نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اُسے باقاعدہ نصیحت کرتے ہوئے کہا۔
”تم تو ہمیں دسے کیونکہ تمہیں شراب پینا ہی نہ آتا تھا مگر میں مر جاؤں
گا لیکن میں شراب چھوڑ بھی سکتا ہوں، دوسرے فغفوں میں مر بھی سکتا ہوں۔
مگر اس محکمے سے۔ جس دن باس نے کہا جو زف شراب بند، بس اسی
لئے شراب بھی بند اور جوزف کا سانس بھی بند۔“ جوزف نے ایک
اورد بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور جو انا فقیہہ مار کر ہنس پڑا۔

ویسے جوزف! میں اب یہاں بستے بستے مرنے کی حد تک بول رہا ہوں
ہوں۔ نہ کوئی ایکٹیوٹی نہ ضرور دل نہ باقتدیر چلانے کا موقع ملتا ہے بس
مارا دن رانا دواؤں میں پڑے ایڈتے رہو۔ نہیں جوزف اب فوج سے
مزید یہ زندگی نہیں گزارا جاسکتی۔ میں آج گیا بھی ماسٹر سے فیصلہ کرنے تھا کہ
یا تو مجھے سیکیورٹی سروس میں شامل کرواؤں تاکہ کچھ تو ہاتھ پیر چلانے کا موقع
ملے یا پھر میں اپنے طور پر کام شروع کرنا ہوں۔“ جو انا نے منہ نہاتے
ہوئے کہا۔

”نعم نے اپنے طور پر جب بھی کام شروع کیا ہے نتیجہ کیا نکلا ہے پری
کہ ایک ہی روز میں دس بارہ آدمیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ دو چار کی گردنیں
لیکن حاصل کیا ہوا۔ کیا تمہارے نزدیک زندگی صرف بد معاشی اور غنڈہ گردی
کا نام ہے۔“ جوزف نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو پھر تم بتاؤ کیا ہونا چاہیئے۔“ جو انا نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ کیونکہ جوزف کی بات حدست ممتی۔ پاکیزہ یا آسنے سے پہلے وہ واقعی
بد معاشی اور غنڈہ گردی کو ہی زندگی سمجھتا تھا لیکن یہاں آسنے کے بعد اُسے
یہ سب کچھ بے حقیقت سا محسوس ہونے لگا تھا۔

”اچھا، تو تم اب بولنے بھی لگ گئے ہو۔ بہت خوب، مبارک ہو!“
 — عمران نے کہا اور جوانا کے جبر سے پرہیز کر کے بولکلاہٹ کا تاثر بھر آیا
 وہ عمران کے گھر سے طنز کو بولی سمجھ گیا تھا۔
 ”اوہ ماسٹر! میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں کو آپ سے درخواست کرنے
 لگا تھا کہ آپ کم از کم میرے لئے کوئی مستقل کام تجویز کریں، کوئی ایسا کام
 جس میں مجھے یہاں رانا باؤس میں بیٹھ کر سارا دن جمائیاں نہ لینی پڑیں۔“
 جوانا نے مخدر تبصرے سے الجھے میں کہا۔

”تم بھی چاہتے ہو کہ یہاں پاکشیا میں سب لوگ تمہارے سامنے بکتے
 رہیں اور تمہاری انا کو یکسین بتی رہے کہ تم نہ صرف طاقتور آدمی ہو بلکہ غائب
 کے لڑاکا بھی ہو تو پھر میری تجویز ہے کہ تم ہیرکننگ سیلون کو مل لو۔ بڑے
 سے بڑا طاقتور آدمی بھی تمہارے سامنے سر جھکنے پر مجبور ہو جائے گا۔“
 عمران نے کہا اور جوانا نے سختی سے ہونٹ بجھنے لئے۔ ایک بار پھر وہ
 عمران کا طنز سمجھ گیا تھا۔
 ”ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کہیں“ — جوانا نے ہونٹ کاٹتے
 ہوئے کہا اور ریسورٹ جوزف کی طرف بڑھا دیا۔

”اے اے اسے تم برا مان گئے۔ چلو ہیرکننگ سیلون نہ بھی تیل کی کشتی
 اٹھا کر ماش کرالو کی آوازیں لگاتے ہوئے شہر کے گشت پڑھل جاؤ۔ ہاتھ
 میر بھی مل جائیں گے اور کچھ آمدنی بھی ہو جائے گی۔“ عمران کی زبان
 چل رہی تھی لیکن جوانا ریسورٹ جوزف کے ہاتھ میں سے کپتہ قدم دور کر
 پر جا کر ٹیڈھ گیا تھا۔
 ”جوانا نے آپ کا مشورہ نہیں سنا باس!“ — جوزف نے

”اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں بڑھا کر اب پتہ رہتا۔“ جوزف نے جواب
 دیا اور جوانا ایک بار پھر ہنس پڑا۔
 اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا کوئی بات کرنا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔
 ٹیلیفون سننے کی ٹوٹی ہوئی چونچ جوزف کی تھی اس لئے وہ اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف
 بڑھ گیا۔
 ”ہیلو رانا باؤس“ — جوزف نے کہا۔

”کیا کبہ رہے ہو۔ رانا باؤس مل رہا ہے۔ اسے آج نئے تو نہیں ہو
 کیا تھیں۔“ — دوسری طرف سے عمران کی گھبراہٹ ہوئی سی آواز سنائی دی۔
 ”اوہ باس آپ — واقعی آپ کی عمر بے حد لمبی ہے۔ انجی میں اور
 جوانا آپ کے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے۔“ جوزف نے دانت
 نکالتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ جس کے متعلق تم باتیں کرنی شروع کر دو اس کی
 عمر لمبی ہو جاتی ہے۔ یار پھر تو تم دونوں کو ہسپتال بھیج دینا چاہیے خواہ
 خزاہ وہاں لوگ مر جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور جوزف نے بغیر
 ہنس پڑا۔

”جو مرتے ہیں انہیں مرنے دو باس۔ مرنے والوں کو کون واپس لاسکتا
 ہے۔ میں تو تمہاری بات کر رہا تھا باس۔“ جوزف نے کہا۔
 ”ذرا ریسورٹ بچے دو جوزف۔“ — جوانا نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا
 ریسورٹ لے لیا۔

”ماسٹر، میں جوانا بول رہا ہوں۔“ — جوانا نے بڑے سنجیدہ
 الجھے میں کہا۔

ہنستے ہوئے کہا۔
 ”تم نے تو سن لیا ہے۔ تم ہی عمل کرو لو اس پر“ — عمران کی

مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ”جیسے آپ کا حکم پاس! اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ افریقہ کا شہزادہ

جوزف دی گریٹ جس کا نام سن کر شہزادہ بنی لوئیس ناٹوں میں دیا گیا کرتے
 تھے اور گیدڑ دہشت سے ہی مر گیا کرتے تھے لوگوں کی مانتی کرتے پھرے
 تو خیک ہے پاس — جوزف دی گریٹ یہ کام بھی کر ڈالے گا“ —
 جوزف نے روٹھتے ہوئے کہا اور عمران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”آج میرا خیال ہے تم دونوں پر روٹھنے کا مشترکہ دورہ پڑا ہے بہر حال
 تم بھی سن لو اور جوانا کو بھی بتا دو۔ بہت جلد تم دونوں کو اپنی زندگی کے
 سب سے ٹھن منظر سے گزرنے پڑے گا۔ کچھ لوگ ایسے سامنے آئے

ہیں جو اپنے آپ کو پرفارمنسز دکھاتے ہیں جب کہ میں آج تک جوزف اور
 جوانا کو کسی پرفارمنسز سمجھتا رہا ہوں۔ اس لئے اب یہ فیصلہ ہونا ہے کہ
 میری سوچ درست تھی یا وہ لوگ واقعی پرفارمنسز ہیں۔ عمران نے
 انتہائی نتیجہ پہنچے میں کہا۔

”کن کی بات کر رہے ہیں ماسٹر آپ! کس میں جرات ہے کہ وہ
 آپ کے علاوہ میرے سامنے اپنے آپ کو پرفارمنسز کہہ سکے“ —

جوانا نے دوڑ کر جوزف کے ماتھے سے ریسیر پھینٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔
 ”ارے ارے! ہسٹہ بلو۔ کم از کم تجھ میں تو یہ جرات نہیں ہے۔

یہ تمہارے ہی حلقے کے لوگ ہیں۔ نارادگوئے کے لارڈ ڈراسکی کو جانتے
 ہو؟“ — عمران نے کہا۔

”شکریہ، ویسے آپ کون سی پائے پسند کرتی ہیں؟“ نوجوان نے
تھوڑا دھڑکا ہوا جواب دیا۔ ”جوتے سپاٹ، بھجے میں کہا۔
”ٹی فور“۔ جیکی نے کہا اور نوجوان کے سپاٹ چہرے پر مسکراہٹ
پھیل گئی۔

”فکریہ مادام“۔ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”ادھر بائیں دروم میں آجاؤ۔ یہاں ہو سکتا ہے ہماری آوازیں باہر
نکل جائیں“۔ جیکی نے دروازے کی چٹخنی لگاتے ہوئے کہا۔ اور
سکٹین سر ہلانا ہوا بائیں دروم کی طرف بڑھ گیا۔ جیکی نے اس کے بعد
بائیں دروم کا دروازہ بند کیا اور پھر فاشینس کانل پوری رفتار
پر کھول دیا۔

”اے اب لاؤ۔ کہاں ہے وہ سچیل ٹرانسیر؟“ جیکی نے پی بکس
کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
اور پی بکس میں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلا لیکن چٹا
تھوڑا نکال کر جیکی کی طرف بڑھادیا۔ ”وہ بے حد خوبصورت تھا اور اس
میں ایک آپ بنانے والی ایجنسین کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا بظاہر یہ کوئی
تجزیہ ایک آپ بکس ہی لگتا تھا۔
”خوب آجائو یہ ان ہے“۔ جیکی نے تعریفی انداز میں ڈیلے
کیے ہوئے کہا۔

”ہاں نے پیغام دیا ہے کہ آپ اس ٹرانسیر پر ان سے رابطہ
کر لیں“۔ پی بکس میں نے کہا۔
”اچھی“۔ جیکی نے چونک کر پوچھا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر جیکی چونک کر اٹھ کھڑی ہوا
اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی نام جیم کو رخصت کیا تھا کیونکہ اس نے
کے پیچھے ہوئے آدمی کا وقت قریب آگیا تھا۔
”کون ہے؟“۔ جیکی نے دروازے کے قریب پہنچ کر
پوچھا۔

”میں ایک سیلز مین ہوں میڈم اور ایک نئی چائے پی بکس میں
میں متعارف کر رہا ہوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ چائے کے
بلینڈز پسند کرتی ہیں اس لئے حاضر ہوا ہوں“۔ دوسری طرف سے
ایک موٹا بڑا آواز سنائی دی اور جیکی نے مسکراتے ہوئے ایک ٹوکری
لیا اور دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ایک تومند جوان مسکرا رہا تھا۔
”آؤ پی بکس میں! ویسے تمہارا جواب مجھے بے حد پسند آیا ہے۔“
جیکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں ابھی۔ وہ آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں۔“
 لی سکسٹین نے کہا اور جیکی نے سر ہلاتے ہوئے باکس کھولا۔ اس میں واقع
 لیڈرزمیک اپ کا ہی مختلف سامان تھا۔ جیکی نے جلدی سے سامان
 ترتیب بدلی شروع کر دی۔ مختلف آئیم کی ترتیب بدلتے ہی ڈبلے میا
 سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔
 ”ہیلو ہیلو۔ ٹی فور کا ٹانگ اور۔“ ٹوں ٹوں کی آواز سننے ہی جیکی
 نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔
 ”یس ٹی ون اینڈنگ اور۔“ دوسری طرف سے اس کے با
 کی گمبیری کی آواز سنائی دی۔
 ”باس! پہلے تو آپ کا کال کرنے کا پروگرام نہ تھا اور۔“

جیکی نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔
 ”ہاں۔ پہلے تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ٹام جم کے ساتھ تمہارے
 ہیں اور۔“ باس کی انتہائی کزشت آواز سنائی دی۔
 ”ٹام جم۔ کیا مطلب سر میں بھی نہیں اور۔“ جیکی با
 کے منہ سے ٹام جم کا نام سُنتے ہی بڑی طرح اچھل پڑی۔ اس سے
 شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ باس ٹام جم کا نام لے گا، جو اس کا ناراک
 کا بے ضرر سا دوست تھا۔
 ”تم ٹام جم کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ہوٹل البرٹو آئی ہو۔ میں دیر
 بکر رہا ہوں اور۔“ باس کا لہجہ اور کزشت ہو گیا۔
 ”یس باس! ٹام جم وہاں لاڈ ڈولان ہاؤس میں آیا تھا جو سے ملنے
 میں اس کے ساتھ یہاں آئی اور پھر اُسے رخصت کر دیا۔ ٹام جم ناراک

کی میرا دوست رہا ہے۔ عام سا کاروباری آدمی ہے اور۔“ جیکی
 نے تنہائی حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔
 ”جب وہ ناراک میں تمہارا دوست تھا تو اس وقت وہ واقعی تمہارے
 لئے عام آدمی تھا لیکن بعد میں ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ
 ہوس کا فارن ایجنٹ ہے اور جیسے ہی تجھے اطلاع ملی کہ وہ اب پہلے
 آ رہا ہے تجھے بے حد تشویش ہوئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
 لئے ایجنٹ کا تم سے اس موقع پر ملنا انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے
 اب کہ جس چکر میں تم لوگ بارہے ہو۔ اس میں بہر حال پاکیشیا کے ایک
 ایجنٹ کا بنیادی کردار ہے اور۔“ باس نے وضاحت کرتے
 ہوئے کہا۔

”اوہ باس! یہ میرے لئے واقعی نئی اطلاع ہے کہ ٹام جم سیکرٹ
 ہوس کا ایجنٹ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا والوں کو اس بات کا
 علم ہو گیا ہے کہ نواب سے نقشہ ہم نے حاصل کیا ہے حالانکہ ہم تو وہاں
 گھر سے ہی نہیں اور نہ ہمیں کسی نے دیکھا اور۔“ جیکی کے
 چہرے بے پناہ حیرت تھی۔

”ہاں۔ اب یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مسئلہ
 کی مداخلت کر رہی ہے۔ وہ انتہائی خطرناک سیکرٹ سروس ہے۔ کیا وہ
 نقشہ تمہارے پاس موجود ہے اور۔“ باس نے کہا۔
 ”نقشہ کی فوٹو کا پی ہے۔ اصل تو لاڈ ڈولان کے پاس ہے اور۔“
 جیکی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔
 ”کاپی لی سکسٹین کو دے دو۔ میرے آدمی ٹام جم کے پیچھے لگے ہوئے

”اوہ، یہ تم کیا کہہ رہے ہو، کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“
 ”اب سنبھل چکی تھی لیکن اس نے کوئی حرکت نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم
 تھا کہ پیر فائٹرز بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔“

یہ نقشے کی کاپی ہمارے دماغ کی خرابی کا ثبوت ہے۔ خاموشی سے
 چہرہ اور پھر کلام میں بیڑہ خانہ۔ لارڈ نے ابھی تمہارے قتل کا حکم نہیں
 دیا۔ وہ نہ تمہارا جانتی ہو کہ ہلک چپکنے میں تمہاری روح تمہارے جسم سے پروا
 ہو سکتی ہے۔“ پیر فائٹرز نے وہ قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور چپکی
 خاموشی سے آگے بڑھی اور پھر چپکی سکٹین کی لاش کو بچا گئی ہوئی دروازے
 سے نکل کر باہر راہداری میں لگئی۔ اس کے ذہن میں آنڈھیاں سی جل رہی
 تھیں۔ اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کا راز کھل گیا ہے لیکن اس کے پاس کوئی
 حملہ نہ تھا ورنہ وہ لازماً پیر فائٹرز پر فائر کھول دیتی۔ اس کے تو تصور میں بھی
 تھا کہ اس کے ساتھ یہ حالات پیش آسکتے ہیں۔ لفٹ سے نیچے اتر کر وہ
 دونوں آگے پیچھے چلتے۔ پروڈی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ چپکی جانتی تھی
 کہ ہوٹل ابرو لارڈ ڈٹاس کی ملکیت ہے اس لئے پیر فائٹرز کی کسی بھی
 حرکت کو یہاں چیک نہ کیا جائے بلکہ ان کے جاتے ہی ڈسکسٹین کی
 فوج بھی غائب کر دی جائے گی۔

پروڈیج میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی جس کے ساتھ وہ کی کھڑا تھا۔ ولی کا
 چہرہ بھی سپاٹ تھا۔

”پچھلی سیٹ پر خاموشی سے بیڑہ خانہ۔ اس کے عہدب میں آنے والے
 پیر فائٹرز نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور چپکی خاموشی سے پچھلی سیٹ
 پر بیڑہ گئی۔ پیر فائٹرز اس کے ساتھ بیڑہ گیا جب کہ ولی نے ڈرائیونگ سیٹ

میں کوشش کروں گا کہ تمام جسم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کوئی ایسی اطلاع
 دینا نہ کرے جس سے وہ لوگ خان لینڈ میں داخل ہو سکیں اور انڈیا آئل
 دوسری طرف سے سخت پیچھے میں لگایا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 چپکی نے ایک اپ باکس کے سامان کی ترتیب دوبارہ ایڈجسٹ کی اور پھر
 — باکس بند کر کے اس نے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور کوٹ کی انڈین
 جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک سیلڈ پیکٹ نکالا اور اسے پاس کھینچ
 لی۔ سکسٹین کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لو۔ اس میں نقشہ کی کاپی موجود ہے۔“ چپکی نے کہا اور لی سکٹین
 نے سر ہلایا اور اس پیکٹ کو جیب میں ڈال کر ہاتھ روم کے دروازے
 کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چاچکا تھا۔
 چپکی ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتی آرام کر رہی کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا ذہن
 میں اٹکا ہوا تھا کہ کیلکولت باہر سے کسی کے چھیننے کی آواز سنائی دی اور
 لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈسکسٹین اچھل کر منہ کے بل چپکی
 کمرے کے سامنے فرش پر آگرا۔ اس کی گردن ٹوٹ ہوئی تھی جیسے کسی نے
 ہاتھ سے مروڑ کر توڑ دی ہو، اور دروازے پر پیر فائٹرز فورٹا گئیں پیچھے
 کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی پیکٹ تھا جو ابھی چند لمحے پہلے چپکی نے
 ڈسکسٹین کو دیا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب کون ہے یہ؟“ چپکی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے
 بلچھے میں کہا اور اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”میں جیسی، اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو تمہارا
 کہ تمہارا کیا ہاتھ ہو سکتا ہے۔“ پیر فائٹرز نے غراتے ہوئے کہا۔

منہالی اور دوسرے ٹھے کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر لارڈ ڈراسن ہڈن کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑ گئی۔ سپرفائٹر اور دو کی دونوں فوٹو سہجے۔ انہوں نے راستے میں ایک لفظ بھی نہ بولا تھا جب کہ چکی سائے راستے یہی سوچتی رہی کہ اب اسے نہ صرف اپنی جان بچانی ہوگی بلکہ ان لوگوں کو بھی کسی طرح ختم کرنا ہوگا۔ اسے صرف ایک امید تھی کہ ہو سکتا ہے کہ وہ لارڈ ڈراسن کو جیکر دینے میں کامیاب ہو جائے کیونکہ ٹی سکسٹین کو اس کے کمرے سے نہ بچایا گیا تھا۔ اس نے وہ آسانی سے اس بات سے منکر ہو سکتی تھی کہ اس کا کوئی تعلق ٹی سکسٹین سے ہے۔ ویسے بھی وہ پرنانہ کے منہ نہ اٹھا پاتا رہتی تھی کیونکہ اسے علم تھا کہ غالی ہاتھ سپرفائٹر اس کے کسی سے بہر حال باہر ہی ہے اس لئے بجائے کوئی حماقت کرنے کے کہ وہ کچھ اچھے سے موقع کے انتظار میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

لارڈ ڈراسن ہاؤس پہنچ کر اُسے بڑے ہال کمرے میں لے جایا گیا اور وہاں پہنچتے ہی وہ ایک بار پھر حیرت سے اچھل پڑی کیونکہ وہاں ایک ستون کے ساتھ ٹام جم اور اس کے ساتھ ہی دوسرے ستونوں کے ساتھ اس کے ٹی گروپ کے دو ایجنٹ بھی بندھے ہوئے کھڑے تھے۔ کمرے میں سپرفائٹر نمبر تھری اور ٹو بھی موجود تھے اور میکس بھی کھڑا ہوا تھا۔ میکس نے کاندھے سے سنٹین گن لنگ رہی تھی۔ چکی کو بھی خاموشی سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا اور پھر اس کی تلاش لے کر اس کی جیبوں سے وہ میک اپ باکس اور دوسرا سامان نکال کر ایک سائیڈ پر موجود میز پر ڈھیر کر دیا گیا۔ چند لمحوں بعد ہال کا دروازہ کھلا اور لارڈ ڈراسن اور کرنل راک ہیڈلنڈ داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے سپرفائٹر وٹون تھا۔ لارڈ ڈراسن کے چہرے

پر بے پناہ سنجیدگی تھی جب کہ کرنل راک ہیڈل کے چہرے پر حیرت کے ہمارے نمایاں تھے۔

"ہو نہہ، تو ہماری مس جیکی دراصل روسیائی ایجنٹ ہے بہت خوب لارڈ ڈراسن نے انہیں داخل ہوتے ہی جیکی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بڑے طنزیہ ہلچلے میں کہا۔

"یہ غلط ہے لارڈ ڈراسن۔ یہ میرے خلاف سازش کی گئی ہے" جیکی نے جوت کھٹے ہوئے کہا۔

"میکس اسے پوری تفصیل بتاؤ" لارڈ ڈراسن نے ایک طرف کھڑے میکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! مس جیکی کو یہ علم نہیں ہے کہ اس نے کمرے کے ہاتھ روم سے اپنے پاس ٹی وٹون کو جو ٹرانسمیٹر کال کی تھی اُسے ریکارڈ کر لیا گیا تھا کیونکہ یہاں ہاؤس کے ہر کمرے اور اس کے ہر حصے میں بوجھنے والا ہر لفظ مسلسل اور باقاعدہ ریکارڈ کیا جاتا ہے چنانچہ جیسے ہی اس کی کال ریکارڈ ہوئی، یہ بات سامنے آگئی کہ مس جیکی درحقیقت روسیائی ایجنٹ ہے۔ لیکن اس دوران مس جیکی اس شخص کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ناراگوستے جا چکی تھی چنانچہ اہم فوری طور پر حرکت میں آگئے۔ ہمیں معلوم تھا کہ جیکی ہوٹل ایرٹو میں جھٹکے گی چنانچہ وہاں اطلاع دی گئی۔ پھر مس جیکی نے اس ٹام جم کے ساتھ کمرے میں بیٹھ کر جو باتیں کیں وہ بھی سامنے آگئیں۔ ٹام جم کے باہر آنے کے بعد یہ دو آدمی اس کے پیچھے لگ گئے۔ چنانچہ ان دونوں سمیت ٹام جم کو کور کر کے یہاں لایا گیا پھر ایک اور آدمی مس جیکی سے ملنے آیا اور اس نے میک اپ باکس ٹرانسمیٹر مس جیکی کو دیا۔ اس ٹرانسمیٹر سے

تجسس معلوم ہے کہ فان لینڈ میں ہمارا کیا مشر ہوتا۔“ لارڈ ڈراسن نے ہتھیلیاں پھیلے، ایسے میں کہا۔

”لیکن اس کے قتل سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے لئے کوئی اور تجویز سوچنی پڑے گی۔ جلدی مت کرو۔“ کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”کیا مطلب کرنل۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں ہوں۔“ لارڈ ڈراسن نے بڑی طرح ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”لارڈ، اس جگہ کے پاس کو ہر حال میں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے پاس وہ نقشہ موجود ہے اور تقسیم دھات فان لینڈ میں موجود ہے۔ اسی طرح تمام جہم اگر واقعی پالینٹیا میکسٹروس کا ایجنٹ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پکیشیا میکسٹروس کو بھی یہ علم ہے کہ ہم نے اس نواب سے نقشہ حاصل کیا ہے اور اب ہم تقسیم حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اب جی کے قتل کے بعد کیا ہوگا، کہ روسیاء ہی پوری طاقت سے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور رقم جانتے ہو کر یہ لوگ کس قدر خطرناک، کس قدر باؤسائل ہیں۔ اس لئے بجائے جی کے قتل کرنے کے کوئی ایسی تجویز سوچو کہ روسیاء کو یہ یقین ہو جائے کہ ہماری ساری پلاننگ ہی بنیادی طور پر غلط ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ غلط نقشہ روسیاء ہی ایجنٹوں تک پہنچا دیا جائے اور ہم اس دوران فان لینڈ کی ہمارے کسی اور طرف نکل جائیں اور جب روسیاء ہی ایجنٹ غلط نقشے کی وجہ سے ٹھیکس مار کر رہ جائیں تو ہم خاموشی سے جا کر تقسیم حاصل کر لیں۔“ لارڈ راک ہیڈ نے کہا۔

”اوہ، تمہاری بات کسی حد تک درست ہے کرنل۔ واقعی یہ روسیاء ہی ایجنٹ اب ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے لیکن اب اس مسئلے

میں جی نے اپنے پاس سے بات کی تو تمام جہم کی حقیقت بھی سامنے آگئی۔ سپر فائٹر فور باہر موجود تھا چنانچہ جیسے ہی وہ آدمی نقشہ کی کاپی لے کر باہر گیا اس سے کاپی حاصل کر لی گئی۔ اس نے حراست کی کوشش کی تو اسے ختم کر دیا گیا اور مس جی کو واپس یہاں لے آیا گیا۔ مس جی نے ہوٹل کے کمرے اور ہاتھ روم میں اپنے آدمی سے جو باتیں کیں اور جو ٹرانسمیٹر کال کی ان سب کا ریکارڈ بھی موجود ہے۔“ میکس نے بڑے سپاٹ ایسے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب بولو، جی اب تمہارے پاس اپنی صفائی میں کہنے کے لئے کیا رہ گیا ہے!“ لارڈ ڈراسن نے ایک بار پھر طنز یہ لہجے میں بات کرتے ہوئے مس جی سے مخاطب ہو کر کہا۔

جی خاموش ہو گئی۔ ظاہر ہے اب اس کے پاس کہنے کے لئے کیا رہ گیا تھا۔ اس کے ترقص میں بھی نہ تھا کہ یہاں لارڈ باؤس میں بات چیت ریکارڈ کرنے کا خفیہ نظام موجود ہے اور ہوٹل میں بھی ایسا انتظام موجود ہے ورنہ ظاہر ہے وہ کبھی اس طرح کھل کر بات نہ کرتی۔

”تو تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ ہو بھی نہیں سکتا۔“ لارڈ ڈراسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میکس کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی سیٹیں گن لے لے اور جی کے ہاتھوں سے بند کر لیں۔ اب موت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اس نے ذہنی طور پر وہ مرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔

”سمٹھر لارڈ۔ اسے قتل مت کرو۔“ اچانک کرنل راک ہیڈ بول پڑا۔ ”کیوں، یہ خدا رہے۔ روسیاء ہی ایجنٹ ہے۔ اس نے ہمارا پورا مشن سبوتاژ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ نقشہ روسیاء کے پاس پہنچ جاتا تو

کا کیا حل کیا جائے۔ اب کم از کم جنگی برتو اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان روسیائی ایجنٹوں کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ لارڈ ڈراسن نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن میں اس کا ایک حل آیا ہے کیوں نہ ہم روسیاء کو ڈان دینے کے لئے پاکیشیا کو استعمال کریں“ — کنرل راک ہیڈ نے کہا۔
”کیا مطلب، کیسے استعمال کریں وضاحت کرو کنرل“ — لارڈ ڈراسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر ہم کسی طرح روسیائی ایجنٹوں کو یہ یقین دلادیں کہ جو نقشہ اس پاکیشیا کے نواب سے حاصل ہوا ہے وہ غلط ہے یا فرضی ہے اور اصل نقشہ اس نواب نے کہیں اور چھپایا تھا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ روسیائی ایجنٹوں کا رُخ اس نواب کی طرف ہو جائے گا وہ اصل نقشہ حاصل کرنے کے لئے ادھر کا رُخ کرینے اور ہم انہیں یہ یقین دلادیں کہ ہمارے آدمی اصل نقشہ حاصل کرنے میں ناہم رہیں تو اس طرح روسیائی ہمارا پیچھا چھوڑ کر ادھر متوجہ ہوں گے اور ہم خاموشی سے جا کر ہاشمیت حاصل کر لیں گے“ — کنرل راک ہیڈ نے کہا اور لارڈ ڈراسن نے اس طرح سر ہلایا جیسے بات اس کی سمجھ میں لگتی ہو۔
”ٹھیک ہے، تہماری تجویز قابل غور ہے لیکن اسے قابل عمل بنانے کے لئے اس پر مزید گہرائی میں غور کرنا پڑے گا اور روسیائی ایجنٹوں کو یقین دلانے کے لئے کوئی اچھوتی تجویز سوچنی پڑے گی“ — لارڈ ڈراسن نے کہا۔ اور پھر اس نے شین گن واپس میکس کی طرف اچھال دی جیسے اس نے پھرتی سے پتک کر لیا۔
”میکس! ہم ان کا خیال رکھو گے اور سپر فائٹرز ہم اپنے مشن پر

لپس جاؤ۔ لیکن خیال رکھنا اگر ان میں سے کوئی بھی غلط حرکت کرے تو بیشک انہیں سے اڑا دینا“ — لارڈ ڈراسن نے میکس اور سپر فائٹرز سے متعلق ہوا کر کہا اور پھر کنرل کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے حواریوں کی طرف مڑ گیا۔

”اور آپ کی نفسیات، کتنی ہے کہ جو خوبصورت باتیں کرتے ہیں وہ خوبصورت نہیں ہوتے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ماہ جنہیں ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”نہیں، خوبصورت دل اور خوبصورت ذہن کے مالک ہی خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔“ ماہ جنہیں نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”دوسرے لفظوں میں آپ نے میری بات کی تائید کر دی۔ بہت خوب آپ تو واقعی ماہر نفسیات ہیں۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔
 ”وہ کیسے عمران صاحب! میں نے تو آپ کی بات کی تائید کر دی ہے۔“ ماہ جنہیں نے حیرت بھرے بلجے میں پوچھا۔

”ہاں تردید کی ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ خوبصورت باتیں کرنے والے خوبصورت نہیں ہوتے اور آپ نے کہا کہ ہاں ان کے دل اور ذہن خوبصورت ہوتے ہیں۔ چہرے کی تو آپ نے بات ہی نہیں کی۔“ عمران نے دھمکتے ہوئے انداز میں کہا اور ماہ جنہیں ایک بار پھر ہنس پڑی۔
 ”آپ کی باتیں سن کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ شاید میری بجائے آپ نے نفسیات میں پی۔ایچ۔ ڈی کی ہوئی ہے۔“ ماہ جنہیں نے کہا۔

”ارے ارے ابھی مجھے کچھ دن اور باہوش و حواس رہنے دیں۔“ عمران نے کہا اور ماہ جنہیں ایک بار پھر ہنس پڑی۔
 ”میں سمجھ گئی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہی نال کہ نفسیات کی ڈگری رکھنے والے پاگل ہوتے ہیں یہی بات ہے ناں۔“ ماہ جنہیں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ واقعی آپ نے نفسیات میں پی۔ایچ۔ ڈی

”عمران نے کمرے کے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔
 ”یس۔“ اندر سے مرد جنہیں کی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ ماہ جنہیں بستر پر لیٹی ہوئی تھی لیکن اب اس کی حالت پیسے کی نسبت بے حد اچھی تھی۔ اس کے چہرے کی مٹرنی بحال ہو گئی تھی۔ لیکن چونکہ اس کے جسم کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں پر پلستر چڑھا ہوا تھا اس لئے وہ بیڈ پر لیٹے رہنے کے لئے مجبور تھی۔

”یہ آپ کے چہرے پر رونق میرے آنے کی وجہ سے تو پیدا نہیں ہو گئی۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور مزید بے اختیار ہنس پڑی۔

”آپ خوبصورت باتیں کرتے ہیں عمران صاحب۔“ ماہ جنہیں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کے چہرے کی مٹرنی پیسے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔

کی ہوئی ہے۔ ” — عمران نے کہا اور ماہ جیسے ایک بار پھر ہنسنے پر غبور ہو گئی۔

”یعنی کریں واقعی پاگل ہوں۔“ — ماہ جیسے نے کہا۔

”اے، میں نے کب کہا ہے۔ اب آپ اپنے متعلق جوچی چاہتے ہیں۔ البتہ ایک بات بتا دوں آپ سے ملنے والے خود بخود فنیات میں پنی۔ آپ بڑی ہو جاتے ہیں۔ ہاں۔“ — عمران نے شہزادت بھرے انداز میں آنکھیں پیللاتے ہوئے کہا اور ماہ جیسے نے شرما کر آنکھیں جھکا لیں۔ اس کے چہرے پر گلابی رنگ تیزی سے پھیل گیا تھا۔

”آپ کا بے حد شکر یہ عمران صاحب کہ آپ مجھ سے ملنے آ جاتے ہیں۔ ورنہ اب اس بھری دنیا میں میرا کوئی نہیں رہا۔ ماں تو پہلے ہی ہم دونوں بہنوں کو چھوڑ کر اللہ میاں کے پاس چلی گئی تھی اور اب باپ اور بہن نے منہ موڑ لئے ہیں۔“ — ماہ جیسے نے رک رک کر کہا اور اس کی نگاہیں آنسوؤں سے بھر رہی ہو گئیں۔

”اوہ پلیز ماہ جیسے اس بات کے متعلق مت سوچیں ماں باپ اور بہن گئی ہے تو بھائی تو موجود ہے۔“ — عمران نے بڑے بے چینہ دلچسپی میں کہا۔ اور ماہ جیسے عمران کا فقرہ سنی کر بڑی طرح چوٹکی۔

”بھوہو — بھائی“ — ماہ جیسے کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک الٹوئی چمک ابھرا آئی تھی۔

”ہاں۔ آپ شریا کی ہم عمر ہیں اور میں صرف شریا کا ہی بھائی نہیں ہوں۔ آپ کا بھی بھائی ہوں۔“ — عمران نے کہا۔

اوہ — اوہ آپ کس قدر عظیم ہیں۔ میرے قصور سے بھی زیادہ عظیم۔

ہیں۔ آپ میرے بھائی ہیں اور جس کا آپ جیسا بھائی موجود ہو وہ واقعی کیلی نہیں۔ عمران صاحب! یقین کریں آپ کے اس فقرے نے میرے دل میں زندگی پیدا کر دی ہے۔ مجھے آپ جیسے بھائی پر فخر ہے۔“ — ماہ جیسے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر ایک الٹوئی چمک نظر آنے لگ گئی تھی۔

”یہ فخر والی بات اس وقت تک رہنے دیں جب تک آپ شریا سے نہ مل لیں۔ اس سے ملنے کے بعد آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ نیچاری فوج سے کتنی تنگ ہے۔ فی الحال مجھے یہ بتائیں کہ آپ کے ابو کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس میں ٹائٹیم دھات کا ٹکڑا گھنٹہ کی طرح جڑا ہوا تھا۔ وہ انگوٹھی کھل ہے۔“ — عمران نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

”انگوٹھی — اوہ ابوسنے وہ انگوٹھی لا کریں رکھوادی تھی۔ انٹرنیشنل بینک میں ان کا لاکر ہے۔“ — ماہ جیسے نے چونک کر جواب دیا۔

”آپ کو لاکر کے نمبر کا علم ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔

”نہیں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ انگوٹھی لا کریں رکھی گئی ہے۔ میں نے ابوسے ایک بار پوچھا تھا تو انہوں نے خود بتایا تھا کہ جب سے اس کی اصل حقیقت سامنے آئی ہے انہوں نے اسے حفاظت کی غرض سے لا کریں رکھ دیا ہے اور مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ انٹرنیشنل بینک میں ہی ان کا اکاؤنٹ ہے اور وہیں ان کا لاکر ہے۔ باقی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔“ — ماہ جیسے نے جواب دیا۔

”شیک ہے میں چیک کروں گا۔ اچھا اب اجازت دیں ورنہ ڈاکٹر فلوئی مجھے گردن سے پکڑ کر باہر نکال دے گا۔ پہلے ہی اس نے کہہ دیا

محفوظ سے۔ میں نے نواب شان الدولہ کا ایک لاکھ کھاراک اس میں سے کچھ چیزیں لی ہیں۔ آپ سرکاری پیشیت سے جزل تیجر کو کہہ دیں۔ یہ بنک کے لوگ جس شاید ایک سو سے واقف نہ ہوں اور مجھے ذرا جلدی ہے۔”

عجب نے بیحدہ ہلچے میں کہا۔

”ٹینک ہے میں کچھ گیادوں میں انجی فون کر دیتا ہے۔“ سر سلطان نے کہا اور عمران نے ٹینک کو کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ وہ گرجا تھا تو سر سلطان نے سرمرمن کی آواز میں خودی جزل تیجر سے بات کر لیتا لیکن اسے معلوم تھا کہ ٹینک کے لوگ لاکر کے سلسلے میں بے حد محتاط ہوتے ہیں۔ اس نے ٹینک سے کہہ کر وہ لوگ جو جانی فون کر کے کال کی تصدیق کریں اس نے اس نے سر سلطان سے بات کی تھی۔ ریسور رکھ کر وہ فون بولتے سے نکلا اور اطمینان سے چلتا ہوا بنک کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ بنک کا ہال بڑا وسیع و عریض تھا اور وہاں ہر کوئی تیز رفتاری سے نظر آ رہا تھا ایک مینڈر ایفیران کے کہیں تھے۔ عمران چندے تو ہال میں موجود لوگوں کو دیکھتا تھا۔ اس کا مقصد کچھ وقت گزارنا تھا تاکہ سر سلطان جزل تیجر سے بات کریں۔

میں وہ اطمینان سے چلتا ہوا جزل تیجر کے کہیں کی طرف بڑھ گیا کہیں اندر سے بند تھا اور باہر ایک باوردی چپڑاسی بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا۔

میں جیسے ہی عمران اس کے قریب پہنچا اس نے بڑے مودباہ انداز میں معرفت اسے سلام کیا بلکہ ہاتھ بڑھا کر روانہ بھی کھول دیا اور عمران اسے محبت سے دیکھتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ وہ شاید سوچ رہا تھا کہ چپڑاسی نے اسے دیکھنے کی بجائے بغیر کچھ پوچھے اندر کیسے جانے دیا لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ صورت حال سمجھ گیا۔ اندر ایک اور کمرہ تھا جس میں ایک طرف کاؤنٹر

تھا کہ میں آپ سے زیادہ باتیں نہ کروں۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ان لوگوں کا کچھ پتہ چلا عمران صاحب، جنہوں نے ہم پر یہ ظلم کیا ہے۔“

— ماہ جیس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ بس آپ جلدی سے ٹینک ہو جائیں تاکہ انہیں آپ کے قدموں میں لاکر ڈالا جائے۔“

— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف دو گیا۔ اور ماہ جیس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رہینگ گئی۔

عمران کی کار اہتہائی تیزی سے انٹرنیشنل بنک کی طرف، ٹرمی جارتی محلی اور محوڑی دیر بعد اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بنک کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ بنک کی شاندار عمارت کے بیرونی برآمدے کے ایک کونے میں تین ٹیلی فون بولتے موجود تھے۔ عمران مین گیٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے ایک فون بولتے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے ڈالے اور پھر سر سلطان کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”پنی اسے ٹیسی کڑی تار ج“

— سر سلطان کے پنی اسے کی بات قرار آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤں۔“

— عمران نے بڑے بیحدہ ہلچے میں کہا۔

”میں سر ایک سیکنڈ۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز ریسور پر اُبھری۔

”ہیلو سلطان بول رہا ہوں۔“

”میں عمران بول رہا ہوں سر سلطان! انٹرنیشنل بنک کے ایک پبلک

”ٹھیک ہے یہ سرکاری آدمی ہیں۔“ جنرل میجر نے انٹرکام کا
 یہ سہرا اٹھا کر قد سے سخت، بالعموم کپا اور ریسورڈ رکھ دیا۔ اور عمران کچھ
 گیا کہ یہ کال لیڈی سیکرٹری کی طرف سے کی گئی ہوگی۔ اس نے انٹرکام پر
 پہلنے والا بلب دیکھ لیا تھا ایسے انٹرکاموں پر کل کی نشاندہی کے لئے گھنٹی
 کی بجائے بلب پہلنے کے لئے تاکہ شور کم سے کم ہو۔

”میں نے کال پہلنے ہی آرڈرز دے دیئے ہیں۔ نواب صاحب کے
 لاکھ کا غیر اوپر پیش چائی ابھی پہنچ جاتی ہے۔“ جنرل میجر نے مودبانہ
 معذرت میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔
 اور واقعی اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازہ کھلا اور ایک ادھیر طہر
 آدمی اندر داخل ہوا۔

”سر! یہ لاکھ کی چابی۔“ آنے والے نے بڑے مودبانہ انداز
 میں ایک چابی جس کے ساتھ ایک لوبے کا ٹکڑا ہمار کے ساتھ منہ جابو اٹھا
 جنرل میجر کی طرف بڑھا دیا۔
 ”آپ لاکھ چیک کرنے سے پہلے کچھ بیٹا پسند فرمائیں گے یا بعد میں“
 جنرل میجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہ پہلے نہ بعد میں“ عمران نے بڑے روکھے سے، بالعموم
 جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر اپنے والے
 کے کھتے سے چابی تمام لی۔

”نمود صاحب! آپ عمران صاحب کی سپیشل روم تک رہنمائی کریں
 اور اس لاکھ سے یہ کچھ بھی لینا چاہیں انہیں لے جانے دیں اور سنو اور بالوں
 کا کم ہے کہ اس کا کہیں اندراج بھی نہ کیا جائے۔ جنرل میجر نے آنے والے

کے پیچھے ایک لیڈی سیکرٹری بیٹھی ہوئی تھی اور سامنے صوفوں پر کئی افراد
 موجود تھے۔ کاؤنٹر کے ساتھ ہی ایک اور دروازہ تھا۔ عمران جیسے ہی اندر
 داخل ہوا، اسی لمحے وہ دروازہ کھلا اور ایک ادھیر طہر آدمی ہاتھ میں بیگ
 اٹھائے اندر سے باہر نکلا۔

”ریاض صاحب! آپ تشریف لے جائیں۔“ لیڈی سیکرٹری
 نے صوفے کے دوسرے کنارے پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب
 ہو کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریاض صاحب اٹھ کر دروازے کی طرف
 بڑھتے عمران تیز قدم اٹھاتا اس سے پہلے ہی دروازے تک پہنچ
 گیا۔

”اے آپ!“ لیڈی سیکرٹری نے چونک کر اسے روکنا چاہا لیکن
 اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران اندر پہنچ بھی چکا تھا۔ یہ ایک خاص
 شاندار دفتر تھا جس کی پڑی سی میز پر کافذات اور فائلوں کا ایک ڈھیر سا
 ہوا تھا اور میز کے پیچھے ایک گنجے سرو اور کئی شیشوں والی میننگ پینے
 ایک ادھیر طہر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

”سر سلطان نے آپ کو فون کیا ہوگا۔“ عمران نے اندر داخل
 ہوتے ہی کہا۔

”اوہ آپ۔“ جی ہاں ابھی چند لمحے پہلے فون آیا ہے۔“ ادھ
 طہر آدمی نے باقاعدہ اٹھ کر مودبانہ بلعم میں کہا اور مٹھانے کے لئے ہاتھ
 بڑھا دیا۔

”میرا نام علی عمران ہے۔“ عمران نے سنجیدہ بلعم میں کہا او
 مصافحہ کر کے ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا۔

کے کہا اور اُس نے ولا حیرت سے جزل بنجر کو دیکھتے لگا۔

”مگر جناب یہ کیسے ممکن ہے۔ بنگ قواعد کے مطابق“..... نمود

صاحب نے حیرت بھر سے انداز میں احتجاجاً کہا شروع کیا ہی تھا۔

”نمود صاحب، یہ سیکرٹری وزارت خارجہ صاحب کا حکم ہے۔ سمجھے

اور جب اس سول کا حکم ہو تو بنگ قواعد صرف کتابوں تک ہی محدود رہ

جاتے ہیں۔ جاسیے اور عمران صاحب کی رہنمائی کیجیے“۔ جزل بنجر

نے انتہائی کڑخت بلجھے میں نمود سے کہا اور نمود صاحب سے سر ہلا دیا۔ اور

عمران اس کے ساتھ کین سے نکلا اور پھر لاکر روم میں پہنچ گیا۔ اس وقت

وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ حالانکہ اس کی طبیعت کئی

جلی تھی لیکن اُسے اپنے وقت کا احساس تھا۔ نمود صاحب عمران کو لاکر تک

پہنچا کر خود باہر چلے گئے اور عمران نے لاکر کھولا۔ یہ خاصا بڑا لاکر تھا۔ عام

سائز کے لاکر سے کہیں بڑا۔ اور پھر لاکر کھولتے ہی عمران کی آنکھیں میو

گئیں۔ لاکر انتہائی قیمتی جواہرات اور غریب ملکی بھاری کرنسی سے بھرا ہوا تھا اگر

میں جائیداد کے کاغذات بھی تھے اور ایک طرف کاغذیں لپٹی ہوئی ٹکڑے

بھی اُسے مل گئی جس کی وجہ سے یہ سارا طوفان قتل و غارت اٹھاؤ

عمران نے ویسے ہی لاکر میں موجود کاغذات کو دیکھنا شروع کر دیا اور میو

اچانک وہ اچھل پڑا۔ ایک لفافے کے اندر سے ایک نقشہ اور اس کے ساتھ

نواب شان الدولہ کے ہاتھ کے تحریر کردہ کئی کاغذات بھی موجود تھے۔

پندرہ لمبے نقشے کو نمود سے دیکھا رہا اور پھر اس نے ان کاغذات کو پلٹنا شروع

کر دیا۔ کاغذات میں نواب شان الدولہ نے لکھا تھا کہ ٹاشیم دھات کی

دستیابی کا اصل نقشہ وہ حفاظت کی غرض سے اس لاکر میں رکھ سب سے

تھکا انہیں خطہ ہے کہ انبار میں اس دھات سے متعلق خبر چھپنے کے لیے ایک

بھروسہ یا ایجنٹ اس راز کے حصول کے لئے ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔

اس نے انہوں نے انہیں ذرا دینے کے لئے ایک فرضی نقشہ اپنی ڈاڑی

میں بنا دیا ہے جب کہ اصل نقشہ وہ لاکر میں رکھ رہے ہیں۔ ان کاغذات میں

جسوں نے یہ بھی لکھا کہ اپنی دونوں پیٹروں کی شادی کے بعد وہ خود ایک ٹیم

لوفٹ لینڈ جائیں گے اور پھر وہاں سے ٹاشیم حاصل کریں گے۔ اس کے

ماتحت ہی انہوں نے نقشے کے بارے میں مزید وضاحتیں درج کی تھیں۔

”ہوں تو نواب شان الدولہ نے ڈبل کھیل کھیلایا تھا“۔ عمران نے

بڑلتے ہوئے کہا اور پھر نقشہ اور اس کے ساتھ موجود کاغذات اور وہ،

ٹیم میں اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالی۔ لاکر کو بند کیا اور چابی نمود صاحب

کو دے کر وہ تیز تر قدم اٹھا کر بنگ سے باہر آ گیا۔ لاکر سے ولے نقشے

لے کر کاغذات نے ساری صورت حال کو یکسر بدل کر رکھ دیا تھا۔ اب اُسے لاکر

ٹاشیم کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اب وہ جب بھی چاہے الطینان

سے جا کر یہ دھات حاصل کر سکتا تھا۔ اس نے اب تک اس دھات کے

جسے میں صرف باتیں ہی سنی تھیں۔ سردار کے پاس بھی یہ دھات نہ تھی۔

اس نے لاکر سے نکلنے والی آنکھیں دیکھ کر اسے پہلی بار اس دھات کی شکل

دیکھائی دی تھی لیکن لاکر روم میں قدم سے اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ اُسے

میسور نہ دیکھ سکا۔ لیکن پارکنگ میں آکر اس نے جیب سے اُسے نکالا اور

ڈیوٹنگ سیٹ پر بیٹھ کر کافی دیر تک اُسے غور سے دیکھا رہا پھر ایک طویل

مانس لیتے ہوئے آنکھیں جیب میں رکھی اور کار پارکنگ سے باہر نکالی اور

سے سڑک پر لاکر اس نے اس کا رخ سردار کی رہائش گاہ کی طرف موڑ دیا

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سردار کے دفتر میں موجود تھا۔

”آپ نے اس سے پہلے ٹاشیم کی دعات کو دیکھا ہو ہے؟“ —
نہیں بچا۔

”ہاں، کئی بار دیکھا ہے۔ کیوں؟“ — سردار نے حیرت بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے جیب سے وہ انگوٹھی نکھو اور سردار کی طرف بڑھا دی۔

”دیکھئے، کیا یہی ٹاشیم دعات ہے؟“ — عمران نے بڑے بخیا بلجھے میں کہا۔

”اوہ، اتنا بڑا مٹکا!“ — سردار انگوٹھی میں فٹ دعات کے ٹکڑے کو دیکھ کر اس طرح حیرت زدہ آواز میں بولے پیسے انگوٹھی پر دعات کے ٹکڑے کی بنائے سات بادشاہوں کے خزانے کو اکٹھا کر کے فٹ کر دیگا۔
”ہاں بالکل۔ یہی ٹاشیم ہے اور میرے خیال میں تو ہمارے لئے ایسا تحقیقات کے لئے اتنا مٹکا ہی کافی ہے“ — سردار نے مسرت بھرے بلجھے میں کہا۔

”تو آپ کو مکمل یقین ہے کہ یہ واقعی ٹاشیم ہے؟“ — عمران نے تذبذب سے پوچھا۔

”کیا مطلب؟“ — نہیں اس میں شک ہے۔ یہ یوں فیصد ٹاشیم ہے۔ تم سنا اس کے اندر حرکت کرتی ہوئی لہریں دیکھی ہیں۔ یہی ٹاشیم کی واحد نشانی ہے۔
سردار نے چونک کر عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس سے پہلے ٹاشیم کو کبھی نہیں دیکھا۔ صرف اس کے متعلق پڑ ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ٹاشیم نہیں ہے“ — عمران کا لہجہ یوں تھکا

”نہیں۔ تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ یہ واقعی ٹاشیم ہے گویں نے اتنا بڑا مٹکا اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے لیکن بہر حال میری آنکھیں دعوہ کر نہیں کر سکتیں“ — سردار نے سختی اور فیصد کن بلجھے میں کہا۔

”میرے خیال میں اب آپ کو ریٹا ہو کر گئی اور کے لئے یہ جگہ خالی کر دینی چاہیے“ — عمران نے کہا۔ اور سردار کے چہرے پر یکجہت سختی کے آثار پھیلنے پھیلنے گئے۔

”تم میرے علم کو چیلنج کر رہے ہو عمران۔ تم جانتے ہو کہ میں نے زندگی میں کبھی غلط نہیں کیا لیکن میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے تجربے اور علم جیسا قابلِ سائنسدان اس وقت روسیادہ اور ایچ بی کے پاس بھی نہیں ہے“ — سردار نے انتہائی تکبر بلجھے میں کہا۔

”آپ کا دعویٰ درست ہے۔ اس لئے تو آپ اب تک اس میٹ پر موجود ہیں لیکن.....“ — عمران بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا“ — سردار نے پہلے سے زیادہ غصے بلجھے میں کہا۔
”لیکن اب تو آپ کو غصہ زیادہ آئے لگ گیا ہے اور جسے غصہ زیادہ آنے لگ جلتے اُسے اعضا بی مرض کہتے ہیں اور اعضا بی مرض کے لئے ریٹا رمنٹ بلے حد ضروری ہو جاتی ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اب بات مت بدلو۔ مجھے معلوم ہے کہ سائنس میں تمہارا علم بے حد وسیع ہے اور بعض اوقات تم مجھے بھی حیران کر دیتے ہو لیکن اگر تم علی عمران ہو تو میرا نام بھی داور ہے“ — سردار کے بلجھے میں ابھی تک غصہ موجود تھا۔
”صرف داور نہیں جناب سردار یعنی ڈبل سر۔ ایک تو آپ کا اپنا اور

سرداور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

یہ مقالہ پڑھنے کے بعد میں پراسے پھر بنیتے تک روزانہ ایک کلو با دام کی گزیاں کھاتا رہا تھا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن سرداور کے چہرے پر شدید الجھن نمایاں تھی۔ انہوں نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا۔

”یس سرا“ — دوسری طرف سے ایک نوائی آواز سنائی دی۔

”مس رفیقہ، لائبریری میں سراؤنٹم کا مقالہ ٹائٹیم کے بائسے میں تھا جو اٹھائیسویں انٹرنیشنل سائنس کانگریس میں پڑھا گیا تھا۔ وہ لے کو فرامیر سے دفتر آجائیں“ — سرداور نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور انٹرکام کا ریسیور رکھ دیا وہ ایک بار پھر انگوٹھی کو غور سے دیکھ رہے تھے اور عمران دل ہی دل میں یاجی یا قیوم کا ورد کر رہا تھا کہ مقالے میں واقعی یہ بات موزوں ہو کیونکہ اُسے بھی معمولی سا یاد تھا کہ ایسی بات مقالے میں موجود تھی لیکن پوری طرح یقین اُسے بھی نہ تھا۔ مقالہ پڑھے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تھا اور اس کے بعد اسے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ اس نے قویہ بات اس نے کہ مٹی کی سرداور کا یہ قصص فیض ہے اس لئے لازماً انہیں معلوم ہو گا لیکن اب اگر واقعی ڈاکٹر اونٹم کے مقالے میں یہ فقرہ موجود نہ ہو تو پھر سرداور نے اس کا جو شعر کہنا ہے اُس کا اسے اچھی طرح اندازہ تھا۔

”چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر عورت ہاتھ میں ایک فائل اٹھاتے اندر داخل ہوئی۔

”سر یہ مقالہ“ — ادھیڑ عمر عورت نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس پر دستخط کر دیجیے“ — ادھیڑ عمر عورت نے مقالہ دینے کے

دوسرا حکومت کی طرف سے عطا کردہ۔ بہر حال ایک سرا والا، علی عمران گزراؤں کرتا ہے کہ آپ اپنے دونوں سروں کو یک وقت کام میں لیتے ہوئے اس دھات پر دوبارہ غور فرمائیں۔ جہاں نیکسٹ مراکلی علم کہتا ہے کہ ٹائٹیم دھات میں حرکت کرنے والی لہریں مقامی لہروں کی طرح شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں۔ جب کہ اس انگوٹھی کے نیچے میں جو چیز موجود ہے اس کے اندر جو لہریں حرکت کر رہی ہیں وہ مشرقاً غرباً ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو سرداور بڑی طرح چونک بیٹھے۔ ان کے چہرے پر یکجہت شدید حیرت کے آثار نمودار ہوئے اور انہوں نے ہاتھیں پکڑ لی ہوئی انگوٹھی کو ٹیبل لمپ کی تیز روشنی میں کر کے بغور دیکھنا شروع کر دیا۔

”ہونہر، ہمارے بات درست ہے۔ یہ لہریں واقعی مشرقاً غرباً حرکت کر رہی ہیں لیکن تم نے یہ بات کہاں پڑھی ہے کہ ٹائٹیم کی لہریں شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں“ — سرداور نے ہنٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ٹائٹیم دھات پر سب سے پہلا تجربہ ڈاکٹر اونٹم نے کیا تھا اور انہوں نے اس پر جو مقالہ لکھا تھا وہ آج سے آٹھ سال قبل انٹرنیشنل سائنس کانگریس میں پڑھا گیا تھا جس پر انہیں نوبل انعام کے لئے نافر دیا گیا تھا لیکن بعد میں انہیں نوبل انعام نہ ملا۔ بہر حال یہ علیحدہ موضوع ہے کہ انہیں نوبل انعام کیوں نہ ملا لیکن مجھے یاد ہے کہ اس مقالے میں انہوں نے اس بات کا اشارہ کیا تھا کہ یہ لہریں مقامی لہروں کی طرح حرکت کرتی ہیں“ — عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے بھی وہ مقالہ پڑھا ہے لیکن میرا خیال ہے یہ بات اس میں شامل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بعد یہ بات کسی اور تحقیق میں سامنے آئی ہے“

بعد چپٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اس کی ضرورت نہیں۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ صرف ایک بات چیک کرنی ہے۔ پھر آپ اسے واپس لے جائیں۔“ سردار نے کہا اور اودیٹر عورت سر ہلاتی ہوئی پیچھے ہٹی اور ایک طرف رگی ہوئی کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھ گئی۔

دیکھو کہاں ہے یہ بات۔“ سردار نے مقلے پر مبنی فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے ایک بار پھر یاحیثی یا قیوم کا درد کرتے ہوئے فائل اٹھائی اور پھر اسے اندازہ سے کھول کر دیکھنے لگا۔ مقالہ سید ضیغم تھا۔ کافی دیر تک صفحے پلٹنے کے بعد اس کی نظریں ایک جگہ جم گئیں اور دوسرے لمبے اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔

یہ دیکھئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فائل سردار کی طرف بڑھا دی اور دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا۔ اس قدر ضیغم مقالہ میں سے اتنی جلدی اس کی مطلوبہ چیز مل جانے پر وہ مشکوک بھی ادا کر رہا تھا اور ساتھ ہی وہ اسے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم یا حیثی یا قیوم کی برکت گریان رہا تھا۔ کیونکہ پہلے بھی سینکڑوں ہزاروں بار وہ اس اسم اعظم کی برکتوں سے فیض اٹھا چکا تھا۔ بڑے بڑے کھٹن اور مشکل مقامات اس نے صرف اس اسم اعظم کی برکت سے انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین انداز میں پار کر لئے تھے یہی وجہ تھی کہ جب وہ کسی سخت مشکل میں پڑتا تو اس کا دل خود بخود اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا ورد کرنا شروع کر دیتا تھا۔

”تمہاری یادداشت واقعی مجھ سے بہتر ہے عمران!۔ مقالہ میں یہ بات درج ہے کہ ٹاشیم کی لہریں شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں اور ان میں موجود متغایں

ذاتی کی اصل بنیاد بھی یہی ہے۔ نئے حیرت ہے کہ یہ بات میرے ذہن سے مجھے ”خو ہو گئی“۔ سردار نے ایک طویل سانس لے کر قدرے قزندہ سے ہلچے میں کہا۔

”اس میں شرمندہ ہونے والی بات نہیں سردار۔ اگر میں نے بھی چوماہ تک ایک کلو باوام کی گراں نہ کھائی ہو میں تو یقیناً تجھے بھی یہ بات یاد دہرتی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سردار نے ہنستے ہوئے اصل اودیٹر عورت کی طرف بڑھا دی۔

”یہ بیچے، اسے واپس لے جائیے۔“ سردار نے خشک ہلچے میں کہا اور اودیٹر عورت نے یس سر کبک کر فائل لی اور دروازے کی طرف دوڑ گئی، شعی وہ جن نظروں سے عمران اور سردار کو دیکھ رہی تھی اس کے اس انداز پر عمران مسکرا دیا کیونکہ وہ اس اودیٹر عورت لائبریرین کی حیرت کی وجہ جانتا تھا اس نے شاید زندگی میں پہلی بار سردار اور یسے خشک ترین آدمی کو ہنستے اور مسکراتے دیکھا تھا۔

”ڈاکٹر او ظلم نے ٹاشیم کا بڑا تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور اسی تجزیے نے ٹاشیم کی توجہ فلائی سائنس میں یہ حیثیت دلائی ہے لیکن اب سوچنا یہ ہے کہ یہ صحت ہے ہم ٹاشیم کچھ سب سے تھے کیا چیز ہے۔“ سردار نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے یہ ٹاشیم روپ کی ہی کوئی نئی دھات ہو۔“ عمران نے سنجیدہ ہلچے میں کہا۔

”صرف لہروں کی سمتوں کا فرق ہے ورنہ یہ ہر لحاظ سے ٹاشیم ہی ہے۔ اود۔“ اودہ نے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس بابے میں نہیں پڑھا ہے۔“

”مس رقیہ“ ڈاکٹر افضل مرحوم کا وہ غیر مکمل شدہ مقالہ لے آئے۔
 الماری غبر بارہ میں ہوگا“ — سرداور نے خشک لہجے میں کہا۔
 ”ییس سر“ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور سرداور نے
 سیور رکھ دیا۔

”اب مجھے یاد آگیا ہے کہ ڈاکٹر افضل مرحوم ایکسٹنٹ میں ہلاک ہو جانے
 سے قبل اسے ٹی سکس ریز پر کام کر رہے تھے اور ان کی جانکام موت کے
 بعد وہ احوال مقالہ میں نے بھی پڑھا تھا کہ اگر ہو سکے تو اس کو کسی اور سے
 مکمل کرایا جلتے لیکن انہوں نے کوئی ریفرنس ہی نہ لکھا تھا اور ویسے بھی یہ
 بات اعدادہ مقالہ نہ تھا بلکہ صرف پوائنٹس تھے۔ شاید پوائنٹس کی تکمیل کے
 بعد وہ باقاعدہ مقالہ لکھتے اور ان میں سے ایک پوائنٹس میں انہوں نے
 لکھا تھا کہ اسے ٹی سکس ریز کو مصنوعی طور پر جبرام دھات میں محفوظ کیا
 جاسکتا ہے اور جبرام دھات میں پابند ہونے کے باوجود اسے ٹی سکس
 ریز حرکت کرتی رہتی ہیں لیکن ان کی حرکت چونکہ انٹی میکٹن ہو جاتی ہیں
 اس لئے اسے ٹی سکس ریز آئندہ کے لئے ناقابل استعمال ہو جاتی ہیں۔“
 سرداور نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ان کی بات کا جواب دیتا
 دو واڈہ کھلا اور وہی ادھیڑ عمر عورت ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔
 ”اس کی رسید لے لیجئے“ — سرداور نے فائل لیتے ہوئے کہا
 اور مس رقیہ نے سر ملاتے ہوئے ایک چٹ ان کی طرف بڑھا دی۔
 جس پر سرداور نے کستھن کئے اور مس رقیہ واپس چلی گئی۔ عمران خاموش بیٹھا
 ہوا تھا۔ اب اس کی پیشانی پر سوجن کی نشانیں ابھرنی لگی تھیں۔ سرداور نے فائل
 کھولی اور اس کے صفحے چلنے لگے یہ ٹائپ شدہ مسودہ تھا۔ کافی ریت تک

اچانک سرداور نے ایک ہاتھ ماتھے پر رکھتے ہوئے چونک کر کہا۔ ان د
 فرائض اور ابھری ہوئی پیشانی پر پہلے شمارا ڈی تریجی ٹیکریں نمودار ہو گئی تھیں۔
 ”بچی روٹی میں پڑھا ہوگا“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”نہی۔ کیا کہہ رہے ہو بچی روٹی کیا مطلب“ — سرداور عمران د
 بات سنی کر بری طرح چونک پڑے۔
 ”آپ کے ذہن میں شاید یہ علم کا ابتدائی قاعدہ تھا۔ بچی روٹی اور اس کے
 بعد گلستان بوستان کا سبق شروع ہو جاتا تھا“ — عمران نے وضاحت کرتے
 ہوئے کہا اور سرداور نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
 ”ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ بچی روٹی کا سبق میں نے اپنی داوی ادا
 سے پڑھا تھا“ — سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ دادی صاحبہ سے۔ پھر تو کچھ زیادہ ہی بک گئی ہوگی روٹی۔“
 عمران نے جواب دیا اور سرداور قبہتر مار کر ہنس پڑے۔
 ”اے ہاں۔ اوہ سامنے کی بات ہے۔ اوہ مجھے یاد آگیا ویسے تم شاید
 درست کہہ رہے تھے کہ اب واقعی مجھے ریٹا رہو جانا چاہیے۔ اگر میری یادداشت
 کا یہی حال رہا تو مجھے لازماً اس پر سوچنا پڑے گا“ — سرداور نے
 نکلجھت چمکتے ہوئے کہا۔
 ”اے اے، وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔ ابھی آپ کی ریٹا زمین ٹکی ٹو
 کہاں۔ ابھی تو سفید مومچیں دوبارہ کالی ہوئی شروع ہوئی ہیں“ — عمران
 نے کہا اور سرداور قبہتر مار کر ہنس پڑے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے
 انٹرکام کا ویسیر اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔
 ”ییس“ — دوسری طرف سے اسی ادھیڑ عمر عورت کی کھاز سنائی دی۔

ورق پلٹے رہے اور پھر ایک بلکہ کن کی نظریں جم گئیں۔

”یہ دیکھو، یہ پوائنٹ“ سرداور نے فائل گھما کر عمران کی طرف بٹاتے ہوئے کہا اور عمران فائل پر جھک گیا۔

”ٹھیک ہے سرداور لیکن یہ تو مصوعی نہیں ہے یہ تو قدرتی ہے اس لئے میرے خیال میں یہ پوائنٹ اس پر لاگو نہیں ہو سکتا“ عمران نے سنجیدہ طبعیہ میں کہا۔

”جہماری بات درست ہے عمران، لیکن تم نے شاید غور نہیں کیا کہ جیرام دھات بالکل اسی طرح شفاف ہوتی ہے اور اس میں شرفاً عزما قدرتی طور پر نالیاں بنی ہوتی ہیں“ سرداور نے کہا۔

”اوہ — اوہ میں سمجھ گیا۔ آپ کا مطلب ہے کہ یہ ٹکڑا ٹائٹیم کی بجائے جیرام دھات کا ہے۔ لیکن یہ جیرام فاسفورس کی کافوں میں موجود ہے اس لئے یہ چمک اور لہریں اس فاسفورس کے دباؤ کی وجہ سے ہیں“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم نے مجھ سے زیادہ گہرائی میں سوچ لیا ہے لیکن بھتر اس کا فیصلہ ایسی ہو سکتا ہے کہ کیا اس میں چمک فاسفورس کی ہے یا توانائی کی لہروں کی ہے“ سرداور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یعنی“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ سمجھ نہ سکا تھا کہ سرداور کس طرح چمک کرنا چاہتے ہیں۔

”کاسک ریز سے ابھی سب کچھ سامنے آجائے گا۔ ایک منٹ انتظار کرو میں آ رہا ہوں“ سرداور نے دووازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ٹھوڑی دیر بعد سرداور واپس آئے

گلی آنکھوں میں چمک تھی۔

”جہماری آئیڈیا درست نکلا عمران یہ واقعی جیرام ہے اور اس میں چمک لہریں فاسفورس کے دباؤ زدہ ذرات کی بنا پر ہیں۔ یہ دیکھو اب اس کی شکل اور یہ لیبارٹری رپورٹ“ سرداور نے کہا اور انگوٹھی عمران کو بڑھا دی۔ اس میں واقعی چمک اور لہریں غائب ہو گئی تھیں اور قہ نا لیاں سی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے کمپیوٹر رزلٹ لیبارٹری پر دکھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا پھر اس نے ایک طویل سانس لی۔

”یعنی یہ بات تو طے ہو گئی کہ یہ ناشیم نہیں جیرام ہے“ عمران نے کہا۔

”اے ایسے اچھا ہو کہ یہ بات ابتدا میں ہی طے ہو گئی“ سرداور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ کے سرداور۔ اب غصے اجازت دیجئے“ عمران نے کہا اور پھر سرداور سے مصافحہ کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میں مشین گن سمیت ہال میں موجود تھا لیکن ٹام جم اُسے پہچانتا نہ تھا اور
 اس نے اس سے سوال بھی کیا لیکن اس نے اسے بڑی طرح جھڑک دیا
 لہٰذا اس نے ٹام جم ناموش ہو گیا اور اس کے بعد جب بیگی کو وہاں لاکر باندھا
 تو اس کی الجھن مزید بڑھ گئی۔ لیکن اس کے بعد لارڈ ڈراسن کی آمد کے بعد
 نظر ہوئی اس سے ساری صورت حال واضح ہو گئی تھی اور کرنل راک ہیڈ
 گھر کے بعد اسے فوری طور پر اسکاں ہو گیا تھا کہ کرنل راک ہیڈ واقعی
 اس ذہین آدمی ہے اور اگر ایکسٹو کو اصل صورت حال کا علم نہ ہوا
 پھر اس کے لئے خاصی خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی چنانچہ اس
 فوری طور پر یہاں سے فرار ہونے کا سوچنا شروع کر دیا لیکن اس کے
 ہستون کی پشت پر لے جا کر اس طرح باندھے گئے تھے کہ وہ اپنے
 غل کو معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ لارڈ ڈراسن کے جانے کے
 بعد اور اس کے وہ ساتھی جو روسیائی ایجنٹ تھے ناموش گھر سے
 اتے تھے جب کہ میکس ہاتھ میں مشین گن کیڑے بڑے اطمینان سے دھرنے
 قریب رکھی ہوئی کسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی نظر میں ان چاروں پر
 ہفتی نہیں اور ٹام جم کو کچھ ہی طرح معلوم تھا کہ جو کچھ ہونا چاہیے جلد از جلد
 پیشے۔ کیونکہ لارڈ ڈراسن شاید انہیں زیادہ وقت نہ دے۔
 میجر میکس۔ کیا پانی مل سکتا ہے؟ — ٹام جم نے اپنا میکس کی
 دیوکتے ہوئے کہا۔

اب نہیں پانی کی۔ بجائے موت کا بیالہ پینا پڑے گا بس چند لمحوں
 میکس نے بڑے طنز یہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
 تمہارا داؤ لگ گیا ہے میکس۔ لیکن بتیں یہ نہیں بولنا چاہیے کہ وقت

ٹام جم بیگی سے بل کر بوتل البرٹو سے ہار لیا اور پھر ابھی دھان
 میں بیٹھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کے سر پر بھٹ سے وار کیا گیا۔ یہ نہ بیا
 قدر شدید تھی کہ ٹام جم سنبھل ہی نہ سکا تھا اور اس کے ذہن میں یہ کلکتا نہ
 گیا تھا کہ وہ عام حالات میں ٹام جم خاصا پھر تیرا اور مضبوط اعصاب کا مالک
 لیکن ضرب کی شدت نے جیسے اس کی کھوپڑی کی بناڑ دی تھی اور بھلا
 ہوش آیا تو اس نے اپنے کپ کو اس ہال میں ستون کے ساتھ بندھے ہوا
 اس کا سر اب بھی در دی شدت سے پھٹا جا رہا تھا لیکن ہوش میں آنے
 بعد اس نے اپنی قوت ارادی کی بنا پر اپنے آپ کو خاصا سنبھالا
 اُسے جب ہوش آیا تو اس نے اپنے علاوہ دو اور آدمیوں کو بھی
 سے بندھا ہوا دیکھا تھا لیکن وہ دونوں ہی بیہوش تھے اور پلٹ پلٹیں بھی نہ
 اہستہ ہوش آ گیا تھا۔ ٹام جم ہوش میں آنے کے باوجود یہ نہ سمجھ سکا تھا
 کہاں ہے اور اسے کس لئے بیہوش کر کے لایا گیا ہے گو اس وقت

”یہ لو بھروسہ میں پانی تھا سارے منہ میں ڈالنا ہوں“ میکس نے بچے بیٹھے ہوئے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑا ہوا تھا کہ ٹیکٹ ٹام جم جم بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا، اور پھر اس سے پہلے کہ میکس اس کے اس طرح اٹھ جانے پر چونکا۔ ٹیکٹ ٹام جم جم کا چلا، جسم تیزی سے اوپر کوا چلا اور اس کی دونوں ٹانگیں میکس کی گردن میں کسی قبضی کی طرح فٹ ہو گئیں۔ میکس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی ٹانگوں پر کھانیاں مارنی چاہیں لیکن ٹام جم نے اپنے جسم کو ایک جھٹکے سے ستون کی طرف واپس کھینچا جو ٹام جم کی ٹانگوں میں میکس کی گردن چھنی ہوئی تھی اور اس کا سر اگے کی طرف تھا اس لئے اچانک اپنے جسم کو ستون کی طرف کھینچنے کی وجہ سے میکس کا سر ایک دھماکے سے ستون سے ٹکرایا اسی لمحے ٹام جم نے جسم کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا اور ایک بار پھر واپس ستون کی طرف کھینچا اور ایک اور زوردار ٹکرو میکس کے سر کو لگی لیکن میکس ان دو ضربات کے باوجود خاموشاں رہا۔ اس نے ٹام جم کی ٹانگیں دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک جھٹکے سے گردن چھڑوائی چاہی لیکن ٹام جم نے ایک اور زوردار ٹکرو لے کر سیدھی اور اس بار دھماکے سے پہلے سے زیادہ زوردار تھا اور پھر میکس کا جسم ڈھیل پڑ گیا۔ ٹام جم کی ٹانگیں اب کسی مشین کی طرح جھنجھکے کو اور پھر ستون کی طرف اپنے منہ صرف ہو گئیں اور چند ثنوں بعد میکس کا جسم ٹھٹھنے لگا۔ اس کے سر سے خون بہنے لگا تھا۔ ٹام جم نے ایک ٹانگ بٹائی اور دوسری ٹانگ سے میکس کے جسم کو پیلو کے بل فرش پر گرا دیا لیکن میکس کا جسم ستون کے بالکل قریب گرا ہوا تھا۔ ٹام جم اسے گرا کر بجلی کی سی تیزی سے گول ستون کی وجہ سے گھوم گیا۔ اب اس کا جسم ستون کے دوسری طرف ابد بندھے ہوئے ہاتھ میکس کے جسم کی طرف آگئے تھے اور پھر ٹام جم پہلے

تھیں بھی دھوکہ دے سکتا ہے“ — بجلی نے کہا اور میکس ہنس پڑا۔ ”تمہارے فلیسورٹ جسم میں مشین گن کا برسٹ مارتے ہوئے جی حقیقی خوشی ہو گی بجلی۔ کیونکہ تم نے مجھے ہمیشہ تڑپایا۔ تم باس کے کسی پرنسپل میں ڈانٹا بھی گوارا نہیں کرتی تھیں“ — میکس نے دانہ نکالتے ہوئے کہا۔

ٹام جم اس دوران اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے میں نگاہ لایا لیکن گوا ایسے انداز میں بندھی ہوئی تھی کہ اس کی انگلیاں بھی بیشکل حرکت کر رہی تھیں اس کی سوجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ اس چونکیش کو کیسے کنٹرول کرے کہ اچانک کے درد کرتے ہوئے ذہن میں ایک آئیڈیا ابھرا۔ گوا آئیڈیا تو لفظ ہر نامہ رسی تھا لیکن اب جب کہ موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ رسک سنا چارہ ہی نہ تھا اس لئے اس نے ٹیکٹ ٹام جم کے سانس روکا۔ آنکھیں بند کرنا چہرے پر ایسے تاثرات پیدا کئے کہ جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہو اس کے ساتھ ہی وہ ریت کی خالی ہوئی ہوئی ٹوری کی طرح فرش پر بیٹھا چوکا ”پپ پپ پانی“ — اس نے ڈھبیتے ہوئے بلبھیں کہا۔ ”اسے اسے کیا ہو رہا ہے تمہیں۔ اودہ تم تو واقعی پانی کے لیڈر دجا اور شاید باس تم سے کام لینا چاہے“ — میکس نے اٹھتے ہوئے پھر وہ دوڑتا ہوا بال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹام جم اب پر بیٹھ چکا تھا۔ گول ستون سے اس کے بازو بھی نکلتے ہوئے پھینچا تھے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ اس طرح گجڑا ہوا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہو اور پھر چند ثنوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

جاتے ہوئے وہ اپنی مشین گن رکھ گیا تھا اور اب موت واقعی یقینی ہو گئی تھی۔
 ٹیکنین اسی لمحے بکھٹ کر کلائیوں کو جھٹکا لگا اور وہ نلیبہہ ہو گئیں۔ ٹام جم
 بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے اس کے ایک ہاتھ میں موڈر
 خنجر گولی سے بھی زیادہ زہار سے اڑا ہوا ٹھیک اسی لمحے میکس کی شرنگ
 میں گھسٹ چلا گیا جب وہ مشین گن اٹھا کر مڑ رہا تھا۔ میکس پیچ مار کر کسی پرہی
 اٹھ گیا اور ٹام جم نے خون ہتی کلائیوں کے ساتھ ہی اس پر چھلانگ لگائی
 اور دوسرے لمحے مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ میکس نے اپنی گردن سے
 خنجر واپس کھینچ لیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ منہ کے بل کر کسی سے پیچھے
 فرش پر گر گیا۔ اس کی گردن سے خون کا فوارہ سا ابلنے لگا تھا اور ٹام جم نے
 دوسرے لمحے مشین گن کو ہوا میں اچھالا اور پھر کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ
 مشین گن کا دستہ منہ کے بل گرتے میکس کے سر پر پڑا، اور اس کی کھوپڑی
 درمیان سے پھٹ کر رہ گئی اور اس کا پھرنکا ہوا جسم بکھٹ ساکت ہو گیا۔
 ”اوہ — اوہ — اوہ منڈر فل ٹام جم۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو جلدی لگتے
 کھولو۔“ جیکی نے چیخنے ہوئے کہا۔

”سوری مس پیک، اپنی مدد آپ، یہ ایک سبزا اصول ہے۔“
 ٹام جم نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں
 میز پر وہ پیکٹ پڑا ہوا تھا جس میں نقشے کی نقل تھی۔
 ”پلیز ٹام جم۔ پلیز فار گاڈ سیک۔“ جیکی نے ہڈیانی انداز میں کہا۔
 اور اسی لمحے ٹام جم کو خیال آ گیا کہ وہ اس لارڈ ڈراسن باؤس سے واقف
 بنیں ہے اس لئے جیکی کا ساتھ ہونا ضروری ہے ورنہ وہ کہیں بھی پکڑا
 جاسکتا ہے۔

کی طرح فرش پر بیٹھا بیٹا گیا اور اب اس کی انگلیاں میکس کے جسم سے آسانی سے
 ٹھکراتے لگی تھیں۔ اس کی انگلیاں میکس کے جسم پر رینگتی رہیں اور پھر وہ اس کے
 کوٹ کی اوپر والی جھونپی ٹیپ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو ہی گئیں۔
 دوسرے لمحے ایک چھوٹے دستے ادا آہٹائی تیز دھار کا خنجر ٹام جم کے ہاتھوں
 میں تھا۔ ٹام جم نے یہ ساری پلاننگ انہی خنجر کے دسنے کو کوٹ کی جیب سے
 اوپر جھٹکتے دیکھ کر ہی بنایا تھا۔ خنجر ہاتھ میں آئے ہی ٹام جم نے اسے انگلیوں
 میں تھاما اور پھر اس کی دھار کو کلائی کی طرف موڈر کر اس نے دوسرے ہاتھ
 کی انگلیوں سے پکڑ کر اسے زور سے دبا کر آگے پیچھے کیا اور چند لمحوں بعد
 درد کی ایک لہر اس کے پورے جسم میں بھلی کے کوٹ کی طرح دوڑتی چلی گئی
 اس کی کلائی زخمی ہو گئی تھی لیکن وہ ہونٹ دبا سنے تیزی سے خنجر کو دبا کر رگڑ
 رہا لیکن رسیاں ابھی تک پوری طرح کٹی نہ تھیں۔ اسی لمحے بھلی سی کراہ سونہ
 کی دوسری طرف سے سنائی دی اور ساتھ ہی بیکی چیخی۔

”یہ ہونٹ میں آرہا ہے ٹام جم۔“ جیکی کی آواز میں بدحواسی سی تھی۔
 اور ٹام جم نے اور زیادہ زور سے ہونٹ دبا سنے کیونکہ ابھی تک اس
 کی کلائیوں کی طرح مضبوطی سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں
 البتہ ٹام جم مسلسل اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس کی کلائیوں اور انگلیوں سے
 خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں لیکن اس وقت وہ موت اور زندگی کے درمیان پٹ
 صراط سے گزر رہا تھا۔

”اوہ — اوہ میں اسے گولی سے اڑا دوں گا۔“ میکس کی چیخی ہونٹ
 آواز سنائی دی اور پھر ٹام جم کو اس کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز
 سنائی دی جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا جس پر پانی لینے کے لئے

میں جھاگتے ہوئے شمالی سمت کی طرف بڑھتے گئے اور پھر واقعی وہ ایک ایسی عمارت میں پہنچ گئے جس میں پندرہ کے قریب بڑے بڑے گراں جہنے ہوئے تھے۔ ہر گراں میں کسی نہ کسی مشہور کینی کی شاندار کار موجود تھی۔
 ”لیکن ہم نکلیں گے کہاں سے“ — ٹام جم نے بیکی کے پیچھے ایک گراں میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی ہو جائے گا بیٹھو اس کیڈنک میں بیٹھو“ — بیکی نے کہا اور اس کے دونوں سامتی تو عجبی سیٹ پر بیٹھتے جب کہ بیکی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ٹام جم اس کے ساتھ سائیڈ پر بیٹھ گیا۔ مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ بیکی نے کار میں بیٹھتے ہی اس کے سیزنگ کے نیچے ہاتھ ڈال ایک ہندو بہ کھینچا اس کی سائیڈ پریس کر کے اس نے اسے کھولا تو اس کے اندر جھوٹے جھوٹے کیپسول نما ٹرانسمیٹر جو مختلف رنگوں کے تھے ایک خوبصورت ترتیب سے موجود تھے۔ بیکی نے ایک ٹرانسمیٹر کے دونوں سروں پر موجود تاروں کو توڑا اور پھر دوسرے کیپسول کا بھی اس نے یہی حشر کیا اور پھر اس کی انگلیاں برقی رفتاری سے چاروں تاروں کو آپس میں جوڑنے لگیں دوسرے لمحے نہ صرف کار اسٹارٹ ہو گئی بلکہ بس طرف اس کا منہ تھا ادھر موجود دیوار بھی خود بخود درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی تھی اور بیکی نے تیزی سے کیڈنک کار گراں سے باہر نکالی اور پھلے بائیں طرف موڑ کر وہ ایک چنتر سڑک پر سے گھمائی آگے بڑھی گئی۔ سڑک ایک قوس کی صورت میں گھومتی ہوئی عمارت کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔

”مشین گن تیار رکھنا شاید ضرورت پڑ جائے“ — بیکی نے سرگوشی

”اے اے میں تو مذاق کر رہا تھا سچ کی وردہ تم لوگوں کے بغیر بھلا میں جاسکتا تھا“ — ٹام جم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر میکس کے ہاتھ سے نکلی کر فرش پر پڑا ہوا خون سونو خنجر اٹھایا چند لمحوں بعد نہ صرف بیکی بلکہ اس کے دونوں سامتی بھی آزاد ہو چکے تھے۔
 ”اب یہاں سے نکلنے کی ذمہ داری تمہاری“ — ٹام جم نے کہا۔
 ”میرے پیچھے آؤ جلدی کرو“ — بیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 جلدی سے ہال کی اندرونی دیوار میں موجود ایک دروازے کی طرف دوڑنا ٹام جم اور بیکی کے دونوں سامتی اس کے پیچھے تھے۔ دروازہ کھول کر وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر راہداری میں دوڑتے ہوئے وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد تو بیسے کمرے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ مسلسل ایک کمرے سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کمرے گزرتے ہوئے آخر کار ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔ اس کے سامنے ایک خاصا بڑا میدان تھا جس کے بعد قلعہ نما دیوار اور اس میں موجود لوہے کے ایک جھوٹا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ چلنے کی انہیں کس طرف سے لے آئی تھی کہ یہاں تک آ جانے کے باوجود ابھی تک ان سے کوئی آدمی نہ نکلا تھا وہ میدان کو اس کو کے ایک لمحے میں اس دروازے تک پہنچ گئے اور پھر دروازہ کھول کر جب وہ باہر نکلے تو وہ ایک بڑے سے گراسی میدان میں پہنچ گئے تھے جس کے کناروں پر گھنے درخت تھے۔
 ”یہ لارڈ کا گولف کھیلنے کا میدان ہے اس کی شمالی سمت میں گراں ہیں وہاں سے ہم کار حاصل کر سکتے ہیں جلدی کرو“ — بیکی نے کہا اور وہ ب پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتے ہوئے ان درختوں کے نیچے گول دائرے

ساتھ صرف اتنی ہمدردی کر سکتی ہوں کہ تم وہ پکیٹ میرے آدمیوں کو دے دو اور میں تمہیں زندہ سلامت یہیں اتار دوں گی۔ ورنہ — ”جیک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم نے شاید مشین گن کا رخ نہیں دیکھا کہ وہ کس کی طرف ہے اور صرف ٹرگیر دبانے کی دیر ہے۔“ مام جم نے بڑے مطمئن انداز میں کہا وہ اب کار کے دروازے کی طرف مڑا ہوا تھا اور اس کا رخ جیک کی طرف تھا۔

”اوہ تم اس مشین گن کی وجہ سے مطمئن ہو غیور ہون کی طرف تو تم نے دیکھا ہی نہیں۔“ جیک نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اور مام جم نے انتظار داری طور پر تیزی سے عقیقی سیٹ کی طرف گردن گھمائی ہی تھی کہ یکلخت جیک کا ایک ہاتھ پوری قوت سے مشین گن کی نالی پر پڑا اور مشین گن مام جم کے ہاتھوں سے جیسے اڑتی ہوئی جیک کی سائیڈ کھڑکی سے نکل کر باہر سڑک پر جاگری اور اسی لمحے عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور مام جم کا سر سیٹ سے جیسے چپک سا گیا۔ اس کے گردن کے گرد باریک تار سی ڈال دی گئی اور مام جم کی آنکھوں میں جیسے رنگ برنگے ستارے ناچنے لگے۔

”لے لو۔ لے لو جے مت مارو۔“ مام جم نے خرخرات بھرے لہجے میں کہا۔

”مارا کہاں سے صرف بے بس کیا ہے ورنہ تو یہ تار تمہاری گردن کو اس طرح کاٹ سکتا ہے جیسے تار سے صابن کا تپا ہے۔“ جیک نے

کرتے ہوئے کہا اور مام جم یکلخت چوٹا ہو گیا۔ عمارت کے اختتام پر کار تیزی سے گھومی اور پھر ایک لمبی کے بڑے بھانگ کی طرف بڑھنے لگی جس کی سائیڈ میں ایک مسلح دربان موجود تھا۔ بھانگ ابھی کچھ دور تھا کہ جیک نے بارن بجایا اور وہ دربان تیزی سے بھانگ کے سائیڈ سٹون کی طرف بڑھا اور اس نے شاید کسی بٹن کو دبا دیا تھا کہ جب تک کار بھانگ تک پہنچتی بھانگ میکانیکی انداز میں خود بخود دھکتا چلا گیا۔ بھانگ کے درمیان سے جب کار گزرتے لگی تو اس دربان نے باقاعدہ جیک کو سلام بھی کیا۔ جیک نے سر ہلادیا اور کار ایک زمانے سے باہر نکلی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ مختصری دیر بعد کار مارا گئے جانے والی بڑی شاہراہ پر پہنچ گئی۔

”اوہ۔ اس بار تو موت سے بال بال بچے لیکن مام جم تم نے اسے نشتے کی کپڑی تو اٹھائی تھی نا، اب وہ کاپی میرے ساتھیوں کو دے دو۔“ جیک نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

”کون سی کاپی؟“ مام جم نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ پوری طرح چوٹا ہو گیا تھا۔ اس نے جیک کو صرف اس لمحے ساتھ لے لیا تھا کہ اس کی مدد کے بغیر اس کا لارڈ ہاؤس سے باہر نکلنا ناممکن تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی وہ کسی محفوظ جگہ پر پہنچیں گے اس کے بعد موت مال یکلخت بدل جائے گی۔

”وہ پکیٹ جو تمہاری جیب میں ہے۔ دیکھو مام جم تم نے جس زبان سے اس میکس کا خاتمہ کر کے اپنے آپ کو بچھڑایا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے ورنہ تمہاری لاش وہیں میکس کے ساتھ ہی پڑی رہتی میں قبلے

بقبقر لگاتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا رخ بدلا اور اسے تیزی سے سڑک سے اتار کر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف بے جاتی گئی۔ ٹام جم کا پورا جسم جیسے مغلوب سا ہو کر رہ گیا تھا اور سڑک سے نیچے اترنے کی وجہ سے چونک کر کو جھٹکے لگ رہے تھے اور پھر جھٹکے سے باریک تار اس کی گردن میں اندر اتر جاتی تھی اور پھر ٹام جم کی آنکھوں کے سامنے گہرا اندھیرا سا چھا گیا لیکن دوسرے لمحے جیسے بم بجھنے کا دھماکا ہوتا ہے اسی طرح اس کے ذہن میں دھماکا ہوا اور اس کا شعور جاگ اٹھا۔

”اس زندگی کو میری طرف سے انعام سمجھو۔ ٹام جم تم نے میں بچا کر جو احسان کیا ہے وہ میں نے اتار دیا ہے۔“ بیکی کی ہنستی، مولیٰ آواز سنائی دی اور ٹام جم چہ زین پر گر رہا تھا، جلدی سے اٹھا لیکن بے اختیار اس کے دونوں ہاتھ گردن پر جم گئے جہاں تار سے بننے والا بگڑا گھاؤ بھی تک موجود تھا جس سے خون مسلسل نکل رہا تھا اسے کار سے نیچے دھکیل دیا گیا تھا اور شاید یہ کار سے نیچے گرنے کا ہی دھماکا تھا جس کی وجہ سے اس کے ذہن پر چھا جانے والا اندھیرا دور ہو گیا تھا۔ سائیں کی آواز کے ساتھ ہی کار اس کے قریب سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ گئی اور ٹام جم گردن پر پڑے اور ہونٹ بیچھے وہیں زمین پر بیٹھا رہ گیا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور مکمل طور پر بیدار ہوا۔ اور پہلا خیال جو اس کے ذہن میں آیا وہ گردن کے زخم سے نکلنے والے خون کو روکنا تھا۔ اس کی کلائی اور انگلیاں بھی زخمی تھیں لیکن وہ زخم صرف کھال کی حد تک تھا اس نے بہنے والا خون رک گیا تھا البتہ زکرن کی سائیڈ پر فاسا گرا زخم آیا تھا۔ ٹام جم نے جلدی سے زمین پر موجود گھاس ہاتھوں سے لپیٹ لی اور پھر اسے گردن کے زخم پر سلنے لگا۔ اس کا پورا جسم

بھی پکے ہوئے پھوٹے کی طرح ڈکھ رہا تھا۔ سرگردن کے زخم کی وجہ سے ٹرٹھا ہو گیا تھا۔ مسلسل گھاس سلنے کی وجہ سے آہستہ آہستہ خون رکنے لگا اور جب ہتھکوں پر محسوس ہونے والی پچھا پٹ ختم ہو گئی تو ٹام جم ایک طویل سانس مٹا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنا کوٹ اتارا اور پھر ٹھیکس کو پشت پر سے بھاڑ کر اس نے اسے بلے بلے ٹکڑوں میں تبدیل کیا۔ گردن کے زخم پر کچھ گھاس رکھ کر اس نے پٹی سے باندھ دیا اور پھر کپڑے کے دوسرے محوے اس نے پٹی کی صورت میں اپنی کلائی پر باندھے اس طرح وہ

کم از کم پولیس کے ہاتھ چڑھنے سے بچ سکتا تھا۔ گر پولیس کو گردن کا زخم نظر آجانا تو پھر یقیناً اسے پہلے تو ہسپتال لے جایا جاتا لیکن ساتھ ہی اس سے پوچھ گچھ کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا اور وہ جانتا تھا کہ نارگوئے کی پولیس لارڈ ڈراما کی پروردہ ہے۔ اس نے پولیس کے ہاتھ میں جانے کا مطلب دوبارہ لارڈ ڈراما کی ہمتے چڑھنا تھا اور کم از کم یہی وہ نہ چاہتا تھا۔ اس کے کوٹ اور ٹھیکس کے کاربھی خون آلود تھے لیکن اس نے ان پر مٹی مل کر اس طرح کر دیا کہ وہ پہلی نظر میں خون کی حیثیت سے نیچاٹنے جا سکتے تھے ایسا لگنے لگا تھا جیسے ان پر کچھ لگ ہوا ہو پھر کوٹ پہن کر وہ کہتا ہوا اٹھا اور لڑکھڑانے والے انداز میں سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ کوٹ کی وہ جیب پہلے ہی پیکر کچکا تھا جس میں وہ پیکٹ تھا اور اس کی یہ حرکت واقعی پچکا نہ تھی۔ ظاہر ہے بیکی وہ نقشہ حاصل کرنے بغیر اسے باہر کیسے پسینگ سکتی تھی۔ بہر حال یہ بھی جبکی کا احسان تھا کہ وہ زندہ تھا درنہ جس طرح انہوں نے اس پر قابو پایا تھا اس کا قتل ہو جانا یقیناً تھا۔ بیکی اور اس کے ساتھی وائسی اس سے زیادہ تیز رفتار

ثابت ہوئے تھے گو اس نے اپنے آپ کو چھڑانے اور میکس کے غائب
تک ذہانت اور انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن بعد میں وہ تکی اور اس
کے ساتھیوں سے مارا جا جانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

وہ لڑکھڑاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھتا گیا اور پھر پیسے ہی وہ سڑک پر
پہنچا۔ دور سے ایک سُرُخ رنگ کی کار آتی دکھائی دی۔ ٹام جم نے اپنی ٹی
بند کر کے انگوٹھا اٹھا اور والے سے لفٹ مانگنے کا اشارہ کیا۔ تیز رفتار
سے آتی ہوئی کار اُپرستہ ہونے لگی اور چند لمحوں بعد اس کے قریب آ کر
گئی۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

"اے تم تو خاصے زخمی ہو۔ بیٹھ جاؤ۔" لڑکی نے ٹام جم کی طرف
والا دروازہ کھولتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور ٹام جم شکریہ
ادا کرتے ہوئے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لڑکی کار میں اکیلی تھی۔

"کیا ہوا تیس۔ اوہ تمہاری حالت تو بے حد خراب ہے۔" لڑکی
نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں بس۔" ٹام جم نے مکرراتے ہوئے کہا۔
"روزِی۔" میرا نام روزِی ہے میں نارا کا چاربی ہوں۔"
لڑکی نے جلدی سے کہا۔ کار البتہ اس نے آگے بڑھادی تھی۔

"میں روزِی لفٹ دینے کے لئے بیچہ مشکور ہوں۔ دراصل میں سڑک
کاؤس کے بزنس کے سلسلے میں آیا تھا اور کچھ لوگوں کو یہ علم ہو گیا کہ میرے
پاس بھاری رقم ہے وہ مجھے نایاب کار دکھانے کے بہانے یہاں لے
گئے اور پھر یوں سمجھے کہ زندگی بھری کر پڑ گیا ورنہ وہ اپنی طرف سے
مجھے حردہ سمجھ کر ہی پھینک گئے تھے۔" ٹام جم نے کہا۔

"اوہ پیر تو آپ کو پولیس میں رپورٹ کرنی چاہیے۔" لڑکی نے
چمک کر کہا۔

"نہیں بس روزِی۔ اس رقم سے میری جان زیادہ قیمتی ہے پولیس
میں رپورٹ کرنے کا مطلب ہے کہ مجھے کسی بھی ملکہ گروپوں سے بھونا جاسکتا
ہے۔ آپ ازراہ کرم مجھے نارا تک لفٹ دے دیں میں آپ کا بے حد
شکریہ ادا کروں گا۔" ٹام جم نے کہا۔
"ہی سی۔ ٹیکس ہے لیکن مسٹر۔" روزِی نے کہا۔

"فریڈ۔" ٹام جم نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔
"مسٹر فریڈ! میرے خیال میں آٹھ سو پچیس سیتال جانا چاہیے۔" لڑکی نے کہا۔
"نہیں میں صرف نارا تک پہنچنا چاہتا ہوں میں وہاں اپنے آپ کو پوری طرح محفوظ
سمجھوں گا۔" ٹام جم نے کہا اور لڑکی نے سر ہلادیا۔

ٹام جم نے نشست کے ساتھ سرٹکاکر آنکھیں بند کر لیں۔ سردی کی وجہ
سے کار کے شیشے بند تھے اور ٹام جم نے نہ دیکھ لیا تھا کہ شیشے کو ڈسے تھے جن
میں سے باہر سے نہ دیکھا جاسکتا تھا اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

اپنے آدمیوں کی کمزوری میرے مرست ڈالو لارڈ۔ وہ لوگ ستونوں کے بندھے ہوئے تھے اور تھکے آدمی کے پاس شین لگی تھی اس کے چھوٹے اور مردہ پڑا ہوا ہے اور وہ لوگ فرار ہو چکے ہیں۔ اس علاوہ میں نے تو نہیں کہا تھا کہ وہ نقشے کی کاپی تم وہیں نیز پر ہی بیٹھ کر مل رکھ کر بیٹھنے بھی تلخ بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری کرنل، تمہاری بات درست ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے سب کچھ کیسے ہو گیا۔ میکس تو انتہائی ہوشیار آدمی تھا۔“ لارڈ

جس نے کہا۔

”کیسی نہ کی طرح ہر حال یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔“ کرنل نے جواب دیا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا؟“ لارڈ ڈراکسن نے چونک کر پوچھا۔

”جاس۔“ مام جم ہنریس بل سکا البتہ جیکی اور اس کے دونوں ساتھیوں کو دیا گیا ہے اور نقشے کی کاپی والی ایکٹ بھی جیکی کے پاس سے مل گئی ہے۔ انہوں نے یہ حافقت کی تھی کہ وہ آپ کی کپڑا میں نازک جا رہے تھے کہ ہمیں ایک پٹرول پمپ ہوائے نے بتا دیا اور اس کے بعد ہمیں پٹرول کو حرکت میں لایا گیا۔ اس طرح ان تینوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ پیر فائبر ڈرائنگ لاشیں اور نقشے کی کاپی لے کر آ رہے ہیں۔ مام جم کی لاش جاری ہے۔ نازک میں اس کے سب ٹکڑوں کی نجافی کا حکم دے رہا ہے۔“

”وکی نے سرفہر کاٹے ہوئے جواب دیا اور لارڈ ڈراکسن لگن وولوں کے چہروں پر چمک سی اُبھر رہی۔“

”ویری گڈ لارڈ تمہاری تعلیم واقعی بے حد تیز رفتاری ہے۔“

لارڈ ڈراکسن انتہائی غصہ والی کیفیت میں اپنے دفتر نما کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے پیچھے پر غصہ و غضب کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے میکس کی موت اور قیدیوں کے فرار ہونے کی خبر مل چکی تھی اور اس نے وہی اور پیر فائبر ڈرائنگ کے خاتمے کے لئے حکم دے دیا تھا لیکن کافی دیر گزرنے کے باوجود ابھی تک الی میں سے کسی کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تھی۔

ایک طرف کرسی پر کرنل راک پر بھی موجود تھا۔ اس کا چہرہ بھی بھابھو تھا کیونکہ نقشے کی کاپی بھی ساتھ غائب تھی اور اگر نقشے کی یہ کاپی روسیہ پہنچ جاتی تو یقیناً ان کی ساری پلاننگ یکسر نپیل ہو کر رہ جاتی جو انہوں نے پیر فائبر ڈرائنگ تک مسلسل مغز ماری کرنے کے بعد تیار کی تھی۔

”کاش میں تمہاری بات سن کر رک نہ جانا کرنل، تو یہ واقعہ پیش نہ آتا اور اس وقت تک ان کی لاشیں کسی دریا نے نہیں پڑی ہوتیں۔“ لارڈ ڈراکسن نے انتہائی تفصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اوہ مہر و میرا خیال ہے میں یہیں بیٹھے معلوم کر سکتا ہوں۔ پاکیشیا کا ایک پھر سے دارمیرا خاں دوست ہے۔ اس کا کوئی عزیز یہاں ناراگتے ہیں تھا۔ یہاں اس کا معاملہ لگایا اُسے کسی نے میرے متعلق بتایا تو وہ میرے آگیا اور میں نے اسے اپنی سمجھ کر اس کا کام کرادیا۔ وہ میرا بہت ممنون ہوا اس کے بعد بھی وہ جب بھی ایک میرا آتا ہے مجھے سلام کرنے ضرور ہے۔“ لارڈ ڈراکس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے لگی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈائری نکال کر اس کے ورق کھولنے اور پھر ہونیکا چند لکھن بداس نے ٹیلیفون کا ریسورسٹ کیا تو دوسری طرف ایک آواز سنائی دی یہ اس کے ذاتی ایکسیچینج آپریٹر کی آواز تھی۔

”نیس باس۔“ بولنے والی کا لہجہ بے حد موزبانہ تھا۔
 ”ایک غیر فوٹ کرو۔“ لارڈ ڈراکس نے کہا اور پھر اس نے ڈھری ڈروہ نمبر دوہرایا۔

”نیس باس۔“ آپریٹر نے کہا۔
 ”یہ نمبر پاکیشیا کے دارالحکومت کا ہے۔ یہ نمبر وہاں کے کسی اہم ہمد سے پر عمل لیتا۔ اسی سلطان کا ہے تم پہلے پاکیشیا ایکسیچینج سے معلوم کرو کہ یہ نمبر کیا ہے۔ اسی سلطان نامی آدمی کا ہے یا نہیں اور یہ نمبر اس کے گھر کا ہے یا کار، اور وہ کس ہمد سے پر ہے۔ یہ ساری معلومات حاصل کر کے مجھے میرے حکم سے پہلے اس سے رابطہ کر لیا جائے۔“ لارڈ ڈراکس نے کہا۔

”نیس باس۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور لارڈ ڈراکس ہر سیرور کو دیا۔

کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا اور لارڈ بھی مسکرایا۔
 ”ٹینک ہے کاپی مجھے بھجوا دو اور ان کی لائیں برقی مٹی میں ڈالو اور سنو تمام لوگوں کو خبردار کر دو کہ وہ پوری طرح ہوشیار رہیں۔ ہو سکتا کہ بیکی کا باس اس نقشے کی خاطر ہم پر براہ راست حملہ کرے اور شام کی موت بھی مجھے ہر قیمت پر چاہیے۔“ لارڈ ڈراکس نے دکان کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”نیس باس!“ وکی نے سر جھکا کر جواب دیا اور پھر فالس جلا گیا۔
 ”اب ہم اپنے مشن پر عمل کر سکتے ہیں۔“ کرنل نے مہم جلاتے ہوئے کہا۔

”جیکی کے باس کو یقین دلانے کے لئے کہ جو نقشہ ہمارے پاس ہے وہ غلط ہے ہمیں فوراً پاکیشیا پہنچ جانا چاہیے اس طرح پاکیشیا روسیہ دونوں ہی الجھ جائیں گے۔“ لارڈ ڈراکس نے اب قلعے اٹھیا بھرے مذاں میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن وہ نواب اور اس کی بیٹیاں تو میری ہیں اب ہم وہاں جانا کریں گے۔ کس طرح یہ مشن مکمل کریں گے۔“ لارڈ ڈراکس نے غور چاہتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے ضروری ہے کہ تم وہاں کوئی آدمی بھیجو جو جا کر وہ صورت حال کے بارے میں ہمیں مکمل رپورٹ دے کہ تمام جیم جس کا کر رہا ہے وہ کون لوگ ہیں ان کے ساتھ جھگڑا ہی انہیں اور دوسروں کو سکے گا۔“ کرنل راک ہیڈ نے جواب دیا۔

یسیور اٹھایا۔

”یس“ — لارڈ ڈراسن نے سخت ہلچے میں کہا۔

”ایف۔ ای سلطان لائن پر مٹیں بات کیجیے“ — دوسری طرف

سے آپریٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ملکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ کون بول رہا ہے“ — دوسری طرف سے ایک بھاری

سی آواز سنائی دی۔

”آپ ایف ای سلطان بول رہے ہیں“ — لارڈ ڈراسن نے

دوبارہ کہیں نرم ہلچے میں کہا۔

”بالکل میں ایف ای سلطان بول رہا ہوں آپ کون صاحب ہیں“ —

دوسری طرف سے بولنے والے کے ہلچے میں حیرت تھی۔

”میں نارنگو سے لارڈ ڈراسن بات کر رہا ہوں“ — لارڈ

ڈراسن نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ — آپ جناب آپ لارڈ ڈراسن — اوہ یہ تو میری خوش

قسمتی ہے کہ آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے“ — ایف۔ ای سلطان

بھیچیکھت انتہائی موزیانا اور موزانہ ہو گیا۔

”شکریہ مسٹر ایف۔ ای سلطان! میں نے آپ کو ایک خاص مقصد

سے فون کیا ہے، آپ پاکیشیا کے نواب شان الدولہ صاحب سے واقف

ہیں“ — لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”نواب شان الدولہ جی ہاں بالکل، پہلے تو واقف نہ تھا لیکن گذشتہ

تین چار دنوں سے واقف ہوا ہوں۔ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں“ —

ایف۔ ای سلطان نے ہونچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی اندر داخل ہوا۔

”باس! نام ہم کو بھی ختم کر دیا گیا ہے وہ نارنگو پہنچنے سے پہلے ہی

تصے میں جل گیا۔ وہ وہاں سے کسی فون کر رہا تھا کہ اسے گھر لایا گیا اور

اسے گولی مار دی گئی ہے“ — وہی نے موزیانا ہلچے میں کہا۔

”کسے فون کر رہا تھا“ — لارڈ ڈراسن نے چونک کر پوچھا۔

”یہ تو معلوم نہیں ہو سکا جناب“ — وہی نے جواب دیا۔

”اجا ٹیک ہے“ — لارڈ ڈراسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا سلام کر کے واپس آ گیا۔ چند لمحوں بعد ریسور کی گھنٹی بجی اور لارڈ ڈراسن

نے یسیور اٹھایا۔

”یس“ — لارڈ ڈراسن نے انتہائی محکمانہ انداز میں کہا۔

”باس! آپ نے جو خبر لکھوایا ہے وہ ایف ای سلطان کے گھر کا ہے

ایف ای سلطان وزارت خارجہ میں سیکشن آفیسر ہے اور اس وقت

گھر میں موجود ہے“ — دوسری طرف سے آپریٹر نے تفصیل بتا

ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اس سے کال ملاؤ“ — لارڈ ڈراسن نے

بلاتے ہوئے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”وزارت خارجہ کے سیکشن آفیسر کو بھلا کیا معلوم ہو سکتا ہے اس

میں“ — کرنل راک ہیلڈ نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”وہ معلومات تو حاصل کر سکتا ہے“ — لارڈ ڈراسن نے ہن

دیا اور کرنل راک ہیلڈ نے سر ہلادیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور لارڈ ڈراسن

سلطان پوری تفصیل سے معلومات دیا کر رہے تھے۔
 "علی عمران صاحب کون ہیں" — لارڈ ڈراکسن نے چونکے ہوئے
 پوچھا۔

"وہ جناب بظاہر تو ایک اہم سافٹویر انجینئر ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس
 سر رحمان کارڈ کا بے لیکن وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے
 اور جناب وہ اپنے کارناموں کے سلسلہ میں بڑا مشہور ہے ہمارے سیکرٹری
 سر سلطان صاحب بھی اس کی بے حد تعریف کرتے رہتے ہیں۔ جناب پاکیشیا
 سیکرٹ سروس وزارت خارجہ کے انڈر کام کرتا ہے اور سر سلطان صاحب
 ہی انہیں ڈیل کرتے ہیں ویلے میری ان علی عمران صاحب سے تفصیل ملاتی
 تو نہیں ہے لیکن ایک دو بار جو بات چیت ہوئی ہے اس سے وہ انتہائی
 اہم اور منحرف ٹائپ آدمی لگتا ہے لیکن اس کے باوجود سر سلطان صاحب
 اہم تعریفیں کرتے ہیں۔ میرے خیال میں وہی اس کیس کی تفتیش کر رہا ہے"
 ایف۔ ای۔ سلطان نے کہا۔

"آپ کو ان علی عمران صاحب کی رہائش گاہ کا علم ہے" — لارڈ
 ڈراکسن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی وہ کسی فلیٹ میں رہتا ہے۔ میرے خیال میں گنگ روڈ پر ہے
 فلیٹ بے نمبر کا نمبر علم نہیں ہے" — ایف۔ ای۔ سلطان نے
 جواب دیا۔

"اچھا آپ اب ہمیں بتائیں کہ ہم فوٹا صاحب کی بیوہ سے ان کے
 والد کی تعزیت کیسے کریں کیا آپ کو ہسپتال کا فون نمبر معلوم ہے" — لارڈ
 ڈراکسن نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہی اطلاع ملی ہے وہ ہمارے دیرینہ دوست تھے ان کے
 دو بیٹیاں بھی عین ان کا کوئی پتر آپ کو معلوم ہوتا کہ ہم ان سے اپنے دوست
 کی تعزیت کر سکیں" — لارڈ ڈراکسن نے ہونٹ دباہتے ہوئے کہا۔
 "اوہ سر ان کی ایک بیٹی تو ساتھ ہی قتل ہو گئی تھی جب کہ دوسری باہر
 شدید زخمی ہونے کے پڑ گئی ہے اس کا نام شاید ماہ جنس ہے لیکن مجی
 تک وہ ہسپتال میں ہے۔ ہمارے سیکرٹری خارجہ سر سلطان آج صبح
 اس سے ملاقات کے لئے گئے تھے تو میں ان کے ساتھ گیا تھا۔ اب وہ
 پہلے کی نسبت خاصی بہتر ہیں" — ایف۔ ای۔ سلطان نے جواب دیا
 اور لارڈ ڈراکسن ماہ جنس کے نجات ملنے کی اطلاع پا کر بری طرح چونک پڑا
 "وہ کس ہسپتال میں ہیں" — لارڈ ڈراکسن نے پوچھا۔

"جی وہ یہاں کے سپیشل سروسز ہسپتال کے پیش وارتھ کے کمرہ نمبر
 آٹھ میں ہیں۔ فوٹا شان الدولہ صاحب ہمارے وزیر اعظم صاحب کا
 رشتہ دار تھے اس لئے جناب سر سلطان سیکرٹری خارجہ بھی ان کی عیادت کے
 لئے گئے تھے" — ایف۔ ای۔ سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو خبروں کے باسے میں بھی معلوم ہو گیا ہو گا کیونکہ تفتیش بانی
 یول پر ہوئی ہوگی" — لارڈ ڈراکسن نے کہا۔

"تفتیش کا تو مجھے پتر نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ پہلے ان کا کیس
 انٹیلی جنس کے پاس تھا لیکن پھر اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا گیا
 ہے اور یہ مجی سننے میں آیا ہے کہ ان کا قتل کسی انتہائی قیمتی اور کم یا سہ
 کی وجہ سے ہوا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران صاحب اس سلسلہ
 کی بار سیکرٹری خارجہ صاحب سے ملنے آئے ہیں" — ایف۔ ای۔

مشن پر جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور ایڈیا بھی میرے ذہن میں آیا ہے ہم وہ ڈائری جو نواب شان الدولہ کی سب سے ساتھی کے جانینگے البتہ اس میں نقشہ و الصفا مقلد دیا جائے گا اور اصل نقشے کی جگہ غلط نقشہ لگا دیا جائے گا۔ ہم وہ ڈائری بھی وہیں چھوڑیں گے اس طرح روسیائی ایجنٹوں کو پوری طرح یقین آجائے گا کہ واقعی ہم ناکام ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے ہمارے چچا چھوڑ دیں گے۔ لارڈ ڈراس نے کہا۔
 ”تو کیا تم خود وہاں جاؤ گے“ کرنل راک ہیڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں کیوں“ لارڈ ڈراس نے چونک کر پوچھا۔
 ”میرا خیال ہے تمہارا وہاں جانا مناسب نہیں ہے تم نے اس نواب شان الدولہ کو فون کیا تھا اور اسے دھمکیاں دی تھیں اور پھر وہ لڑکی یہاں بھی آچکی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ شک ہو جائے کہ نواب شان الدولہ کے قتل میں ہم ملوث ہیں۔ کرنل راک ہیڈ نے کہا اور لارڈ ڈراس حیرت بھرے انداز میں کرنل کو دیکھنے لگا۔
 ”تم بعض وقت تو انتہائی عقلمندانہ باتیں کرتے ہو اور بعض وقت انتہائی حماقت منہ چھڑا کر باتیں کرتے ہو۔ تمہارے پاس آنا۔ نیکی سے ملنا اور پھر ختم ہو جانا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ پاکیشیا والوں کو پہلے سے شک ہے کہ ہم اس واردات میں ملوث ہیں اور پھر روسیاء والوں کو تو تفصیل سے معلوم ہے اور پھر ہم نے وہاں جا کر اصل نقشے کی ہی بات کرتی ہے اس کے باوجود بھی تمہاری یہ بات“ لارڈ ڈراس نے حیرت بھرے سہمے میں کہا۔

”جی نہیں۔ نمبر تو معلوم نہیں ہے۔ ویسے کل ڈاکٹر صاحب بتا رہے تھے کہ ماہ جنس صاحب ایک دور دراز میں ہسپتال سے ریلیزیئر ہو جائیں گے“ ایف۔ ای سلطان نے کہا۔

”اوہ گڈ۔ پھر تو وہ واپس اپنے محل جائیں گی وہاں کا نمبر مجھے معلوم ہے اچھا شکریہ، آپ کو تکلیف ہوئی۔“ لارڈ ڈراس نے کہا۔
 ”اوہ نہیں جناب! تکلیف کبھی آپ کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں اور ویسے بھی آپ بہت بڑے آدمی ہیں آپ کا فون میرے لئے اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں خامدہم ہوں جناب۔ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو تو بلا تکلف فرما دیا کیجئے۔“ ایف۔ ای سلطان نے جواب دیا۔
 ”اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ٹینک یو دی ری جنج۔ گڈ بائی“ لارڈ ڈراس نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیسو رو کر دیا۔

”تو لارڈ شان الدولہ کی ایک بیٹی زندہ ہے“ کسی بریٹیٹھ ہوئے کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”ہاں ایک تو وہ زندہ ہے دوسرا کوئی اچھی آدمی علی عمران نامی بھی سائنس اہل ہے اب ہم ان دونوں پر جھپٹ کر ان سے اصل نقشے کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں۔“ لارڈ ڈراس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”بالکل اس طرح بات لازماً اڑے گی اور روسیاء ایجنٹوں کو بھی معلوم ہو جائے گا اور ظاہر ہے اصل نقشہ تو ملنا نہیں اس لئے لیٹا ہر ہم ناکام ہو رہے واپس آجائیں گے اور روسیائی ایجنٹ ان کے پیچھے بھاگتے رہیں گے۔“ کرنل راک ہیڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے جاتے ہوئے اس بات کو باقاعدہ اچھا لوں گا کہ ہم کس

”اوہ، میرا مطلب اور تھا لارڈ ڈراکسن پاکیشیائی لوگ انتہائی حد تک فتنہ پسند اور کینز پرور ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ نواب شان الدولہ کے قتل کا انتقام لینے کے لیے تھے پڑ جائیں اس لیے میں نے کہا تھا کہ تمہارا خدو یاں جانا ٹھیک نہیں ہے تم اپنے گروپ کو بھیج دو“ — کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”تو تم سمجھ رہے ہو کہ وہ حقیر پاکیشیائی مجھ سے انتقام لے لیں گے“ — لارڈ ڈراکسن نے بڑے مضرب انداز میں مضربہ مارتے ہوئے کہا۔
 ”میرا تو یہی خیال تھا آگے تمہاری مرضی“ — کرنل راک ہیڈ نے مزہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”لارڈ ڈراکسن کے ہاتھ بہت لمبے ہیں کرنل۔ تم سمجھ رہے ہو کہ یہ چار سپر فائٹرز اور وہی وغیرہ ہی صرف میرے ماتحت ہیں یہ بات نہیں ہے میں نے خفیہ طور پر انتہائی طاقتور تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کی جڑیں پوری افریقا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ میں چاہوں تو پورے پاکیشیائی اینٹ سے اینٹ بجادوں ویسے تبدیلی بات سن کر ایک اور پہلو میرے ذہن میں آئی ہے کہ میرا وہاں واقعی خود جانا میرے وقار کے خلاف ہے۔ یہ بڑا معمولی سا کیس ہے اس کے لیے میرا خود حرکت میں آ جانا میری توہین ہے ٹھیک ہے میں اپنا طاقتور گروپ وہاں بھیجوں گا وہی کی سربراہی میں“ — لارڈ ڈراکسن نے کہا اور کرنل راک ہیڈ نے سر ہلا دیا۔

”تو نتیجہ یہ نکلا کہ خان لینڈ کا سارا مشن ہی ختم ہو گیا۔“ بلیک زیرو نے قد سے ملو سا نہ سلجھے میں کہا۔

”ہاں جب ٹاشیم ہی وہاں موجود نہیں ہے تو پھر وہاں جانے کا تو کوئی ٹمک نہیں بنتا“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا وہ ابھی معزوری دیر پہلے دانش منزل پہنچا تھا اور اس نے بلیک زیرو کو بنک سے انگوٹھی حاصل کرنے اور پھر سردار کے ساتھ ہونے والی تمام بات چیت تفصیل سے بتا دی تھی۔

”میں نے تو تمام انتقامات بھی مکمل کر لئے تھے“ — بلیک زیرو نے کہا۔

”انتقامات کا بل سر سلطان کو بھجوا دو یا پھر ٹمبرو ایسا کرو وزیراعظم صاحب کو بھجوا دو۔ انہوں نے جی پہلے ٹاشیم کا ٹیکہ چلایا تھا“ — عمران نے کھاتے ہوئے کہا۔

جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے ٹام جم جیسے جیسے رپورٹ دینا لگا عمران کی پیشانی پر شکستیں پھیلاتی گئیں۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ روسیہ ہی ایجنٹوں کو الجھانے کے لئے پاکستیا آنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔“ عمران نے اکیسٹو کے لہجے میں کہا۔

”یس یاس! لیکن ہاں اب جبکہ جنگی اور اس کے ساتھی نقشے کی کاپی لے گئے ہیں تو پھر شاید وہ اب پاکستیا نہ آئیں۔ کیونکہ اس طرح روسیہ والے ان سے پہلے فان لینڈ پہنچ جائیں گے۔“ ٹام جم نے رستے رستے ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ان سے محتاط رہو۔ وہ تمہیں یقیناً تلاش کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے ہاں! — اودہ — اودہ — آہ پُرنائز — اودہ۔“

جنگی اور اس کے ساتھی تو نقشے سمیت مل گئے تھے مگر تم غائب ہو گئے تھے ٹام جم۔ لیکن پُرنائز سے چوبے کا بچہ نہیں چھپ سکتا۔ تم کیسے چھپ سکتے تھے۔

ایک غزنی ہوئی انتہائی گرخت آواز سنانی دہنی اور پھر ایک فائر کا دھماکا ہوا لیکن اسی لمحے مشین گن کی ریٹ ریٹ کی آوازیں ابجریں اور ساتھ ہی ٹام جم کی رُوح فرسایچ اور اس کے گرنے کا دھماکا سنانی دیا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔“ پُرنائز پر ناز کر رہے تھے تم حقیر چوبے۔“ وہی غزنی ہوئی آواز نے تہقیر لگاتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر دھماکا ہوئے اور لائن بے جان ہو گئی۔

”ہونہر۔“ ٹام جم ختم کر دیا گیا۔ اور بقول اس پُرنائز کے جنگی اور اس کے ساتھی بھی نقشے سمیت ان کے ہتھے پہلے ہی چڑھ چکے ہیں۔“ عمران نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے ریور کریڈل پر رکھ دیا۔

”نہیں بل۔“ جیسے کا کیا فائدہ۔ بات تو گوم پھر کر پھر سرکاری خزانے پر ہی اُڑے گی لیکن کیا آپ اس لارڈ ڈراکسن سے نواب شان الدولہ کے قتل کا انتقام نہیں لیں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”انتقام ذاتی حیثیت میں تو لیا جاسکتا ہے سرکاری حیثیت سے نہیں۔ اس کی دوسروں میں ایک تو یہ کہ میں جوزف، جونا اور نائیکو کو لے کر نارا گوئے پہنچ جاؤں اور دوسری صورت یہ کہ لارڈ ڈراکسن اور اس کے گروپ کو یہیں بلواؤں۔“ عمران نے کہا۔

”یہاں وہ کیسے آئیں گے۔“ بلیک زیرو نے چنک کر پوچھا۔

”کیسے کیا سر کے بل آئیں گے۔ میرے پاس ایک ایسا کارڈ موجود ہے کہ اگر میں وہ کھول دوں تو وہ سر کے بل آئیں گے اور میں چاہتا ہوں بھی جی ہوں

کہ وہ لوگ یہاں آجائیں اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو میرا اس جہم پر اٹھنے والا ذاتی خرچہ بچ جائے گا اور دوسرا یہ کہ میں ان لوگوں کی لاشیں چاہیں گے قدحوں میں ڈالنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے عمران صاحب! وہ لوگ یہاں آنے کی بجائے میرا خیال ہے فان لینڈ جانے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا میز پر رکے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

”اکیسٹو۔“ عمران نے نفوس لہجے میں کہا۔

”میں ٹام جم ہوں رہا ہوں جناب۔“ دوسری طرف سے فارن پمٹ

ٹام جم کی آواز سنانی دی۔

”کیس کیا رپورٹ ہے۔“ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں

”جارج، نامار گئے میں کوئی لارڈ ڈراسن بھی ہے“ — عمران نے اُسی بدلے ہوتے بلجے میں کہا۔

”ہاں ہے۔ کیوں نہیں اس کی یاد کیسے آگئی“ — جارج نے چونکے ہوئے بلجے میں کہا۔

”جارج، تم جانتے ہو کہ میرا حذہ معلومات فروخت کر لے رہا لارڈ ڈراسن کیسی پارٹی ہے اگر میں اس کے مطلب کی اہم معلومات دینا کروں تو کوئی رقم مل جائے گی؟“ — عمران نے کہا۔

اوہ — تمہارے پاس کیا معلومات ہیں میں سمجھا نہیں وہ انتہائی سخت آدمی ہے ایسا نہ ہو کہ اٹا لینے کے مینے پڑ جائیں“ — جارج نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”سنو جارج! میرے پاس اس کے سب سے انتہائی اہم معلومات ہیں اگر وہ پارٹی اچھی ہے تو بتاؤ میں تمہیں بھی مقول کمیشن دوں گا“ — عمران نے کہا۔

”ہاں پارٹی تو بہت اچھی ہے لیکن“ — جارج نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

لیکن کی بات چھوڑو۔ اگر وہ پارٹی اچھی ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں کیا تم اس سے میری بات کر سکتے ہو۔ میں ایک اہم مسئلے میں الجھا ہوا ہوں اس لئے فوری طور پر نارنگوئے آ نہیں سکتا اور معلومات ایسی ہیں کہ اگر دیر ہو گئی تو پھر ان سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا“ — عمران نے کہا۔

”پہلے مجھے کوئی آئیڈیا دو تو میں بات کروں مجھے اس کے گروپ سے براڈر لگتا ہے“ — جارج نے کہا۔

”مہم چمکنا تو اچھا تھا“ — بلیک زیرو نے افسوس سے بلجے میں کہا۔
 ”اس لارڈ ڈراسن نے اپنی موت کو اور زیادہ عجبر تک بنالیا ہے اب مجھے فوری طور پر وہاں پہنچنا ہوگا۔“ مہم جم کے قتل کے بعد اب یہ کام صرف شان اللہ ورتک ہی خود وہیں رہا بلکہ اب یہ پالیشیا سیکرٹ سروس کا سرکاری کام ہو گیا ہے۔“ عمران کے بلجے میں بے پناہ غزابت تھی۔
 ”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ آپ کے پچھنے سے پہلے وہ فان لینڈ کی طرف روانہ ہو جائے۔ نقشہ تو اُسے مل ہی گیا ہے۔ وہ تو آئے ہی اصل سمجھ رہا ہوگا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا بھی بندوبست کرنے چڑے گا“ — عمران نے کہا اور پھر اس نے کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اس کے چہرے پر سختی تھی لیکن پیشانی پر ابھرنے والی شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی خاص بات پر غور کر رہا ہے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے شیفلون کا ریبورڈ اٹھایا اور اس کی انگلی تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئی۔

”ییس ڈی جارج بار۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سیور میں ابھری۔
 ”جارج سے بات کر او۔ میں نارنگ سے ٹوٹی بول رہا ہوں“ — عمران نے بدلے ہوئے بلجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز سیور پر ابھری۔

”ییس جارج بول رہا ہوں، کیسے فون کیا ٹوٹی؟“ — بولنے والے کے بلجے میں خاصی بے تکلفی تھی۔

بات کرنا چاہے پھر۔۔۔۔۔ جارج نے کہا۔

”تو پھر ایک نمبر فرسٹ کرو۔ یہ میرے ایک دوست کا ہے۔ میں وہیں موجود ہوں۔ تم اس نمبر پر کال کر کے مجھ سے بات کر سکتے ہو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے والٹس منزل کا وہ مخصوص نمبر دیدیا جو اس نمبر سے ہٹ کر تھا۔
”ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔“ جارج نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

”یہ جارج اور ٹونی کون ہیں؟“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”یہ دونوں پہلے ناراگ میں معلومات فروخت کرنے کا دھندا کرتے تھے۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پھر ایک گروپ کی وجہ سے جارج ناراگ چھوڑ کر ناراگوٹے شفٹ ہو گیا۔ اس نے وہاں معلومات فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ بارہمی بنالیا ہے۔ میں ایک کیس کے سلسلے میں ناراگوٹے سے گذرتے ہوئے اسے ملا تھا۔ جبکہ ٹونی وہیں ناراگ میں ہی معلومات کی فروخت کا دھندا فرما رہے۔ میں چونکہ براہ راست ملنے نہ آ جاتا تھا اور پھر ٹونی کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ وہ گذشتہ ایک ہفتے سے یہاں پاکستان آیا ہوا ہے۔ یہاں اس کا جھگڑا ہوا۔ وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ اس کے خلاف کیس بھی بن گیا وہ چونکہ میرا صاحبزادہ دوست ہے اس لئے اسے میں یاد آ گیا۔ چنانچہ اس نے مجھ کو ملکہ پیغام پہنچوایا۔ میں جا کر اسے ملا۔ جھگڑے میں اس کا قصور نہ تھا اس لئے میں نے اس کا کیس ختم کر دیا لیکن وہ عاصما زخمی ہے اس لئے کم از کم ایک ماہ سے پہلے واپس نہ مل سکے گا۔ اس لئے میں نے اس کا نام استعمال کیا ہے بہر حال یہ مقصد تو صرف اتنا ہے کہ کسی طرح دو تین روز کے لئے اس لارڈ کو وہیں ماراگوٹے میں رکھنے پر مجبور کر دوں۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اچھا سنو میرے پاس پاکستان کے سلسلہ میں اہم معلومات ہیں۔ لارڈ ناراگ نے پاکستان سے کسی قیمتی خزانے کا نقشہ پاکستان کے نواب شان الدولہ کو قتل کر کے حاصل کیا ہے لیکن وہ نقشہ دراصل جعلی ہے۔ اصل نقشہ پاکستان میں موجود رہا۔ وہ نقشہ نواب شان الدولہ نے اپنے خفیہ لاکر میں رکھا ہوا تھا اور وہ نقشہ میرے ہاتھ چڑھ گیا ہے اگر لارڈ معقول قیمت دے تو وہ نقشہ میں اسے فروخت کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

اوہ۔ اوہ اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے ہم اس سے بڑی رقم حاصل کر سکتے ہیں تم کہاں سے بول رہے ہو اپنا نمبر مجھے دوں لارڈ سے بات کر کے ہمیں کال کرنا ہوں۔“ جارج نے بڑے خوشیے بولے ہیں کہا۔

”سنو جارج! میں ناراگ سے نہیں بول رہا پاکستان سے بول رہا ہوں میں ایک کام کے سلسلہ میں یہاں آیا تھا اور پھر ایسے اتفاقات ہوئے کہ یہ سارا سلسلہ میرے سامنے اٹھ گیا اور نقشہ بھی ہاتھ لگ گیا۔ میں نے پاکستان سے ہمیں اس لئے کال کیا ہے کہ لارڈ کو فوری طور پر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے پاس جعلی نقشہ ہے تو پھر یقیناً وہ اس جعلی نقشے کو ہی اصل سمجھ کر اپنی جہم پر روانہ ہو جائے گا۔ میں چونکہ براہ راست اس سے واقف نہیں ہوں ناراگوٹے میں تم سے واقف ہوں۔ اس لئے میں نے نہیں فون کیا ہے تم اس سے بات کرو۔ اگر وہ معقول رقم دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو میں نقشہ لے کر فوراً ناراگوٹے پہنچ جاتا ہوں۔ میں تمہیں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے لارڈ مطمئن ہونے کی غرض سے تم سے براہ راست

نہ بڑے حلیصان بلجے میں کہا وہ چونکہ ٹوٹی کی طبیعت سے واقف تھا اس لئے اس کے انداز میں بات کر رہا تھا۔
 ”رقم کی بات چھوڑو ٹوٹی، تم نے تو مجھے مصیبت میں پھنسا دیا ہے۔ انہوں نے فوراً مجھے اپنے محل میں بلوایا ہے تاکہ میں ان کے سامنے تم سے بات کروں۔“ جارج کی قدرے ہراساں سی آواز سنائی دی۔
 ”اس میں مصیبت کی کیا بات ہے جارج۔ یہ تو سوئے کی بات ہے۔ اگر لارڈ صاحب سودا نہیں کرنا چاہتے تو نہ بھی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بیسویں لارڈ ڈراکسن بول رہا ہوں۔“ اپنا ایک ایک بھاری لیکن انتہائی کرخت اور ٹھکانہ آواز سنائی دی۔ اس نے شاید ریسور جارج کے ہاتھوں سے بھیج دیا تھا۔

”یس سر۔ میں ٹوٹی بول رہا ہوں۔ جارج نے آپ کو بتا دیا ہو گا میرے پس آپ کے لئے انتہائی قیمتی چیز موجود ہے۔ اگر آپ سودا کرنا چاہیں تو بات کریں ورنہ بات ختم کر دیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم نے جو کہ جارج کو بتایا ہے وہ سراسر بھوکا ہے اور سونیں نے بھی تمہارا نام سنا ہوا ہے لیکن میرا نام لارڈ ڈراکسن ہے۔ لارڈ ڈراکسن سے ڈانچ کر کے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے۔“ لارڈ ڈراکسن نے چیختے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”یس سر لیکن مجھے آپ کو ڈانچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے جب آپ کو مال دلوں گا تو رقم لوں گا۔“ عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔
 ”تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم تاراک سے پاکیش کیسے چننے گئے تمہارا وہاں کیا

ادبجیک زیرو نے سر ہلادیا۔
 ”تم وہ سپیشل خرفون پس یہاں لاکر رکھ دو اور اسے آن کر دو۔“ جگہ کس وقت جارج کی کان آجائے۔“ عمران نے کہا اور ایک زیرو سر ہلانا ہوا تھا اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈائریس فون سیٹ تھا اس نے وہ لاکر عمران کے سامنے رکھ دیا۔
 ”میں نے اسے کلکٹ کر دیا ہے۔“ ایک زیرو نے فون سیٹ رکھتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

”کانفی کی ایک پالی لادو مسلسل کام کرتے کرتے میں تھک گیا ہوں۔“ عمران نے چند لمحوں بعد کہا اور ایک زیرو سر ہلانا ہوا تھا اور ایک بلڈ پھر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پانچ منٹ بعد اس نے کانفی کی ایک پالی لاکر عمران کے سامنے رکھی اور ایک وہ اپنے لئے بنالایا تھا۔ عمران خاموشی سے کانفی سب کرنے میں مصروف ہو گیا۔
 ”آپ نام جیم کی موت کا سن کر کبھی زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔“ ایک ڈیرٹ نے کہا۔
 ”ہاں! مجھے اس کی موت پر دکھ پہنچا ہے۔ وہ ہمارا بہت اچھا شخص تھا اور میرے ساتھ تو اس کے بڑے مخصوص تعلقات تھے۔“ عمران نے کہا۔
 اور ایک زیرو سر ہلانا خاموش ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد سپیشل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”یس۔“ عمران نے ٹوٹی کے بلجے میں کہا۔
 ”میں جارج بول رہا ہوں سر ٹوٹی کا دوست۔“ میں نے اس سے بات کرنی ہے۔“ جارج کی آواز سنائی دی۔ اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ بولنے والا ٹوٹی کا دوست ہے جس کا نمبر ٹوٹی نے بتایا تھا۔
 ”میں ٹوٹی ہی بول رہا ہوں جارج! سناؤ کتنی رقم میں سودا ہوا۔“ عمران

کا دم ہو سکتا ہے۔" لارڈ ڈراسن نے کہا۔

"یہ میرا بچی مسئلہ ہے۔ اس دمندے میں بعض اوقات مجھے افریقہ کے انتہائی دشوار گزار علاقوں میں بھی جانا پڑتا ہے۔ آپ تو پاکیشانی بات کر رہے ہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو ٹوٹی غصے پہلے تم مطمئن کرو کہ تم واقعی مجھے ڈانج نہیں کر رہے اور اگر واقعی تم ڈانج نہیں کر رہے تو میں نہیں ہتھاری موقع سے بھی زیادہ رد دے سکتا ہوں۔" اسبار لارڈ ڈراسن نے قدم سے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک بچی کا دم کے سلسلہ میں پاکیشانی علاقوں کی زیر زمین دنیا میں میرے بہت سے دوست موجود ہیں۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کے کسی نواب کو اور اس کی بیٹی کو انتہائی جیسا تک انداز میں قتل کر دیا گیا ہے۔

پہلے یہ کیس اینٹلی جینس کے پاس تھا اور اب یہ کیس یہاں کی سیکرٹ مرہ کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ اینٹلی جینس کے آدمیوں سے، یہی یہ معلومات زیر زمین دنیا تک پہنچیں کہ یہ سارا کچھ کسی قیمتی دھات ٹاشیم کے نقشے کی بنا پر ہوا ہے اور اینٹلی جینس نے یہ سراخ لارڈ کے زخمی ہونے والے ملازموں سے لگایا تھا کہ اس واردات سے قبل نارا گھوٹے کے لارڈ ڈراسن نے نواب

شان الدولہ کو فون پر دھمکیاں دی تھیں اور نقشہ طلب کیا تھا جو کہ لارڈ نے نارا گھوٹے کے لارڈ کی ایک رٹکی زندہ پٹائی تھی۔ اس نے بتایا کہ نقشہ لارڈ کی ذرا

ڈائری میں تھا اور وہ ڈائری غائب ہے لیکن پھر اس رٹکی سے اینٹلی جینز کو یہ رپورٹ ملی کہ نواب صاحب نے جو نقشہ اپنی ڈائری میں بنایا تھا وہ

تھا۔ اصل نقشہ کسی انگوٹھی کے ساتھ اس نے پہلے ہی خفیہ لاکر میں محفوظ کر

تھا۔ چونکہ یہ معاملہ کسی قیمتی دھات کے نقشے کا تھا اور پھر نارا گھوٹے تو ہمارا اپنا علاقہ تھا اس لئے فطری طور پر میں نے اس معاملے میں انٹر سٹ لیا اور پھر میں نے زیر زمین دنیا کے ایک دوست کی مدد سے اس اسپیکر کا سراخ لگا لیا جس نے لاکر سے وہ نقشہ سرکاری تحویل میں لے لیا تھا۔ اس طرح یہ نقشہ بینک کے لاکر سے نکل کر اینٹلی جینس کی تحویل میں پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد ظاہر ہے مجھے انتہائی بھاری رقم خرچ کرنی پڑی اور وہ نقشہ میں نے حاصل کر لیا۔ اب اینٹلی جینس والے خود بھی انٹینس کرتے پھر بگ گے کہ سرکاری لاکر سے وہ نقشہ کیسے غائب ہو گیا۔ چونکہ مجھے اس نقشے کی اہمیت کا بخوبی علم ہو گیا تھا اس لئے مجھے یقین تھا کہ اس کی بھاری قیمت مل سکتی ہے اور چونکہ میں آپ سے براہ راست واقف نہ تھا اس لئے میں نے اپنے دوست جارج سے بات کی۔ اب آپ گراسے خریدنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں اس کے لئے کوئی اور پارٹی تلاش کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"تم نے وہ نقشہ دیکھا ہے۔" لارڈ ڈراسن نے پوچھا۔

"جی ہاں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے نقشوں وغیرہ کے بارے میں سمجھ نہیں ہے لیکن نقشے کے ساتھ چار کا غذات بھی موجود ہیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ اصل نقشہ یہی ہے اور جعلی نقشہ ڈائری میں بنایا گیا ہے اور پھر نقشے کے بدلے میں تفصیلات ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوسکے، تم کب تک وہ نقشہ مجھ تک پہنچا سکتے ہو۔" لارڈ ڈراسن نے کہا۔

"میں پاکیشانی ہوں۔ ظاہر ہے مجھے نارا گھوٹے پہنچنے تک تین چار روز

ولنگ ہی جائیں گے تو کیا آپ اسے مزید ناچاہتے ہیں۔" عمران کے

بچے میں اشتیاق ابھر گیا۔
 ”مال دیکھ لیجیو کیا کہہ سکتا ہوں پہلے مجھے وہ نقشہ دکھاؤ اس کے بعد فیصلہ ہو سکتا ہے۔“ لارڈ ڈراسن نے جواب دیا۔

”جناب آپ ناراض نہ ہوں تو میں بتاؤں کہ آپ برسے آدمی ہیں۔ اگر آپ نے زبردستی نقشے پر قبضہ کر لیا تو میں آپ کا کیا لگاڑ سکتا ہوں آپ ایسا کریں کہ سودا کر لیں اور رقم ہمارے کماندے کے طور پر دے دیں، اگر نقشہ دینے کے بعد آپ کا موڈ مین گیا تو میں باقی کاغذات بھی آپ تکس پہنچا دوں گا اور جارج سے رقم لے لوں گا۔ دیکھیں جناب اصرار نہیں بھی تو اپنے تحفظ کے بارے میں سوچنا ہی چاہیے۔“ عمران نے کہا۔

”تم میرے متعلق غلط انداز میں مت سوچو مجھے اصل چیز چاہیے رقم کی پرواہ مت کرو تم نقشہ اور کاغذات لے کر آ جاؤ اس کے بعد جو رقم تم کو ملے گی تمہیں مل جائے گی۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ بات ہمارے بنس کے اصول کے خلاف ہے آپ کل کو سودا کریں۔“ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ! تم ضرورت سے زیادہ ہی دبی آدمی ہو ٹھیک ہے بات کرو کتنی رقم مانگتے ہو۔“ لارڈ ڈراسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایک بات کروں گا۔ دس لاکھ ڈالر لوں گا۔“ عمران نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے منظور ہے میں جارج کو رقم دے دوں گا تم نقشہ لے کر آ جاؤ۔“ لارڈ نے کہا۔

”اوہ شکریہ جناب! آپ واقعی لارڈ ہیں۔ میں چار روز بعد جارج سے رابطہ کروں گا۔ میں تم ہی یہاں سے روانگی کا بندوبست کرتا ہوں۔“ عمران

نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے آخر کے منظور ہونے پر بے حد خوشی ہو رہی ہو۔
 ”اس نقشے کی اچھی طرح حفاظت کرنا۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔
 ”ہاں بے شک وہاں ہیں جناب! اس کو میں نے پہلے ہی اپنی جان سے نچوڑ کر رکھا ہوا ہے۔“ عمران نے کہا اور یہ یور رکھ دیا۔

”لو بھیجی جا رہے ہفت خواتن بھی ملے ہو گی۔ اب یہ لارڈ لاڈ لانا چار روز تک میرا انتظار کرے گا۔“ عمران نے ریسپور رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پروگرام کیا ہے۔ وہاں لارڈ کے پاس سپر فائٹرز ہیں تو یہاں میرے ہیں بھی دو سپر فائٹرز موجود ہیں۔ اب یہ فیصلہ وہاں جاکر ہی ہو سکتا ہے کہ ہر فائٹر کے ٹائٹل کا اصل مقدار کون ہے۔ باقی ٹائٹل اور میں بطور ریفری ہر چلے جائیں گے۔“ عمران نے جواب دیا اس کا موڈ اب بالکل ہلکا ہوا تھا۔

”مطلب یہ نکالو کہ آپ اس مشن پر ٹائٹل جو زف اور جوانا کو ملے جانا ہوتے ہیں۔ ٹیم میں سے کسی کو نہیں لے جانا چاہیے۔“ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اب ساری ٹیم کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مقابلہ تو سپر فائٹرز کے مابین کا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔ جو زف اور جوانا مجھ سے واقف ہی ہیں البتہ ٹائٹل والا مسئلہ ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

اُسے ایک بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ وہ روسیاء ہی یخینوں والے ان کے پاس کو یقیناً اپنے آدمیوں کے قتل کی اطلاع مل چکی ہوگی۔ — یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نقشہ بھی واپس جا چکا ہے۔ اس لئے یقیناً اب وہ لارڈ ڈوراسن کے پیچھے پڑ جائیں گے تاکہ اس سے نقشہ حاصل کر سکیں اور یہی ہو سکتا ہے کہ ہماری اس بات حیت کی خبر بھی ان تک پہنچ جائے کہ اصل نقشہ لارڈ ڈوراسن کے پاس پہنچ رہا ہے ایسی صورت میں تو وہ اس نقشے کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ — عمران نے چونکے ہوئے ہوئے ”تو پھر۔“ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

”تو پھر ان سے بھی تو نمٹا پڑے گا۔ اس لئے یقیناً میں سے صغدر تخی اور جولیا کو بھی ساتھ لے لیتے ہیں۔ یہ ہم سے علیحدہ رہ کر حالات کاہٹا لیں گے۔ اگر ضرورت پڑی تو وہ میدان میں آجائیں گے ورنہ سیر کر کے نکال آجائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

پھر آپ ایسا کریں کہ صغدر، تنویر اور جولیا کی بجائے صدیقی، چولان و نعمان کو ساتھ لے لیں۔ میں بھی ساتھ چلا جاؤں گا۔ اگر پیچھے کوئی بات ہوتی تو جولیا صغدر، شکیل، تنویر اور خاور کے ساتھ مل کر سنبھال لے گی۔“ بلیک زیرو نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تو تم ہر صورت میں ساتھ جانا چاہتے ہو۔ پلوٹنیک ہے پھر ایسا کہ میں کڑا تیکر کو ڈراپ کر دیتے ہیں۔ اس طرح میں، تم، جوزف اور جوانا ساتھ چل پڑتے ہیں اور صدیقی، چولان، نعمان اور خاور تو تم نارا کر بیچ دو۔ اگر ضرورت پڑی تو تم انہیں نارا گوشت سے کال کر کے بلا سکتے۔ ضرورت پڑی تو نہ سہی“ — عمران نے کہا اور بلیک زیرو خوشی سے

اچھل پڑا۔

”بہت بہت شکریہ جناب! اب مجھے بھی مکمل کر کام کرنے کا موقع ملے گا۔“ بلیک زیرو نے کہا اور عمران مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے گروپ کو تو عام فلتاٹ میں نارا کر بیچوا دو اور ہائے نے جہاز چلڈر کر لارڈ ڈورائیکٹ نارا گوشت کے لئے۔ باقی تمام منتقامات بھی مکمل کر لیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ کل بیچ یہاں سے چل پڑیں گے۔“ عمران نے کہا اور آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”سوری باس! ٹی فور، مس جیکی، ٹی سکشین، ٹی ایون اور ٹی تھری ٹو بلاک جوپکے میں مطلب یہ کہ نارنگوٹے میں موجود ہمارے گروپ میں سے صرف میں اور ٹی ٹو باقی بچکے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فنانس اینڈ ٹام جم کو بھی بلاک کر دیا گیا ہے جس وقت اس پر مشین گن کاپرٹ لٹا لگایا اس وقت وہ فون کر رہا تھا اور میں نے اس سلسلہ میں جوائننگز کی ہے اس کے مطابق وہ پاکیشیا کال کرنے میں مصروف تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنی رپورٹ لے رہا تھا یا اسے چکا تھا اور اس کی موت کی اطلاع بھی پاکیشیا سیکرٹ تک پہنچ چکی ہوگی کیونکہ اسے وہیں فون باکس کے اندر ہی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے اور اس کی موت کے بعد بھی ریسورسز نیچے نکل رہا تھا۔ بعد میں گریوں سے فون باکس بھی توڑ ڈالا گیا۔ اس کے بعد میں نے نقشہ اڑانے کے لئے خود کوشش کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے مجھے ایک آدمی سے ملنے کے لئے نارنگوٹے ڈی جارج بار تانا پڑا۔ اس آدمی کے پاس ایسے وسائل موجود ہیں کہ وہ لارڈ ڈلاس سے نقشہ اڑانے کا تہیہ کر رہا ہے تاکہ مجھے اطلاع ملی کہ وہ آدمی بار کے مالک جارج کے ساتھ لارڈ ڈلاس ہاؤس گیا ہوا ہے میں وہیں اسکی والدہ کا انتظار کرتا رہا۔ اسکی والدہ کافی دیر بعد ہوئی جب میں نے اسے کام بتانے سے پہلے اپنی عادت کے مطابق ٹی ٹو اتناہائی اچھٹا ہوا کہ نقشہ لارڈ ڈلاس کے پاس سے اوجس کی کاپی اڑاتے ہوئے مس جیکی کے ساتھ ہمارے چار بہترین آدمی ملے جاچکے ہیں وہ جمعی ہے۔ ٹی تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جیکی نے خود گروپ کے ساتھ جا کر اس نواب سے نقشہ حاصل کیا اور نواب اور اس کی بیٹیاں ماری

کھڑے کا دروازہ کھلا اور نیز کے پیچھے بیٹھا ہوا تعاقب نظروں اور بالکل پیالے جیسے ڈالا ادھیر عمر جو تک پڑا۔

”میں حاضر ہو سکتا ہوں باس“ — دروازے پر کھڑے ہوئے ایک صحت مند جوان نے بڑے موذیانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ ایس کم آن“ — گنجے سر والے باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جوان جلدی سے آگے بڑھا اور پھر میز کے سامنے پڑی چلی گئی پر بیٹھ گیا۔

”باس! صورت حال بے حد سنجیدہ ہو گئی ہے اس لئے رپورٹ دینے مجھے خود آنا پڑا ہے تاکہ اس معاملے میں تفصیلی ڈسکس ہو سکے“ — فوجیوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پہیلیاں مست بھجواؤ ٹی تھری! واضح اور صاف بات کیا کرو میرے پاس فالو وقت نہیں ہوتا“ — گنجے باس نے انتہائی کڑختی لہجے میں کہا۔

گئیں اور اب تم کہہ رہے ہو نقشہ جعلی ہے۔“ مجھے سر والا باس جو بڑی خانوئی سے بیٹھا تفصیل سن رہا تھا۔ ٹی تقرری کی بات سن کر بری طرح اچھل پڑا۔
 ”یس باس! یہی وہ اہم ترین بات ہے جس کے لئے مجھے خود نارگوئے سے اپنا پڑا ہے۔“ ٹی تقرری نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ باس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سخت الجھم میں کہا۔

”باس جیسے ہی تجھ پر یہ انکشاف ہوا، آپ کی طرح مجھے خود بھی اس پر یقین نہ آیا چنانچہ پھر میں نے اس کی مزید تفصیل حاصل کرنے کے لئے اس آدمی کو کچھ رقم بھیج کر تفصیل کے مطابق پیر چیلر کو پاکیشیا کے فواب شاہن الدولہ نے پہلے ہی اپنی ڈائری میں ایک فرنی نقشہ بنا کر رکھا تھا جب کہ اصل نقشہ اس نے اپنے خفیہ لاکر میں رکھوا دیا تھا۔ اس کا پتہ اس طرح چلا کہ فواب کی بڑی دکان ماہ جن میں مرنے سے نکل گئی اور انٹلی جنس نے اس سے یہ راز حاصل کر کے اس نقشہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ناراک کا ایک آدمی ٹوٹی جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے اپنے کسی کام سے پاکیشیا گیا ہوا تھا وہاں اس کے زیر زمین دنیا کے افراد سے تعلقات تھے اور ظاہر ہے ایسے افراد مقامی ایٹمی جنس سے بھی تعلقات رکھتے ہیں چنانچہ انٹلی جنس کے کسی ایک پکڑی دج سے یہ بات زیر زمین دنیا تک بھی پہنچ گئی تھی اور وہاں سے ٹوٹی کے کان میں پڑ گئی ٹوٹی کو یہ مورت اپنے دھندے کے لئے بڑا بہتری نظر آیا تو اس نے ہماری رقم خرچ کر کے اپنے دوستوں کو ملے اس انیکپٹسے وہ اصل نقشہ خریدیں ڈی ملی بار کا مالک جانتے ٹوٹی کا دوست ہے ٹوٹی نے جارج کو پاکیشیا سے فون کیا اور اس سے اس نقشے کی لارڈ ڈرائس سے سونے بازی میں مدد چاہی اور معمول

بخشی دینے کا وعدہ کیا۔ جارج کے لارڈ ڈرائس سے ڈائریکٹ تعلقات نہ تھے اس لئے اس نے اس بارے میں اس آدمی کی مدد لی جس سے ملنے لگا تھا۔ اس کا لارڈ ڈرائس سن باؤس میں اچھا اثر و سون ہے وہ وہاں کے محکمہ پٹرول ہے چنانچہ جارج اس آدمی وافت کو ساتھ لے کر لارڈ ڈرائس ہاؤس گیا وہاں لارڈ ڈرائس بھی یہ انکشاف سن کر بے حد پریشان ہوا۔ وہاں سے جارج نے پاکیشیا ٹوٹی کو دوبارہ فون کیا اور لارڈ ڈرائس نے ٹوٹی سے بلکہ رات بت چیت کی اور پھر مطمئن ہو کر اس نے ٹوٹی سے اس نقشے کا دس لاکھ ٹھوس سودا کر لیا۔ اب ٹوٹی نقشہ لے کر پاکیشیا سے چلے گا اور پھر جارج کے ذریعے یہ سودا مکمل ہوگا۔ بقول ٹوٹی وہ تین چار روز میں ناراکو سے پہنچ جائے گا۔“ ٹی تقرری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ اس طرح تو ساری صورت حال ہی بدل گئی۔ یہ نقشہ لارڈ ٹمک جینے سے پہلے ہی حاصل کرنا چاہیے۔“ ٹائم لارڈ سے زیادہ ہمارے لئے اہم ہے۔ دس لاکھ ڈالر کی کوئی اہمیت نہیں ہے ہم اس سے ٹوٹی کو اسے لے سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ انتظام بھی کیا جاسکتا ہے کہ ٹوٹی کو ایک اور جعلی نقشہ تیار کر کے دے دیا جائے جو اسے اصل بنا کر لارڈ کو فروخت کر دے۔ اس طرح لارڈ اس جعلی نقشے پر ٹھیک مارتا پھرے گا اور ٹائم مویساہ بچایا جاسکے گا یا اگر ایب نہیں ہو سکتا تو پھر ٹوٹی کے ناراکو سے پہنچنے سے پہلے ہی اس پر اسے میں ساتھ ڈال دیا جائے۔“ باس نے فوری طور پر آئندہ اقدامات کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی عادت تھی کہ فوری اور فیصلہ کن اقدامات کرتا تھا۔ وقت ضائع نہ کرتا تھا۔

”تو بھر — آخر یہ چکر کیا ہے“ — باس نے چند لمحوں بعد ہونٹ ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس ٹوٹی نے ناراک میں اپنے آدمیوں کو بتایا ہے کہ مخالف پارٹی نے اس پر پولیس کیس بنادیا تھا۔ لیکن وہاں اس کا کوئی با اثر مقامی دوست ہے علی عمران۔ جس نے پولیس سے مل کر اس کے خلاف کیس ختم کرادیا۔ ہے اور ٹوٹی کے لیے آدمی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ علی عمران یہاں ناراک میں بھی اکثر ٹوٹی سے ملتا رہتا ہے۔“ — ٹی تھری نے کہا۔

”تو تھرا مطلب ہے کہ ٹوٹی کی جگہ یہ آدمی علی عمران کوئی چکر چلا رہا ہے۔ لیکن اس کا اُسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟“ — باس نے اُلٹے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”باس! — ہو سکتا ہے اس علی عمران کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو۔ کیونکہ نام جم کا تعلق بہر حال پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اور اُسے فون کرتے ہوئے گولی مار دی گئی ہے۔“ — ٹی تھری نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اکھل کرات کرو ٹی تھری۔ یہ تو انتہائی پیچیدہ معاملات بن گئے ہیں۔“ — باس نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

”باس! میرا آئیڈیا ہے کہ یہ ٹوٹی والا چکر یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے چلا گیا ہے۔ تمام جرمے مرنے سے پہلے انہیں رپورٹ دیدی ہوگی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ خبر ہوگا کہ ان کے ناراکوئے پہنچنے سے پہلے کہیں لاڈوڈوسن نکل نہ جاتے۔ چنانچہ انہوں نے اُسے روکنے کے لئے فرضی نقشے کا چکر چلا دیا ہوگا اب لاڈوڈوسن لازماً ٹوٹی کے انتظار میں یہاں رُکے گا اور ویسے ہی جب تک اصل اور نقل نقشے کا مسئلہ صحیح طور پر حل نہ ہو جائے۔ وہ اب فان لینڈ نہیں جاسکتا۔“ — ٹی تھری نے کہا۔

”لیس باس! — یہ دونوں صورتیں فوری طور پر میرے ذہن میں بھی آئی ہیں۔ میں ناراکوئے سے فوری طور پر یہاں ناراک آجاتا کہ ٹوٹی کے متعلق مزید تفصیل معلوم کر کے اس کا راستے میں ہی جھٹکا کر دیا جائے۔ لیکن باس! — وہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ ٹوٹی پاکیشیا تو ضرور گیا ہوا ہے۔ لیکن وہ گذشتہ کئی دنوں سے شہر رنجی حالت میں وہاں کے ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔۔۔ اس کا وہاں کسی پرنٹ سے جھگڑا ہوگا اور اس جھگڑے میں وہ اس قدر زخمی ہوگا کہ دو روز تک بہوش پڑ رہا۔ پھر مرض میں آنے کے بعد اس نے وہاں سے یہاں اپنے آدمیوں کو فون کر کے تفصیلات بتائیں۔ اس کی حالت ایسی ہے کہ وہ چل چہر نہیں سکتا اس نے ظاہر ہے کہ وہ نقشہ وغیرہ کیسے حاصل کر سکتا ہے۔“ — ٹی تھری نے کہا اور باس اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”ہو سکتا ہے اس نے زخمی ہونے سے پہلے نقشہ حاصل کر لیا ہو۔“ — باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیس باس! — ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن اس نے جارج کو اپنے دوست کا جہز فون نہر دیا۔ اور جس نمبر پر اس کی لاڈوڈوسن سے بات ہوئی، میں نے چیک کیا ہے۔ وہ نمبر پاکیشیا کے کسی ہسپتال کا نہیں ہے بلکہ باس! انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ نمبر وہاں اکیس پونج میں بھی نہیں ہے۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔۔۔ اور باس! وہ ٹوٹی اب بھی پاکیشیا کے دار الحکومت کے مشرل ہسپتال میں بیڈ پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے اس بات کی بھی تصدیق کر لی ہے اور اس کی حالت ایسی ہے کہ ابھی دو ہفتوں تک وہ چل پھر نہ سکے گا۔“ — ٹی تھری نے کہا اور باس چند لمحوں سے خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا جیسے اُسے ٹی تھری کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

سروس والوں سے بھی نکرانا پڑے گا۔ اس طرح بیک وقت دو تنظیموں سے
ہوگا جبکہ دوسری صورت میں یہ دونوں آپس میں جب نکرانیں گی تو لازماً
خاتمہ ہو جائیگا۔ اس طرح ایک باقی رہ جائے گی اس سے آسانی سے نپٹا
جائے گا۔ — باس نے کہا۔

تو آپ کا فیصلہ یہ ہوا کہ ہمیں ان وقت صرف ان کی نگرانی کرنی چاہیے اور
نکرانا چاہیے۔ — فی تھری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں! اور یہ نکرانا لازماً لارڈ ڈران اؤس میں ہی ہوگا۔ اس لئے تم اب کرو
پیشل گروپ کو حرکت میں لے آؤ اور لارڈ ڈران اؤس کے گرد باقاعدہ حصار
ہو۔ میں اس مشن کے لئے تمہیں ایکشن گروپ کا انچارج بنانے کے احکامات
دیکھ رہا ہوں۔ پھر جیسے ہی صورتحال واضح ہو، تم حرکت میں آ جاؤ۔ ہمیں حلال
ٹائیم چاہیے۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ — باس نے کہا۔

ٹھیک ہے باس! آپ نے فکرمندی۔ فی تھری سے بچ کر کوئی بھی نہ جاکے
میں صرف لارڈ ڈران اؤس کے باہر ممکن نگرانی کا انتظام کرونگا جبکہ میں والد
ہوئے ایکٹیو دو مقرر فی ٹیکس لارڈ ڈران اؤس کے اندر بھی پہنچا دوں گا۔ اس
لارڈ ڈران اؤس کے اندر ہونے والی تمام سرگرمیاں ہی مکمل طور پر ہماری
ہاں میں رہیں گی۔ — فی تھری نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ جو جی چاہے کرو۔ مجھے تمہاری ذہانت پر مکمل بھروسہ ہے
یہ وہ نقشہ بر حال میں چاہیے۔ — باس نے کہا اور فی تھری سر ہلکا
اٹھا اور مرکز پر وئی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اوہ۔ اوہ فی تھری! بالکل ایسا ہی ہوگا۔ تمہارا آئیڈیا سو فیصد درست
ہے لیکن پاکشیا سیکرٹ سروس والوں کو آخر ٹائیم سے کیا چھٹی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ
ان کا ملک تو خلائی تحقیقات کے چکر میں سر سے سے مٹ رہی نہیں اور ٹائیم
صرف خلائی تحقیقات کے سلسلے میں ہی کام آتی ہے اس کے سوا اس کا اور کوئی
مصرف نہیں ہے۔ — باس نے ہنٹ دانوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔

اس پلانٹ پر بھی میں نے سوچا ہے۔ یہ خیال ہے کہ شاید پاکشیا والے
ٹائیم سے زیادہ اپنے آدمیوں کے قتل کا انتقام لینے کے لئے یہاں آ رہے ہیں
فی تھری نے کہا۔

جولو یہ تو بعد کی بات ہے کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ لیکن اب ہمارے لئے تو ڈبل
الجھن کھڑی ہوگئی۔ اصلی اور نقلی نقشہ یا پھر وہی نقشہ جو پہلے سے لارڈ ڈران کے
پاس ہے وہ ہم نے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے۔ — باس نے کہا۔

باس! نام حرم کی رپورٹ میں لازماً ہمارے متعلق ساری تفصیلات آگئی ہوں گی
کیونکہ بر حال یہ بات کھل چکی ہے کہ کبھی اور باقی لوگوں کا تعلق روسا سے ہے اس
لئے لازماً پاکشیا سیکرٹ سروس والوں کے ذہن میں یہ آئیڈیا بھی ہوگا کہ ہم بھی ان
سے ٹھکانے ہیں اس لئے باس! میرے ذہن میں دو صورتیں ہیں۔ پہلی تو یہ
ہے کہ ہم صرف انتظار کریں اور پاکشیا سیکرٹ سروس اور لارڈ ڈران کو آپس میں
نکالنے دیں اور نتیجے کا انتظار کریں۔ اس کے بعد اس مقابلے میں جو بھی فاتح ہو
چاہے وہ پاکشیا سیکرٹ سروس ہو یا لارڈ ڈران۔ ہم اس پر ٹوٹ پڑیں۔ اب
یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اس بارے میں کیا احکامات دیتے ہیں۔ —
فی تھری نے کہا۔

اگر ہم پہلے لارڈ ڈران کے خلاف حرکت میں آ گئے تو پھر لازماً ہمیں پاکشیا

ہے۔ اس میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے ورنہ ایسے
 ل کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ نقشہ حاصل کرتے ہی وہ فوراً اپا کیشیا پھوڑ
 اور پھر مخالفت کا یقین ہو جانے کے بعد وہ سوئے بازی کرتا اور ایک
 ہمت پر بھی تم نے غور نہیں کیا۔ ایف ای سلطان نے بتایا تھا کہ کیس
 نے جینس سے سیکورٹ سروس کو ٹرانسفر ہو چکا ہے اور اس ٹوٹی نے
 بھی کچھ بتایا ہے۔ اس کے باوجود ٹوٹی کے مطابق ساری کارروائی اینٹلی
 مارکنگ رہی ہے۔ اس نے سیکورٹ سروس کا ذکر تک نہیں کیا اور اس
 اہم ترین نقشہ سیکورٹ سروس کی بجائے اینٹلی جینس نے ہی برآمد کیا
 نہ صرف بلکہ کیا بلکہ اپنی تحویل میں رکھا اور پھر آسانی سے ٹوٹی نے خرید
 لیا جب کہ ایف ای سلطان بتا رہا تھا کہ وہ احمق آدمی علی عمران اس
 لمحہ میں نقشہ کش کرتا پھر رہا ہے اور پھر تمام جہم کی یہاں آمد سے بھی یہی
 طلب ہو سکتا ہے کہ سیکورٹ سروس اس کیس میں کافی آگے
 پہنچے اور اسے یہاں تک معلوم ہو گیا ہے کہ اس نواب کے قتل
 ہمارا ہاتھ ہے۔“ کرنل راک ہیڈ واقعی ذہین آدمی تھا اس
 اس ساری صورت حال میں سے کافی خامیاں نکال لی تھیں۔
 وہ — اور کرنل! تمہاری باتیں واقعی قابل غور ہیں لیکن پھر اس
 لی کارروائی کا مقصد کیا نکلا؟ — لارڈ ڈراکسن نے اچھے ہوتے
 میں کہا۔

مقصد کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ تو اصل واقعات سامنے
 پر ہی پتہ چلے گا کہ اصل بات کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں اس
 لیے اس لیے حد کو نہ رہنا چاہیے۔“ — کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

مجھے یہ ساری صورت حال کچھ غیر قدرتی سی محسوس ہو رہی ہے۔
 کرنل راک ہیڈ نے کہا تو لارڈ ڈراکسن چونک پڑا۔
 ”کیسی صورت حال؟“ — لارڈ ڈراکسن نے حیرت بھرے لہجے
 میں پوچھا۔

”میری ٹوٹی اور اصل نقشہ والی“ — کرنل راک ہیڈ نے جواب
 دیا۔ ”نہیں وہ ٹوٹی درست کہہ رہا ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس نے
 پہلے ایف۔ ای سلطان بھی وہی کچھ بتایا تھا ہے ورنہ پہلے تو ہم بھی
 جیسے کہ نواب شان الدولہ کی دونوں بیٹیاں ماری جا چکی ہیں۔“ — لارڈ ڈراکسن
 نے کہا۔

”وہ تو درست ہے لیکن ٹوٹی کا ناراک سے پاکیشیا جانا اور پھر وہاں
 کا اتنی آسانی سے اتنا اہم ترین نقشہ حاصل کر لینا اور پھر وہیں سے تم سے
 بات کرنا۔ سوئے بازی کرنا میرے ذہن کے مطابق صورت حال بالکل غلط۔“

”یہ بات نہیں لارڈ ڈراسن! دراصل میرا ان بکیرٹوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں تو سیدھا سادھا شکاری اور نیم ہوا آدمی ہوں اور اب یہ ہم سیدھی سادھی باتیں نہیں رہی۔ دو ملکوں کی سیکرٹ سرورسز اس میں ملوث ہو چکی ہیں اور صورت حال طویل و طویل ہو چکی ہے۔ یہ سیدھی سادھی باتیں ہیں۔ اس نے مجھے یقین ہے کہ اب یہ ہم، ہمارے فائدے میں نہیں ہو سکتی۔“

”کرنل راک بیڈن نے جواب دیا۔
”تم فکرو نہ کرو کرنل! ہم نے ہر صورت میں ٹائٹلیم حاصل کرنی ہے ہر صورت میں۔ اور سٹیو جیسے روسیہ کی بجٹ، ہوں یا بالکینیا سیکرٹ سروس، لارڈ ڈراسن کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے اس نفل میں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ یہاں میرے حکم کے بغیر کسی بھی ایسے بدو کو زکرت نہیں دے سکتی۔ اس کے علاوہ میری پوری تنظیم اس وقت حرکت میں ہے۔ اس نے تم دیکھنا کہ آخری فتح ہر حال میں لارڈ ڈراسن کو ہی حاصل ہوگی۔“

”اس کے باوجود قیدی یہاں سے آسانی سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔“

”کرنل راک بیڈن نے طنز یہ لہجے میں کہا۔
”وہ اور بات تھی۔ جیکی کی وجہ سے ایسا ہو گیا اور مجھے علم تھا اب ایسی بات ممکن نہیں ہے۔“

”لارڈ ڈراسن نے کہا اور کرنل راک بیڈن خاموش ہو گیا۔
اور پھر کوسے پر تھکا جانے والی خاموشی اس وقت ختم ہوئی جب میرے رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔“

”یس۔“

”میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔“

”لارڈ ڈراسن نے کہا اور اس نے

”میں ہاں۔“

”دوسری طرف سے پریمر کی آواز سنائی دی۔

”تاراک میں بارڈر کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ فوری طور پر معلومات

فروخت کرنے کا دھندہ کرنے والے ٹوٹی ٹامی آدمی کے بارے میں تفصی

کلکٹ کر کے ہمیں اطلاع دے کہ ٹوٹی اس وقت کہاں موجود ہے یا ک

ہے اور وہ کیسا آدمی ہے۔ اس کا دائرہ کار کس قدر وسیع ہے ا

کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر یہ سب معلومات ہم تک پہنچ

چاہئیں۔“

”لارڈ ڈراسن نے انتہائی محکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس ہاں!۔“

”دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ

لارڈ ڈراسن نے ریور رکھ دیا۔

”اس بیگی اور اس کے سامیوں کے قتل ہو جانے کے باوجود

ایجنٹوں کی طرف سے کوئی رد عمل ابھی تک سامنے نہیں آیا حالانکہ س

لوگ لازماً جوابی رد عمل کے طور پر فوری حرکت میں آجاتے ہیں۔“

”ریور رکھنے کے بعد لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”ہاں! ان کی طرف سے بھی مکمل خاموشی ہے اور یہ بات بھی غی

ہے۔ لارڈ ڈراسن ہماری یہ ہم بے حد حیران ہوئے۔ میرا خیال س

مجھے واپس چلنا چاہیے۔“

”کرنل راک بیڈن نے کہا۔

”کیا مطلب، کیا تمہارا خیال ہے کہ لارڈ ڈراسن کے بازوؤں

اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان مسائل سے پیٹ کے اس لئے تم فزع

ہو۔“

”لارڈ ڈراسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں!۔۔۔ بارڈر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپ ہر شے کی آواز سمجھتی ہیں۔"

"کیس۔۔۔ بات کراؤ۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن نے ہونٹ چلے ہوئے کہہ "ہیلو سیلو۔۔۔ میں ناراک سے بارڈر بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ریسورپر ایک بھاری سی آواز ابھری۔"

"کیس۔۔۔ لارڈ ڈوراسن سپیکنگ۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن کا لہجہ بے حد سنگھمنا تھا۔"

"ہاں!۔۔۔ ٹوٹی سے متعلق رپورٹ دینی ہے۔۔۔۔۔ بارڈر کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔"

"ہاں!۔۔۔ کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن نے سر ملاتے ہوئے پوچھا۔"

"ہاں!۔۔۔ ٹوٹی گذشتہ ہفتے سے پاکستان گیا ہوا ہے۔۔۔ لیکن ہاں!۔۔۔ پتہ چلا ہے کہ وہ ہاں کسی پارٹی سے جھگڑ پڑا اور شدید زخمی ہو کر اب ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔"۔۔۔ بارڈر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔"

"معلوم کر دو کہ کیا آج بھی وہ ہسپتال میں موجود ہے۔۔۔ یا اُسے رخصت کر دیا گیا ہے۔۔۔ اور سنا!۔۔۔ اس کے آدمیوں سے معلوم کر دو کہ وہ پاکستان میں کس کس کو جانتا ہے۔ پوری تفصیل معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔"

"کیس ہاں!۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ ڈوراسن نے ریسور رکھ دیا۔"

"تمہارا خیال درست ہے کرنل!۔۔۔ ہمیں واقعی فریب دیا جا رہا ہے۔۔۔ شدید زخمی ہونے کی صورت میں وہ کیسے اتنی جلدی ہسپتال سے رخصت ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن کے لہجے میں غصہ شامل تھا۔"

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ یہ ساری کارروائی پاکستانی سیکرٹ سروس کی طرف سے کی جا رہی ہے۔۔۔ تمام جہم کے متعلق تمہارے آدمی نے رپورٹ دیتے وقت بتایا تھا کہ جس وقت اُسے ختم کیا گیا وہ فون کر رہا تھا۔"

"اس نے یقیناً فون پر پاکستانی سیکرٹ سروس کو رپورٹ دے دی ہوگی۔ اور پاکستانی سیکرٹ سروس کو خطہ ہوگا کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے کہیں ہم خان لینڈ نہ چلے جائیں۔۔۔ اس لئے ہمیں الجھا کر روکنے کے لئے انہوں نے یہ کھیل کھیلایا ہے۔۔۔۔۔ کرنل راک ہیڈ نے کہا۔"

"تم بے حد ذہین آدمی ہو کرنل راک ہیڈ!۔۔۔ تمہاری اس خصوصیت کا پہلے مجھے علم نہ تھا۔۔۔ تمہیں تو کسی سیکرٹ سروس کا انچارج ہونا چاہیئے تھا۔۔۔ ویسے اب تم فکر نہ کرو۔ اب پاکستانی سیکرٹ سروس والے میرے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اتریں گے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈوراسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔"

"اس سلسلہ میں کوئی صحیح پلاننگ کرو لاؤ!۔۔۔ خالی خود اعتمادی سے کام نہیں چلے گا۔۔۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ پاکستانی سیکرٹ سروس والے بے حد عیار اور چالاک لوگ ہیں۔۔۔ یہ عام آدمی نہیں ہیں یہ ضرور کوئی خاص انداز اپنائیں گے۔۔۔۔۔ کرنل راک ہیڈ نے کہا۔"

"لیکن اس سے پہلے کہ لارڈ ڈوراسن کوئی جواب دینا، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ ڈوراسن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور دیکھ لیا۔"

کاٹھین وغیرہ معلوم کر دو اور پھر اسے تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو۔“ لارڈ ڈراسن نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے لیس سر کے الفاظ سنتے ہی اس نے ریسور رکھ دیا۔

تمہاری ذہانت واقعی قابلِ داد ہے کرنل! میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو اور سنو، آج سے میں تمہیں مستقل آفر کرتا ہوں اگر تم میرے ساتھ رہو تو میں تمہیں منگنا معاونہ ادا کرتا رہوں گا۔“ لارڈ ڈراسن واقعی کرنل کی ذہانت سے بُری طرح محوِ غلبہ نظر آ رہا تھا۔

”علازمت نہیں دوستی اور تم میری باری تنظیم کے چیف ہو گئے۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”اوکے، تجھے تمہاری یہ آفر صرف اس شرط پر منظور ہے کہ جب میں پاہوں گا کسی جہم پر جاسکوں گا تم مجھے روکو گے نہیں۔“ کرنل راک بیڈ نے کہا۔

”بالکل منظور۔ معاونہ کی بات مت کرنا۔ تمہیں پلینک چیک ہیک دے دی جائے گی جو تمہارا جی چاہے لے لینا۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔ اور کرنل راک بیڈ کی آنکھوں میں چمک اُبھرائی۔

”تھینک یو باس۔“ کرنل راک بیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور لارڈ ڈراسن اطمینان بھرے انداز میں مسکرا دیا۔

اوہ۔ اب تجھے بالکل اطمینان ہو گیا۔ میرے پاس تنظیم بھی ہے، رقم بھی اور انتہائی طاقتور سپر فائٹرز بھی اور اب تمہاری ذہانت بھی ساتھ شامل ہو گئی ہے اب لارڈ گروپ کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

”لیس۔“ لارڈ ڈراسن نے سخت لہجے میں کہا۔

”بارٹر کی کال ہے ناراگ سے باس!۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا۔

”تھینک ہے، ملاؤ۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”ہیلو باس!۔“ میں بارٹر بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بارٹر کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیا رپورٹ ہے ٹونی کے متعلق۔“ لارڈ ڈراسن نے پوچھا۔

”باس!۔“ وہ ابھی تک ہسپتال میں پڑا ہوا ہے، اس کے خالص آدمی نے بتایا ہے کہ وہ پاکستان کے ایک آدمی علی عمران سے زیادہ واقف ہے۔ علی عمران بظاہر کوئی مسخرہ اور احمق سا آدمی لگتا ہے، لیکن وہ انتہائی ذہین اور تیز آدمی ہے، اس کے علاوہ اس نے پاکستان کے چند اور نام بھی بتائے ہیں۔“ اس نے جارج کے متعلق بتایا ہے کہ جارج اس کا دوست ہے اور جب جارج ناراگ میں آتا ہے تو اسی کے پاس ٹھہرتا ہے لیکن اس کا گذشتہ ایک ہفتے سے جارج کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک آدمی نے اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور جب میں نے اس سے اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس نے باقاعدہ معاونہ وصول کر کے بتایا ہے کہ اس آدمی کا تعلق روسیہ سے ہے۔“ بارٹر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔“ اوہ! یہ تو انتہائی اہم پوائنٹ ہے۔“ اس روسیہ جی

بھر پر چھوڑ دو۔ میں اس پاکیشیا سی بھرت مریس اور روسیا ہی ایجنٹوں کو ایسا ناسخ نچاؤں گا کہ مرنے کے بعد بھی کرنل راک ہیڈ کا نام سن کر ان کی لاشیں کا پینا شروع کر دیں گی۔“ کرنل راک ہیڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یس کرنل! تجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔“ لارڈ ڈراسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک الماری کھولی اس میں سے دو چیک بکس نکالیں اور اس کے بعد اس نے دونوں چیک بکس کے ہر چیک پر اپنے دستخط کرنے شروع کر دیے۔ کرنل راک ہیڈ خاموشی سے اسے دستخط کرتے دیکھتا رہا۔

”یہ دو چیک بکس ہیں۔ ایک تمہارے ذاتی استعمال کے لئے اور دوسری تنظیم کے لئے۔ اور یہ ختم ہو جائیں گی تو اور لے لینا۔ رقم کی نکر نہ کرنا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پوسٹ سے ایجنسیا میں لارڈ گروپ کا نام گونج اٹھے۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا اور کرنل راک ہیڈ نے متینک یو کہہ کر دونوں چیک بکس جیب میں ڈالیں اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اس دفتر نما کمرے سے باہر آ گئے۔

میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بین کو دبا دیا۔
”یس باس۔“ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”وکی کو بلاؤ۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا لوپ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وکی اندر داخل ہوا۔
”یس باس۔“ وکی نے موزبانہ بیچے میں کہا۔

”سنو وکی! کرنل راک ہیڈ اب میرے بعد پوری تنظیم اور لارڈ باؤس اور دیگر تمام معاملات کے چیف ہوں گے تم سب اب کرنل راک ہیڈ کے احکامات کی تعمیل کے لئے پابند رہو گے۔ سمجھے۔“ لارڈ ڈراسن نے کہا۔

اوہ یس سر۔ جیسے حکم سر! حکم کی تعمیل ہو گی سر۔“ وکی نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو وکی۔ تم میرے نمبر نو ہو گے۔ ایسا کرو کہ تنظیم کے جتنے بھی سرکردہ لوگ ہیں خاص طور پر یہ پیر فاسٹرز، ان سب کو کسی بڑے ہال میں اکٹھا کرو تاکہ میں ان سے میٹنگ کر کے آئندہ اقدامات کے بارے میں کوئی غلطی لاحقہ عمل تجویز نہ کر سکوں۔“ کرنل راک ہیڈ نے تمکنا نہ بیچے میں کہا۔

”یس باس! کہو سے گھنٹے کے اندر آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہو گی۔“ وکی نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کو سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ٹھیک ہے لارڈ! اب تم آرام کرو۔ اب سارے معاملات

”اوہ جناب! آپ حکم کریں۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جہنم میں لے چلو“ — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر فرنٹ سائیڈ میں بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی بلیک زیرو، جوزف اور جوانا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ گوکار بڑے سائز کی تھی لیکن جوزف اور جوانا کے بھاری بھر کم جسموں کی وجہ سے بلیک زیرو کو سکاڑ کر بیٹھنا پڑا تھا۔

”میں سمجھی نہیں جناب، آپ ذرا کلمات کریں۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے ڈرائیونگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

”سنو، کتنا عرصہ ہو گیا ہے تمہیں ٹیکسی چلاتے ہوئے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے ٹیکسی چلاتے ہوئے جناب چار سال ہو گئے ہیں۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور ان چار سالوں میں تمہیں یہ تیرہ نہ چل سکا کہ یہاں ناراگوئے میں جہنم کے کہتے ہیں اور یہاں تو ایک کی بجائے دو دو جہنم ہیں۔ ایک کو بڑی جہنم اور دوسری کو چھوٹی جہنم کہتے ہیں۔ تمہیں تو پوچھنا چاہیے تھا کہ جناب کون سی جہنم۔“ عمران کی زبان پوری زور و قوت سے چل پڑی اور ٹیکسی ڈرائیور اب عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ اس کا پالا کسی دماغی مریض سے پڑ گیا ہے۔

”آپ نجائے کیا کہہ رہے ہیں کسی چھوٹی جہنم اور کسی بڑی جہنم۔“

چارٹرڈ طیارہ ناراگوئے کے پرائیویٹ ایرپورٹ پر اتر گیا اور عمران بلیک زیرو، جوزف اور جوانا طیارے سے باہر آئے اور پھر اس عمارت کی طرف بڑھتے گئے جدھر ان کے کھانا کی سرکاری طور پر چیکنگ ہوتی تھی۔ عمران اور بلیک زیرو دونوں ایشیائی میک اپ میں تھے۔ اور جوزف اور جوانا اپنے اصل حلیوں میں تھے۔ بلیک زیرو نے عمران کی ہدایات کے مطابق کھانا پہلے ہی تیار کر لے تھے اس لیے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے اس عمارت میں گئے اور چند لمحوں بعد انہیں کھینک کر دیا گیا۔ عمارت کی دوسری طرف چند ٹیکسیاں موجود تھیں۔ عمران ایک ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا جس کا ڈرائیور شکل و صورت اور قد و قامت سے ہی زیر زمین دنیا کا کوئی فرد لگ رہا تھا۔

”یہاں کہاں جانا ہے۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں اپنی کی طرف دیکھ کر ہرے لہجے میں کہا۔

”کہاں لے جاسکتے ہو؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے اس بار قدرے لمبے لمبی سے جواب دیا۔
 ”ممائی ڈرائیور صاحب تمہارا نام کیا ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام چارلی ہے جناب“ — ٹیکسی ڈرائیور نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ چارلی چلپن واہ بچے تو بڑی خواہش تھی دنیا کے اس عظیم اداکار سے ملنے کی۔ سیکرٹری“ — عمران نے نیکونٹ خوشی سے جبکہ ہونٹ کھینچ رہا تھا اور آخری لفظ اس نے مرکب جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس پرنس!“ — جوزف نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا اور جوزف کا جواب سن کر چارلی اس طرح اچھلا کہ جیسے سیٹ کے نیچے موجود سپرنگوں میں اچانک طاقت بھر گئی ہو۔ وہ اب یسرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

”وہ میری ایلو گراف ایک نیکالو اور دنیا کے عظیم اداکار چارلی چلپن سے ایلو گراف حاصل کرو“ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایلو گراف ایک ختم ہو گئی ہے پرنس! نئی کارڈر دیا ہوا ہے“ — جوزف نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا ہاں تو جناب عظیم اداکار چارلی چلپن صاحب! آپ کو چوڑی بڑی دونوں جہنموں کا علم نہیں ہے“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہپ پرنس میں!“ — ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں پرنس نہیں ہوں۔ میرے والد کنگ ہیں ریاست ڈیمپ کے

”اوہ کیوں نہیں چلتی۔ آپ بتائیں بھی ہی کہ آپ نے کہاں جانا ہے“
 ٹیکسی ڈرائیور نے اس بار قدرے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بتایا تو ہے جہنم میں لے چلو۔ اب یہ تہناری مرضی ہے کہ چھوٹی جہنم میں لے جاؤ یا بڑی میں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پلیز پرنس! آپ مسٹر چارلی کو تفصیل بتادیں“ — نیچے بیٹھے ہوئے ایک زیر و نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ وضاحت، اچھا۔ پہلے بتا دیا ہوتا۔ تو مسٹر چارلی چلپن چھوٹی جہنم کو کہتے ہیں لارڈ ڈیاس کی ہاؤس کو اور بڑی جہنم کہتے ہیں ڈیوگوراکھ کو، اب جو نزدیک ہو وہیں لے چلو۔“ عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور بے اختیار سانس پڑا۔

”واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں میں سمجھتا تھا چلتے ہیں آپ کو ڈیوگوراکھ لے چکا۔ سوں ڈیوگوراکھ آپ جیسے پرنس سے مل کر واقعی تیز خوش ہو گا۔“ چارلی نے ہنستے ہوئے کہا اور دوسرے ٹیکسی ڈرائیور سے آگے بڑھ گئی۔

”اے واہ۔ یہ تو واقعی چلتی ہے۔ بہت خوب۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلتی نہیں دوڑتی ہے“ — چارلی نے ایکسپریٹ کو اور زیادہ دہلاتے ہوئے کہا اور کار کی رفتار بے حد تیز ہو گئی۔

”اے اے اے! بہت چلاؤ۔“ غمے اختلاف قلب کی شکایت سے ایسا نہ ہو

پڑے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”بہت بہت شکریہ مسٹر ڈیگورا! بڑے دنوں بعد اس قدر آرام دہ پر پڑھنا نصیب ہوا ہے“ — عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے واقعی وہ پہلی بار کسی اچھے صوفے پر بیٹھ رہا ہو۔

”ڈیگورا نے عمران کی بات سُن کر ہنٹ بینچے لے۔ وہ بڑے غور سے عمران کے ساتھیوں اور خاص طور پر جوزف اور جوان کو دیکھ رہا تھا۔

”کیسے آنا ہوا پہلے اپنا تعارف کرا دیں“ — ڈیگورا نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں نے سنا ہے کہ لارڈ ڈراکسن کے ساتھ تمہاری چچلش رہی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟“ — عمران نے یکلیخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ، لیکن تم کون ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو؟“ — ڈیگورا عمران کی بات سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔

”پہلے بتاؤ میری بات درست ہے“ — عمران کا لہجہ اور نیند سنجیدہ ہو گیا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اگر تمہارا خیال ہے کہ تم لارڈ ڈراکسن کے خلاف کوئی کام لے کر آئے ہو اور وہ کام میں کروں گا تو کیا نہیں؟“ — اس نے لارڈ ڈراکسن کے ساتھ میری کل ہی شمع ہوئی ہے کہ نہ کو ہیڈ کی وجہ سے صلح ہو گئی ہے اور ہمارے درمیان معاہدہ ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کے کاموں میں مداخلت نہیں کریں گے“ — ڈیگورا

کے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

”گڈ۔ صلح تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح کم از کم تمہارا عہد قائم ہے اور تمہیں نے سنا ہے کہ لارڈ ڈراکسن کے پاس سپرفائنٹرنز موجود ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹوٹوٹ اپ۔ تم انجمن ہو اس لئے میں تمہاری اس توہین آمیز بات کو رد کر رہا ہوں اور نہ تمہارا گوتے میں ایسی بات کرنے والے دوسری جی نہیں لیا کرتے۔ سپرفائنٹرنز چاہے کتنے ہی طاقتور ہوں گولی کو نہیں مار سکتے“ — ڈیگورا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”اچھا ویری گڈ، ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ یہ سپرفائنٹرنز فولاد کے بنے ہوئے تان ہوں اور مجھے پُر زنگین منگوانی پڑیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم ہو کون، تم نے اب تک اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا“ — ڈیگورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تارک کے جیگر کو جانتے ہو“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے جیگر۔ اوہ کہاں ہے جیگر“ — ڈیگورا کا نام سُن کر یکلیخت اچھل پڑا اور اس طرح غور سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے وہ اُسے ہی جیگر سمجھ رہا ہو۔

”میری جیب میں ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب میں موجود ہاتھ باہر نکالا اور ایک بند لافاف ڈیگورا کی طرف اُچھلا لافاف ڈیگورے کے سامنے میز پر گر گیا۔ اس نے ایک نظر حیرت سے عمران کو دیکھا اور پھر لافاف اٹھایا۔ لافاف اٹھا کر اس نے اسے کھولا اور اس کے

۲۷
 کہے تشدد کے تمہارا مسئلہ حل کر دوں۔“ ڈیگورا نے کہا۔

لارڈ ڈراس نے میرے بہترین دوست کو قتل کرا دیا ہے۔ اور میرے دوست
 مرنے پر بغیر انتقام کے بے چین رہے گی اس لئے میں اس سے انتقام لینا چاہتا
 ہوں اور بس۔“ عمران نے منہ باتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ اگر لارڈ ڈراس اس بارے میں معذرت کر لے تو
 ٹھیک ہے۔“ ڈیگورا نے کہا۔

”ہاں! اگر اس کی معذرت سے میرا بہترین دوست زندہ ہو جائے
 مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ عمران نے سر دھنجے میں جواب دیا۔
 ”مطلب ہے کہ تم اس سے الجھنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ ٹھیک ہے
 کیا کہہ سکتا ہوں، بہر حال تم جیک کا خط لے کر آئے ہو اس لئے میں
 ہماری مدد کر دیتا ہوں لیکن اس سے زیادہ کی امید مجھ سے نہ رکھنا۔“
 ڈیگورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اور سٹر ڈیگورا! ایک بات میری بھی کان میں ڈال لینا کہ اگر تم نے
 تمہارے کسی آدمی نے ہمارے متعلق لارڈ ڈراس کو کوئی اطلاع دی تو پھر
 پھر والی بات درمیان سے ختم ہو جائے گی۔“ عمران کا لبہ لکھنت
 بن گیا۔

”دیکھو پرنس! مجھے اس سزا کوئی دھمکی نہ دینا۔ جیگرا اچھی طرح جانتا ہے
 میں کس قدر اصول پسند ہوں۔ اس لئے تم فک نہ کرو۔ اس پہلانی کے
 میں بھول جاؤں گا کہ میری تم سے کبھی ملاقات ہوئی ہے۔“ ڈیگورا
 نے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

ڈیگورا نے میز کی دراز نکولی اور اس میں سے ایک چابی جس کے ساتھ

اندھ موجود ایک کاغذ نکال کر اسے غور سے پڑھنے لگا۔ کاغذ کے ایک گوشے
 پر کوئی مخصوص مونیو گرام چھپا ہوا تھا۔ کاغذ تاپ شدہ نہ تھا بلکہ ہاتھ سے
 لکھا گیا تھا۔

”ہونہ۔ تو یہ بات ہے لیکن سٹر۔۔۔۔۔“ ڈیگورا نے ہونٹ چبے
 ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں پچکا بہت سی تھی۔

پرنس۔ میرا نام پرنس ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”پرنس۔ سٹر پرنس جیک میرا دشمن ہے اور میں اس کی بات نہیں۔“
 سکتا اور میں اس کی ہینڈ رائفنگ بھی پہچانتا ہوں اور اس کا مخصوص مونیو
 گرام بھی، اور جیک نے لکھا ہے کہ تم اس کے دشمن ہو اور لارڈ ڈراس کے
 خلاف کام کرنے یہاں نارا گوڑے آتے ہو لیکن ویری سوری میں نہ
 ڈراس کے خلاف تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا کیونکہ میرا اس سے
 معاہدہ ہو چکا ہے اور میں معاہدہ توڑنا نہیں چاہتا۔“ ڈیگورا نے ہونٹ
 چباتے ہوئے کہا۔

”سٹر ڈیگورا! مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں اس سے معاہدے
 تجور ہوئے ہو اور کیوں اسے نہیں توڑنا چاہتے لیکن مجھے ان باتوں سے
 کوئی مطلب نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم یا تمہارے آدمی میرے ساتھ
 مل کر باقاعدہ لارڈ ڈراس کے خلاف کام کریں۔ بس صرف اتنا چاہتا ہوں
 کہ ایک رہائی کو میٹی، دو سٹے ماڈل کی کاریں اور اسلحہ تم ہمیں ہسٹیکر دو
 بس۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ تو ہو سکتا ہے لیکن کیا تم مجھے بتا پاسندہ کر دو گے کہ تم اس کے خلاف
 کیوں کام کرنا چاہتے ہو اور کیا کام کرنا چاہتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ میں بغیر سی

ڈاکٹر کی منتہی اور پھر اسے کھول کر اس میں سے لارڈ ڈراسن ہاؤس کے نمبر چیک کرتے لگا۔

ڈاکٹر کی سے اسے معلوم ہوا کہ لارڈ ڈراسن ہاؤس میں تو پورا ایک بیچین موجود تھا اور ڈاکٹر کی میں بھی ایک بیچین قبر دیا ہوا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر کی میز پر رکھی اور ریپور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”یس لارڈ ڈراسن ہاؤس“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

”میرا نام ٹونی ہے اور میں نے لارڈ ڈراسن سے بات کرنی ہے“ — عمران نے ٹونی کے ہلچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں سے بول رہے ہیں آپ؟“ — دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ناراک سے“ — عمران نے جواب دیا۔

”ایک منٹ ہولڈ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر پندھلوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی آواز ابھری۔

”یس لارڈ ڈراسن سپیکنگ“ — بولنے والا واقعی لارڈ ڈراسن تھا۔ ”میں ٹونی بول رہا ہوں جناب! وہ آپ سے سوئے کی بات کرنی تھی“ — عمران نے کہا۔

”اوہ مسٹر ٹونی! میں تو تمہارا منتظر تھا کیا تم جارج سے مل چکے ہو؟“ — لارڈ ڈراسن نے جوش تھا۔

”جی نہیں ابھی میری جارج سے بات نہیں ہوئی۔ میں نے سوچا پہلے

ٹینگ فلک تھا نکال کر عمران کی طرف پھینک دی۔

”مذہب روڈ کو مٹی نمبر اٹھ۔ وہاں تمہارے مطلب کی تمام چیزیں موجود ہوں گی اور بے نمبر ہو۔ اس کو مٹی، اس میں موجود ٹیلیفون، کاروں و کسی بھی چیز کا کوئی تعلق ڈیگور سے ثابت نہیں ہو سکے گا اور اس سے ساتھ ہی آئندہ تم ڈیگور کا نام بھی بھول جاؤ گے۔ ویسے میں تمہیں ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ لارڈ ڈراسن کے سپر فائٹرز سے بچ کر بہت وہ انسان کم اور موت کے پیامبر زیادہ ہیں“ — ڈیگور نے کہا۔

”تھینک یو ڈیگور!“ — عمران نے جانی کچھ کرتے ہوئے کہا پھر وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈیگور نے سر ہلا دیا اور عمران سے سمیت اس کے دفتر سے نکلا اور سرٹھیاں اتر کر اس نے ہال میں بیٹھا بیرونی دروازے کا رخ کر لیا۔ باہر نکلتے ہی انہیں نیکی مل گئی اور پھر دیر بعد وہ برجر روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچ کر نیکی سے اتر کر یہ علاقہ رہائشی تھا اور یہاں سرٹھک کے دونوں اطراف میں درمیان زمین کی رہائشی کوٹھیاں موجود تھیں۔ نیکی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہاں سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور پھر وہ چند لمحوں کے بعد کوٹھی بے آٹھ میں داخل ہو چکے تھے۔ کوٹھی کے پورچ میں واقعی سیاہ رنگ کا دو نئے ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔

”ظاہر تم اسلٹو وغیرہ چیک کر لو۔ میں ذرا فون کر لوں“ — عمران ڈرائنگ روم کے کونے میں رکھے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ظاہر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جوزف اور جوانا ایک دف پڑے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔ عمران نے فون کے ساتھ

آپ سے بات کروں پھر جارج سے بات کروں گا۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو جارج کو درمیان میں ڈالے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے۔“

”ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی، مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں نے تو رقم دینی ہے اور اپنی مطلوبہ چیز وصول کرنی ہے۔“ لارڈ نے جواب دیا۔

”تو پھر میں کب آؤں؟“ ٹمران نے پوچھا۔

”میری طرف سے ابھی آ جاؤ۔ میں تو تمہارا منتظر ہوں۔“ لارڈ نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ ٹمران نے کہا اور لیو پر رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران واپس آ چکا تھا۔

”خاصی بڑی مقدار میں اسلحہ موجود ہے۔ ہر قسم کا، لیکن یہ ڈیجیٹا سے آپ کی بات چیت بڑے عجیب انداز میں ہوتی ہے۔“

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈیجیٹا یہاں نارگوئے کا خفاہیٹرا گروپ لیڈر ہے اور ہر قسم کے جہاز، مین ملوٹ رہتا ہے جو کچھ چارٹرڈ طیارے پر آتے ہوئے ہم اسٹو لے کر نہ آ سکتے تھے اور پھر یہاں رہائش اور کاریں حاصل کرنا خاصا مشکل کام تھا۔ اگر زبردستی کی جاتی تو ہو سکتا ہے کہ لارڈ ڈراسن کے آدمیوں کو اطلاع مل جاتی اس لئے مجھے بیگ کے جعلی خط کا چکر چلانا پڑا کیونکہ میں نے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق جیگا کا ہدف کچھ نہیں ہوتا اور جیگا کو مل اچھی طرح جانتا ہوں۔“ ٹمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اب آپ نے کیا پلاننگ بنائی ہے؟“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”پلاننگ واضح ہے میں لارڈ ہاؤس پر حملہ کرنا ہے اور لارڈ ڈراسن اور اس کے پورے گروپ کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کو قتل کرنے کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔“ ٹمران نے شگ بلیچ میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز ابھری اور وہ سب چھانک ابھرنے والی یہ آواز سن کر چونکے ہی تھے کہ ایک فٹ ایک دو فٹ اونچی جوسر سے گنجا تھا وہ وارے پر نمودار ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سختی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔

”خبردار! ہاتھ اٹھا لو ورنہ۔“ گننے نے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی تین اور آدمی کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ تینوں بھی بالکل اسی کی تدو قیامت کے تھے اور اسی طرح ان کے سر بھی گننے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور پھر ٹمران کے ہاتھ تیزی سے اٹھتے گئے۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”میں کبتا ہوں سب ہاتھ اٹھا لو۔“ پہلے گننے نے پتختے ہوئے کہا اور اس بار بلیک زیرو، جوزف اور جوآن نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

خاہرے ٹمران کے ہاتھ اٹھانے کے بعد انہیں جبوڑا ایسا کر اٹھا تھا۔ ورنہ جوزف اور جوآن دونوں کے بہرہ پر شدید غصے کے اشارے ابھرتے تھے اور جوآن تو انتہائی کینہ توڑ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

”باس کو کال کر دے فوراً ریپوڈیشن آ جاؤ۔“ پہلے نے ایک او

ساتھیوں کو بھی اس کی پیروی کرنی پڑی۔ ایک گھنٹے نے آگے بڑھ کر ان کی تلاش لی لیکن ان کی جیب میں چند کچھ اسلحہ تھا اس لئے ظاہر ہے انہیں دلو کی ہوئی تھی۔

”اوکے۔ اب باہر چلو“ پہلے گھنٹے نے کہا اور عمران مڑا اور پھر اہمیان سے دروازے کی طرف چل پڑا۔

انہیں باہر لا کر ایک بڑی سی دیگن میں جو کہ کوئٹہ کے بیرونی گیٹ سے کچھ فاصلے پر موجود تھی سوار کر دیا گیا۔ تین گھنٹے ان کے ساتھ ہی عبقری تھے جس بڑھ گئے جب کہ وہ غیر فورڈ ریوٹنگ سیٹ پر تھا اور دیگن تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جسے وہ ذہنی طور پر کسی الجھن کا شکار ہو۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد دیگن رگ گئی اور پھر عبقری دروازہ کھول کر بیٹوں گھنٹے باہر نکلے اور انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر آنے کے لئے کہا۔ عمران جب باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ دیگن ایک شاندار محل کے پورچ میں کھڑی تھی اور وہاں ان لمبوں کے علاوہ بھی چار مسلح افراد موجود تھے۔ دیگن سے اتار کر انہیں ایک راہداری سے گزار کر وہ ایک بڑے سے ہال کمرے میں پہنچے۔

”دیار کے ساتھ ٹک کر کھڑے ہو جاؤ۔“ پہلے والے گھنٹے نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی ہال کی عبقری دیوار کے ساتھ تقاربن کر کھڑے ہو گئے۔

چاروں گھنٹے دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس

گھنٹے سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اسے میرٹھ نکالا اور پھر اس کا بیٹن دبا دیا۔ ”ہیلو ہیلو، سپر فائٹر فور کنگ اور“ — اس گھنٹے نے کہا۔ ”یس چیف ایڈنگ اور“ — دوسری طرف سے ایک ابھینی سی آواز سنائی دی۔

”ہم نے انہیں ٹریپ کر لیا ہے چیف۔ ان میں سے دو ایشیائی ہیں اور دو جیٹی، اب کیا حکم ہے اور“ — سپر فائٹر فور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ایشیائی ہیں بہت خوب، انہیں لے کر فوراً لارڈ ہاؤس پہنچو خیال رکھنا یہ کوئی شرارت نہ کریں اور“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”شرارت اور سپر فائٹر کے ساتھ۔ آپ آئندہ ایسے الفاظ نہ بکریں چیف! یہ ہماری توہین ہے۔ شرارت کرنی تو ایک طرف، ان چوہوں نے شرارت کے بارے میں سوچا بھی تو دوسرے لمحے ان کی روئیں پڑ چکی ہوں گی اور“ — غیر فور نے ہنستے چلتے ہوئے کہا اور عمران کے ہوں پر ہلکی سی مسکاسٹ ریٹنگ مٹی۔

”ٹھیک ہے تم، انہیں لے آؤ۔ اور ایڈل“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور غیر فور نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ چلو اٹھ کر دیوار کی طرف مندر کو“ — اس بار پہلے والے گھنٹے نے ان سے مخاطب ہو کر تہائی کرخت لہجہ میں کہا۔

”نچ نچ جی بہتر“ — عمران نے بڑے خوف زدہ سے لہجہ میں کہا اور پھر جلدی سے اٹھ کر اس نے دیوار کی طرف مندر کیا۔ مجبوراً اس کے

مروس سے ہی ہوگا۔“ لارڈ ڈراسن کے لیے میں بے پناہ ہیرت تھی۔
 ”نہیں لارڈ! اگر یہ واقعی پاکستان سیکرٹ سروس کے آدمی ہوتے تو
 پھر اب تک وہ کچھ ہو چکا ہوتا جس کا شاید تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ سیدھے
 مادے کوئی اور لوگ ہیں اور ہو سکتا ہے یہ اس نواب شان الدولہ کے
 ملازم وغیرہ ہوں۔“ کرنل راک ہیڈ نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے
 کہا جیسے اسے اپنی بات پر مکمل یقین ہو۔

”کرنل! تم الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہو۔“ کھل کر بات کر دو۔۔۔
 لارڈ ڈراسن نے ہنسنٹ چاہتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تمہاری سمجھ میں ابھی نہیں آئے گی بہر حال تم نے ان سے
 کوئی بات چیت کرنی ہو تو کرو ورنہ میں ان کے خاتمے کا ارڈر دے رہا
 ہوں۔“ کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”میں نے کیا بات کرنی ہے۔ خواہ خواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔
 ختم کرو! انہیں۔“ لارڈ ڈراسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھو! کیا واقعی تمہیں ٹونی والے نقشے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟“
 اچانک عمران بول پڑا، اور اس کی بات سن کر کرنل اور لارڈ دونوں
 چونک پڑے۔

”کیا مطلب، کس نقشے کی بات کر رہے ہو؟“ کرنل راک ہیڈ
 نے تیز باجھے میں کہا۔

”جس نقشے کے بارے میں ٹونی نے تم سے بات کی تھی۔“ عمران
 نے بڑے سنجیدہ باجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کبوں مت کر دو۔ ہمیں معلوم ہے کہ ٹونی پاکستان کے ہسپتال میں شدید زخمی

کی آنکھوں پر سہنرے رنگ کا نفیس چشمہ تھا اور جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا
 سوٹ۔ اس کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا
 چہرہ لمبوتر تھا اور اس سر کے بال اس طرح کچھڑی بنے ہوئے تھے جیسے
 ان میں کبھی کنگھی نہ استعمال کی گئی ہو البتہ اس کی پیشانی چوڑی اور آنکھوں
 میں تیز چمک تھی۔ عمران پیچھے آنے والے آدمی کو دیکھ کر چونک پڑا اس
 کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت کے آثار ابھرے لیکن دوسرے
 لمحے اس کا چہرہ ایک بار بھر سپاٹ ہو گیا۔

”تو یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ٹونی بن کر فون کیا تھا۔“ چمنے
 والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ
 اس کی آواز سے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ لارڈ ڈراسن ہے۔

”یس، اور دیکھو اب یہ لوگ کیسے چھپے واں ہیں! آپھنسنے ہیں۔“

پیچھے ہٹنے والے نے کہا اور عمران اس کی آواز بھی پہچان گیا یہ اسی چیف
 کی آواز تھی جس سے ان گجوں کی ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی۔

”گڈ کرنل راک ہیڈ! تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے لیکن انہما
 نذہ یہاں لے آنے سے تمہارا کیا مقصد تھا۔“ لارڈ ڈراسن نے تھکا
 حیرت بھرے باجھے میں کرنل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں صرف دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور جس قدر اطمینان سے
 یہ لوگ پچھلے گئے ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کم از کم پاکستان
 سیکرٹ سروس کے آدمی نہیں ہیں۔“ کرنل راک ہیڈ نے مزاحمت
 ہونے کہا۔

”کک کک کیا مطلب، یہ ایشیائی ہیں تو ظاہر ہے ان کا تعلق سیکرٹ

پڑا ہوا ہے۔ لارڈ ڈورس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 تو پھر کس سے کیسے ثابت ہو گیا کہ ٹونی کی بات غلط ہے۔
 عمران نے کہا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ دیکھو! ہمیں ڈانچ دینے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا موت نہایت عبرتناک ہوگی۔“ کرنل راک ہیڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”مجھے ڈانچ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سیدھے سادے سو ف کی بات کر لے آیا ہوں۔ تم نے ٹونی سے یا جو بھی اس کی جگہ بات کر رہا تھا اس سے دس لاکھ ڈالر میں نقشے کا سودا کیا تھا۔ رقم دوادہ اپنا مال وصول کرو بات ختم۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”تم ٹونی کو کیسے جانتے ہو۔“ لارڈ ڈورس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے اس کو جاننے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے جب فون کیا اور تم سے بات چیت کی تو میں وہیں موجود تھا۔ وہ جس کے پاس بٹھرا ہوا تھا وہ میرا واقف تھا۔ دس لاکھ ڈالر بڑی رقم ہے چنانچہ اس آدمی سے وہ نقشہ ہم نے اگوا لیا اور ہم یہاں آگئے۔ اس آدمی نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ تم اُسے نہیں جانتے اس نے میں نے سوا چار چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے اس نے میں نے یہاں پہنچتے ہی ٹونی کی آواز میں تمہیں فون کیا تم نے مجھے کس طرح ہمیں اپنی جلدی ٹریس کر لیا اور پھر تمہارے یہ سپر فائبرز پہنچ گئے اور میں یہاں لے آئے باقی کا چکر ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے البتہ وہ نقشہ اور کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“ کرنل راک ہیڈ نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام فیاض ہے اور میرا تعلق پاکستان کے ایک زیر زمین گروپ سے ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تم پاکستان کے علی عمران کو جانتے ہو؟“ کرنل نے پوچھا۔

”علی عمران۔ وہ کون ہے؟ میں تو نہیں جانتا اور نہ ہی ہم نے یہ عزیز زمین دنیا میں سنا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا کہاں ہے وہ نقشہ نکالو۔“ کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”نقشہ نہ صرف موجود ہے بلکہ محفوظ ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم لوگوں نے جبراً نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف تمہیں ناکامی ہوگی بلکہ

نقشہ خود بخود روسیہ کے ایک ایجنٹ کے پاس پہنچ جائے گا گواہ بنو لے ہمارے پاس کو بیس لاکھ ڈالر کی افری تھی لیکن ہمارا پاس اصول پسند آدمی

ہے اس نے کہا ہے کہ چونکہ پہلے سودا لارڈ سے ہو چکا ہے اس سے پہلی ترجیح لارڈ کی ہی ہوگی۔ ہاں اگر لارڈ نہ زبردنا ہے تو پھر دوسری پارٹی

سے سودا ہو جائے گا اور اگر تمہیں ثبوت چاہیے تو میری سیب میں ان کاغذات کی کاپی موجود ہے جو اس نقشے کے ساتھ تھے تم انہیں دیکھ کر تسلی

ر سکتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا کہاں ہے وہ کاغذات؟“ کرنل کے بولنے سے پہلے لارڈ بول پڑا۔ اور عمران نے کوٹ کی اندرونی سائیڈ کا ایک طرف سے اتر نکلا ہوا دھاکہ زور سے کیچنا تو اس سائیڈ کا اسٹر ایک سائیڈ سے کھل لیا اور عمران نے دو انگلیاں اندر ڈال کر چنڈ کاغذات کی منچے اور ہاتھ میں لے

لارڈ راسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 ”یہاں تو کبھی صورت بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ تم لوگوں نے جس انداز میں ہمیں اغوا کیا ہے اس سے صورت حال اعتماد والی نہیں رہی۔ اب تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم رقم لے کر ہمارے ساتھ چلو ہمارے آدمی بے شک ہماری نگرانی کریں لیکن دوسرے۔ میں فون کر کے ہاس کو کہیں کال کروں گا۔ اس کے بعد کسی بھی مکمل جگہ پر لین دین مکمل ہو سکتا ہے تمہارا مال تمہارے پاس اور رقم رقم لے کر واپس پاکستان یا چلے جائیں گے۔“

عمران نے جواب دیا۔
 ”میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔“ کرنل راک بیڈ نے فوراً ہی آفر کو رد کر دیا۔

”ٹھیک ہے ہمیں تو رقم سے مطلب ہے کوئی بھی چلے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”او کے کرنل۔ تم ان کے ساتھ جاؤ۔ پیر فائررز اور باقی تنظیم دوسرے نگرانی کسے گی۔ اگر انہوں نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر ان کی اپنی بد بختی ہوگی ورنہ لارڈ راسن بات کا پکا ہے۔ رقم انہیں دے لے کر واپس آنا۔“ لارڈ ڈاکسن نے کہا۔

”ہمیں کسی حرکت کی ضرورت نہیں ہے ہمیں تو رقم پانی ہے بس۔“ عمران نے کہا۔

”اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم نے اس نقشے اور کاغذات کی کاپیاں کر رکھی ہوں اور ہم سے رقم وصول کرنے کے بعد تم اسے روس یا ایجنٹوں کے پاس فروخت کر دو۔“ کرنل راک بیڈ نے کہا۔

”اس سے کاغذ لے لو نمبر فور۔“ کرنل راک بیڈ نے انکے قریب موجود گننے سے مخاطب ہو کر کہا اور اس گننے نے آگے بڑھ کر کاغذات عمران کے ہاتھ سے لے لئے اور پھر لارڈ راسن نے لارڈ کے ہاتھ میں دیے دیئے۔ لارڈ اور کرنل دونوں کاغذوں پر چیک گئے وہ کچھ دیر تک انہیں دیکھتے رہے اور پھر لارڈ نے ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے یہ بالکل وہی تحریر ہے۔ جیسی ڈائری میں تھی اس کا مطلب ہے کہ واقعی اصل نقشہ اور ہے۔“ لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرنل راک بیڈ کی آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی۔

”لیکن اس آدمی نے نوٹی بن کر کال کیوں کی اور پھر جارج کی معرفت وہ براہ راست بھی تو اپنے حوالے سے بات کر سکتا تھا۔ اُسے کیا ضرورت تھی چکر دینے کی۔“ کرنل راک بیڈ نے ہونٹ بیچھتے ہوئے سناجھے ہوئے

”وہ جھوٹی تھا یا کوئی اور۔ بہر حال اگر یمن ہی تھا اب انکی بڑی سٹی کہ اس نے میری موجودگی میں یہ ساری بات کی۔ میں بھلا ایسے موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتا چنانچہ وہ آدمی جس کے پاس وہ تمہارا ہاتھ تھا اور وہ خود بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور نقشہ ہمارے پاس آگیا۔ میں نے نقشہ ہاس کو پیش کر دیا اور ساری بات سنا دی۔ جس کے نتیجے میں ہم کاغذات کی یہ فوٹو کاپی ثبوت کے طور پر ساتھ لے کر یہاں آ گئے اور اس کے پاس اصل کاغذات موجود ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ہو نہ ہو۔ تو پھر نقشہ کیسے ہمیں مل سکتا ہے اور رقم کہاں دینی ہوگی“

وہ کرنل راک ہیڈ اور لارڈ ڈراسن کے ساتھ چلتے ہوئے دوبارہ پارٹ میں آگئے۔ اس کے بعد کرنل نے رقم کا بیگ لیا اور پھر ایک بڑی سیلون کار میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بٹھایا گیا۔ عمران اسے خود ڈرائیو کر رہا تھا، جب کہ دوسری کار میں کرنل راک ہیڈ تھا۔ ڈرائیور البتہ کوئی اور تھا اور دونوں کار میں ایک دوسرے کے پیچھے جتی ہوئیں لارڈ ڈراسن ہاؤس کے پورے گیٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔ عمران کے ساتھی مسلسل خاموش تھے، جب کہ عمران کے بول پر مسکراہٹ رینک رہی تھی۔ لارڈ ہاؤس کے پورے گیٹ سے باہر نکلتے ہی بیک زبرن نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا اور بیک زبرن نے جلدی سے منہ بند کر لیا۔

”تمہاری بات درست ہے ہم نے ایسا سوچا بھی تھا کیونکہ ہر حال رقم کا لالچ کے نہیں ہوتا لیکن اس نواب نے جس کا غرض وہ فحش بنایا ہے وہ خاص قسم کا غرض ہے۔ ہمیں کاپی بنانے والے نے بتایا کہ اگر اس کی کاپی بنانے کی کوشش کی گئی تو یہ کاپی بھی نہ اترے گی اور یہ کاغذ بھی واپس ہو جائے گا البتہ یہ کاغذات عام سے تھے اس لئے ہم نے اس کی کاپی بنوائی اور ہم اب دس لاکھ ڈالر کی رقم توڑ گنوا سکتے تھے اس لئے اس کی کاپی بھی نہیں بنائی گئی“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب تم رقم کی لالچ کی بات کر رہے ہو تو پھر تم نے میں لاکھ ڈالر لے کر دوسیاہی ایجنٹوں کو کیوں اسے نہیں دے دیا“ — کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”اصل بات بتاؤں تم لوگ ہماری طرح کے ہو جب کہ وہ لوگ۔ ایجنٹ ٹاپ کے سرکاری لوگ ہیں اس لئے ہاں نے کل کسی بیعت میں پھنسنے سے بہتر یہی سمجھا کہ تم سے بات ملے ہو جائے ہاں مجبوری کہ بات دوسری تھی“ — عمران نے کہا۔

”او کے چلو کہاں چن رہے فون بیٹیں سے کر لو“ — کرنل راک ہیڈ نے کہا۔

”نہیں ہم راستے میں کسی بھی پبلک فون بوتھ سے بات کرینگے“ —

عمران نے کہا۔

”او کے آؤ“ — کرنل راک ہیڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پسر فائٹرز کو باہر جانے کے لئے کہا اور وہ چاروں خاموشی سے باہر چلے گئے۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بٹھا اور پھر کمرے سے نکل کر

اور ہے میں چنانچہ ہم انتظار کرتے رہے لیکن ابھی تک وہ واپس نہیں لوٹے
اس پر میں نے سوچا کہ آپ سے مزید ہدایت لے لی جائے۔ — — —
نے موڈ بانہ دلچسپی میں کہا۔

”کیا مطلب کرنل راک بیڈ نے نقشہ حاصل کر لیا لیکن ابھی تک وہ
واپس نہیں آئے وہاں کہاں رک سکتے ہیں“ — — — لارڈ ڈراسن نے
کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اچانک ٹیلی فون کی
گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ ڈراسن نے ایسور اٹھالیا۔
”میں“ لارڈ ڈراسن نے تیز دلچسپی میں کہا۔

”کرنل راک بیڈ صاحب سے بات کیجیے۔“ — — — آپریٹر نے کہا اور
لارڈ ڈراسن چونک پڑا۔

”اوہ میں“ — — — لارڈ ڈراسن نے تیز دلچسپی میں کہا۔
”ہیلو لارڈ! میں کرنل راک بیڈ لول رہا ہوں۔“ — — — دوسری طرف
سے کرنل راک بیڈ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ کرنل تم کہاں رہ گئے ہو؟ میں انتہائی بے چینی سے تمہارا انتظار
کر رہا ہوں۔“ — — — لارڈ ڈراسن نے انتہائی تیز دلچسپی میں کہا۔

”سوری لارڈ! تمہیں انتظار کرنا پڑا لیکن یہ انتظار دو چار روز اور ملتا
ہو جاتے گا کیونکہ جب تک میں ناراک نہ پہنچ جاؤں کرنل راک بیڈ
لوہد سے رہائی نہیں مل سکتی اور جب تک اس غریب کو رہائی نہ ملے
وہ تم تک نہیں پہنچ سکتا۔“ دوسری طرف سے ہنسنے ہوئے کہا گیا۔

”کیا — — — کیا مطلب! کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟“
لارڈ ڈراسن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

لارڈ ڈراسن بڑے بے چینی کے عالم میں وسیع و عریض کمرے میں
ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار نمایاں تھے کہ
یکلخت دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔
”کیا ہوا۔“ بل گی نقشہ — — — لارڈ ڈراسن نے چونک کر کہا۔

”معلوم نہیں جناب! یہاں سے نکلتے ہی ابھی کچھ فاصلے ہوئے
کہ چیف نے ان لوگوں کی کارروائی اور پھر ان سے کہا کہ ایسے کاموں میں ہرگز
مزدوری ہے اس لئے وہ اکیلے ان کے ساتھ جائیں گے پھر انہوں نے
مجھے یہ فائبرز کے ساتھ وہیں رکھنے کے لئے کہا اور خود کالے کران
تینچے چلے گئے جاتے ہوئے ہمیں انہوں نے سرگوشیاں انداز میں کہتی
کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ سپیشل ٹرانسپورٹ ریڈ کاشن دیں گے چنانچہ ہم
وہیں رک گئے اور دونوں کالیں آگے چلی گئیں لیکن کافی دیر بعد ریڈ کاشن
کی بجائے چیف کی کال آگئی کہ انہوں نے نقشہ حاصل کر لیا ہے اور وہ

چند لمحوں بعد اپر بیڑے نے جواب دیا اور لارڈ ڈراسن نے ریسپوراس طرح، کریڈل پر پٹیا جیسے قصور اسی ریسپورکا ہی ہو۔

”ہو نہ ہو یہ سوہنر سمجھتا ہے کہ میں محترم ڈکلاس بد معاش ہوں میں اسے بتاؤں گا کہ میں کیا ہوں۔“ لارڈ ڈراسن نے عزت سے ہنسنے کہا۔ اور اسی لمحے اس کی نظریں ایک طرف کھڑے وکی پر پڑ گئیں جو خاموش کھڑا ہوا تھا۔ لارڈ ڈراسن وکی کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے بچپن کی گوشش کر رہا ہو۔ ”باس حکم دیجئے۔“ وکی نے لارڈ ڈراسن کو اپنی طرف اس طرح غور کر دیکھتے ہوئے لوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تم ابھی میرے حکم کے انتظار میں ہو۔ فوراً مکمل تنظیم کو حرکت میں لے آؤ اور اس سوہنر یا کرنل راک ہیڈ جہاں بھی وہ زندہ یا مردہ میرے سامنے لے آؤ اور سوہنر اگر تم اس میں ناکام رہے تو میں سب کو اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا۔“ لارڈ ڈراسن نے ہانگوں کے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور وکی سر ہلاتا ہوا اس طرح ہڑک بھاگا جیسے موت اس کے تعاقب میں ہو۔

”اوہ اوہ کس قدر حماقت ہوتی ہے تمہارے۔ اوہ کاش ذرا سامیں نے غور کر لیا ہوتا۔ تجھے بار بار شک تو پڑتا تھا لیکن کاش کہ تجھے معلوم ہوتا کہ یہ کرنل کی بجائے ایک عریین ایجنٹ ہے۔ اوہ سب کچھ ڈوب گیا۔ میں اسے لپیچا جاؤں گا۔“ لارڈ ڈراسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ بار بار ٹھیکیاں پینچ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے لیکن وہ جیسے تھا اور اس وقت سوائے بڑبڑانے کے وہ کچھ بھی کیا سکتا تھا۔

”اے اے لارڈ ڈراسن تمہارے مت چنچو، یہ تمہارے وقار کے خلاف ہے اور سنو تم نے میری ذہانت کی اتریف کی محی اس نے میں نے سوچا کہ فون کر کے تمہیں بتا دوں کہ ٹاشیم جیسی قیمتی دھات کو حاصل کرنا تم جیسے محترم ریٹ بد معاشوں کا کام نہیں ہے یہ محکموں کے معاملے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ ایجنٹ میا اس دور میں آگئے نکل گیا ہے اور ہاں یہ بھی بتا دوں کہ وہ پہلا نقشہ اور اس کی کاپی بھی میرے ہی پاس ہے اس نے تمہارے حق میں بہتر کہی ہے کہ تم اصل کرنل راک ہیڈ کے ساتھ مل کر کہیں جنگل میں ہرن وغیرہ کا شکار کیلو باقی دیے آتا بتا دوں کہ میرا نام سوہنر ہے اور سوہنر ایک بیانی ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ کا سپیشل ایجنٹ ہے۔ باقی باقی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ہیسو ریسپورکا پر بیڑا!“ لارڈ ڈراسن نے رابطہ ختم ہوتے ہی بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس!“ دوسری طرف سے اپر بیڑے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

”معلوم کرو یہ فون کہاں سے کیا گیا ہے فوراً ابھی ایک سیکرٹڈی۔“ لارڈ ڈراسن کا چہرہ غصے کی شدت سے بڑی طرح مخ ہو چکا تھا وہ اس طرح دانت پیس رہا تھا جیسے اگر یہ سوہنر جوتنے دفوں تک کرنل راک ہیڈ بنا اُسے جو قوف بنانا رہا اگر اس کے سامنے آجائے تو وہ اس کی گردن اپنے دانتوں سے چبا ڈالے۔

”سر یہ فون مارا گوئے کے شمال میں واقع کسی پہلک پوچھو سے کیا گیا ہے

”ٹیک ہے ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور“ — عمران نے جواب دیا اور پھر کار ایک سائیڈ پر رک کے روک دی۔ چند لمحوں بعد کرنل کی کار بھی ان کے پیچھے ہٹ کر رک گئی اور کرنل راک ہیڈ کار سے اتر کر اس کے ڈرائیور کو کچھ کہتا رہا پھر تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھ آیا۔ اس کے ہاتھ میں برلیف کیس تھا۔

”تم پیچھے چلے جاؤ اور کرنل صاحب کو آگے بیٹھنے دو“ — عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو دوسرا ہلتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پچھلی سیٹ پر جو ہفت اور جوانا کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اور کرنل راک ہیڈ دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے برلیف کیس اپنی ٹانگوں کے سامنے رکھ لیا اس کے ساتھ ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی جب کہ پچھلی کار اپنی جگہ پر رک رہی اور اس کے پیچھے آنے والی دونوں کاریں بھی رک گئی تھیں۔ عمران نے کرنل سے کوئی بات نہ کی اور تیزی سے کار چلاتا ہوا نار اگوئے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم برلین دین کہاں کرنا چاہتے ہو“ — کرنل نے لیختن عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہاں سہولت ہو کرنل“ — عمران نے مسکرتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر نار اگوئے داخل ہونے سے پہلے شمالی طرف جانے والی سڑک کی طرف کار موڑ دو۔ وہاں ایک فارم ہے جہاں فون بھی موجود ہے تم فون کر کے اپنے پاس کو وہیں بلا سکتے ہو“ — کرنل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ٹیک ہے تم نے کوئی اعتراض نہیں ہے“ — عمران نے جواب دیا

عمران نے اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کرنل راک ہیڈ کار اس کے پیچھے تھی اور اس سے پیچھے کچھ فاصلے پر دو اور کاریں بھی آ رہی تھیں۔ یہ شاید ان سپر فاسٹر زکی تعین نہیں نگرانی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہ لارڈ ہاؤس سے کچھ فاصلے پر ہی پہنچے تھے کہ عمران والی کار کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

”ہیلو ہیلو مسٹر فیاض! میں کرنل راک ہیڈ ہوں رہا ہوں اور“ — کرنل راک ہیڈ کی تیز آواز ٹیلی فون میں فٹ ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

”اب کیا ہو گیا ہے کرنل راک ہیڈ۔ اور“ — عمران نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔

”اپنی کار روک لومیں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ساتھ ہی بیٹھ کر ہوا گا۔ اور“ — دوسری طرف سے کرنل راک ہیڈ نے جواب دیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رہ گئی۔

کہا اور عمران فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریسور اٹھایا اور پھر رکھ دیا۔
 ”کیا ضرورت ہے اسے بلانے کی۔ رقم تمہارے پاس ہے اور نقشہ میرے پاس۔“ عمران نے واپس مڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کیا مطلب، کی نقشہ تمہارے پاس ہے لیکن پھر تم نے یہ پاس کا چیک کیوں چلایا تھا؟“ کرنل راک ہیڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
 ”اب میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں کرنل کہ میں لارڈ باؤس میں ہی نقشہ کی موجودگی کا اقرار کر لیا پھر رقم بھی نہ ملتی اور ہماری ہڈیاں بھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔۔۔ پس ٹھیک ہے کہاں ہے وہ نقشہ نکالو۔“ کرنل راک ہیڈ نے تیز طبعی میں کہا۔
 ”پہلے یہ رقم والا بیگ میرے سامنے رکھ دو۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ، رقم خاصے بے اعتبار قسم کے آدمی ہو۔ یہ لوگ پولوری رقم ہے“ کرنل راک ہیڈ نے ہنستے بیٹھتے ہوئے بریف کیس بیک کی طرف بڑھا دیا۔ بیک کیس نے بریف کیس لے کر اسے کھولا تو اس میں بڑی مالیت کے کوٹوں کی گدیاں بھری ہوئی تھیں۔

”ٹھیک ہی ہوں گی۔ یہ نقشہ اور کاغذات۔“ عمران نے مکتلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹ کے اسی پھٹے ہوئے استر میں انگلیاں ڈالیں اور اندر سے تہہ شدہ کاغذات باہر نکال لئے اور کاغذات اس نے کرنل کی طرف بڑھا دیئے۔ کرنل راک ہیڈ نے جلدی سے کاغذات جیسٹے اور انہیں کھول کر دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرتی تھی۔

اور پھر متحور آگے جاتے کے بعد اس نے کرنل کی ہدایت پر کارشملہ طرف جانے والی ایک سائیڈ لہڈ پر موڑی اور اسے تیزی سے آگے بڑھانا گیا متحوری دور جانے کے بعد اسے ایک فارم کی عمارت نظر آگئی۔
 ”اس فارم میں چلو۔“ کرنل نے فارم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور چند لمحوں بعد کار فارم کے بند چھانک کے سامنے پہنچ گئی۔

”دوبار لانگ اور ایک بار شارٹ ہالن دو۔“ کرنل نے کہا اور عمران نے اس کی ہدایت کے مطابق ہالن دیا تو چھانک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا ترنگا مسلج آدمی باہر آیا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
 ”چھانک کھولو جولی۔“ کرنل راک ہیڈ نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے حکمتاً نہ طبعی میں کہا۔

”ییس باس۔“ جولی نے کہا اور واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا چند لمحوں بعد چھانک کھل گیا اور عمران کا راندہر لیا گیا۔ فارم کے وسیع وسیع لان میں ایک سائیڈ پر ایک چھوٹا کین تیز رفتار پیل کا پٹر موجود تھا وہ آدمی چھانک بند کر کے واپس آ گیا تھا۔

”آؤ میں نہیں فون کروں۔“ کرنل نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی کار سے نیچے اتر گئے۔ فارم میں جولی کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ بھی کرنل کے اشارے پر باہر برآمد سے بری رک گیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت فارم کے ایک کھٹے کمرے میں آ گیا جہاں ایک طرف ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔
 ”یہ لو بلاؤ اپنے پاس کو۔“ کرنل نے ٹیلی فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

”جولی! انہیں ہانے دو“ — کرنل نے مشین گن بردار آدمی سے کہا اور اس نے سر ہلادیا۔

”اچھا کرنل ہمیں اجازت گڈ بائی“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل نے سر ہلادیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بھانگ کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو یلف کیس اٹھائے اس کے پیچھے اور خوف اور حیرانہ دونوں کے پیچھے چلتے ہوئے جلد ہی چانگ کی چھوٹی کھڑکی سے باہر آگئے۔

”او بھئی اب ذرا پیدل مارچ ہو جائے“ — عمران نے باہر نکل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آخر آپ کیا کر رہے ہیں میری کچھ میں تو کچھ نہیں آ رہا“ — بلیک زیرو نے ہنٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تمہاری کچھ تو دانش منزل کی کر ہی تک ہی حدود ہو گئی ہے ملاحظہ۔“ بھئی نقشہ ہم نے دے دیا ہمارے نے فنشول تھا اور رقم لے لی اس رقم سے ہمارے آنے جانے کے اخراجات کے ساتھ ساتھ مس ماہیئیں کے زخموں کا معاوضہ اور اس کے عمل میں جو توڑ پھوڑ ہوئی ہے اس کی مرمت کے اخراجات سب آسانی سے بوسے ہو جائیں گے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ترک چوڑ کر ایک طرف موجود درختوں کے گھنے جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

”ادھر کہاں جا رہے ہیں“ — بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ابھی یہاں سے کرنل راک ہیڈ صاحب عرف سوبر نے جانا ہے۔“ اور وہ بھی ہیلی کاپٹر پر۔ اس نے ہم اس دوران ذرا درختوں کے اس جھنڈ میں آرام کریں گے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ نقشہ ایسے کا غڈ پر بنا ہوا ہے جس کی کاپی نہیں ہو سکتی جب کہ یہ تو عام کا غڈ پر بنا ہوا ہے“ — کرنل نے نقشے کو ٹوڑے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کرنل! وہ فواب کوئی سیکرٹ سروس ایجنٹ تو نہ تھا کہ اس قسم کے کاغذات اس کے پاس موجود ہوتے سیدھا سادھا فواب تھا اس نے تو سیدھے سادھے کا غڈ پر ہی نقشہ بنا تھا ویسے یقین کرو کہ اس کی کوئی کاپی نہیں بنائی گئی۔ وہاں تو میں نے جان بچڑانے کے لیے کہا دیا تھا ویسے بھی طبعی چکر میں پڑنے کے قابل نہیں ہیں اور نہ ہمارا تعلق کسی روسیہ ہی ایجنٹ سے ہے ہم تو عام سے لوگ ہیں۔ یہ بات تو میں نے صرف شہ دینے کے لیے کہی تھی“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوکے ٹھیک ہے تم نے رقم وصول کر لی اب تم جا سکتے ہو“ — کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نقشہ اور کاغذات اس نے عجیب میں رکھ لئے تھے۔

”ہم اب یہ کار نہیں لے جا سکتے کیونکہ جو سکتا ہے تمہارے آدمی کار پر چڑھ دوڑیں اور تمہارے نقشہ بھی اور رقم بھی جائے۔ تم الیا کرو ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر شہر چھوڑ دو“ — عمران نے کہا۔

”نہیں ایسا نامکن ہے یہ ہیلی کاپٹر ٹونیٹر سے تم لگا کر پر نہیں جانا چلتے تو پیدل چلے جاؤ“ — کرنل راک ہیڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوکے بہر حال اس کار سے پیدل جانا ٹھیک نہ ہے گا۔ آؤ دوستو، ہمارا کام ختم ہو گیا“ — عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کرنل بھی ان کے ساتھ ہی باہر آیا۔

سوبرز ہے اور اس وقت تک میرا پروگرام کچھ اور تھا لیکن جیسے ہی اس ہال میں کرنل راک ہیڈ داخل ہوا میں اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ سوبرز ہے حالانکہ اس کے چہرے پر میک اپ تھا اور میں اس کرنل راک ہیڈ کو پہلے سے نہ جانتا تھا اس لئے میرے لئے وہ صرف میک اپ تھا اس سوبرز کی ایک خاص پہچان ہے اور وہ یہ کہ اس کی پلکیں مصنوعی ہیں اور میک اپ چاہے کیسا بھی ہو پلکیں مصنوعی کوئی نہیں لگاتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کا رنگ بدل دیا جاتا ہے اور اس۔ لیکن سوبرز کی پلکیں شاید پیدائش کے وقت ہی موجود نہ تھیں اس لئے وہ ہمیشہ مصنوعی پلکیں لگاتا ہے۔ میرا اس سے کئی بار ٹکراؤ ہوا جو چکاسے چنچا نہیں ہے وہ اندر داخل ہوا۔ اس کا قد وقامت جسمانی ساخت اور اس کے چلنے کا انداز دیکھتے ہی میں چونک پڑا۔ اور مصنوعی پلکیں دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ سوبرز ہے اور کرنل راک ہیڈ بنا ہوا ہے۔ اسے پہچانتے ہی سارا کھیل میری سمجھ میں آگیا۔ روسیہ کے ساتھ ساتھ اندر گیا کو بھی اس ساری کارروائی کا علم ہو گیا تھا چنانچہ سوبرز کی کرنل راک ہیڈ کے میک اپ میں لارڈ کے پاس پہنچ گیا ہو سکتا ہے اس کا مقصد بھی ہو کہ جب ٹائیم کے اصل سپاٹ پر یہ لوگ پہنچیں تو سوبرز کنٹرول سنبھال لے لیکن بہر حال وہ ایگزٹ میسج تھا اور اُسے دیکھنے کے بعد میں نے پروگرام میں تبدیلی کر دی۔ روسیہ والے تو پہلے ہی اس ٹائیم کے چکر میں تھے ٹوٹی والے چکر میں مجھ سے ایک نیا دوری حماقت ہو گئی تھی کہ ٹوٹی شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں تھا اور میں نے ٹوٹی کے نام پر چکر چلا دیا۔ — ظاہر ہے سیکرٹ ایجنسی کے لئے اس کا پتہ چلا نا ممکن نہ تھا۔ بس لئے سوبرز نے یقیناً اس کی تصدیق کر لی ہوگی۔ وہ

”کیا کچھ ہے میں — سوبرز؟“ — بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔
 ”جی ہاں جناب ظاہر صاحب! یہ کرنل راک ہیڈ صاحب اصلی نہیں ہیں یہ ایگزٹ میسج کے ایجنسی کا سپیشل ایجنٹ سوبرز ہے۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔
 وہ اس وقت تک درختوں کے اس گھنے جھنڈ میں پہنچ گئے تھے اُسی لمحے عمران کی جیب سے ٹوٹوں کی آوازیں ابھریں اور عمران نے بلدی سے اس کوٹ کے اندر بنی ہوئی ایک چھوٹی جیب سے ایک پتلی کو پتی باہر نکالی اور اس کا ایک کونڈرا سا موڑ دیا۔ ٹوٹوں کی آوازیں اس پتی سے نکل رہی تھیں۔ پتی کا کونڈرا تھوڑے ہی اس میں سے ایک اکوڑا جھڑ یہ کرنل راک ہیڈ کی آواز تھی۔

”ہیلو لارڈ! میں کرنل راک ہیڈ بول رہا ہوں۔“ — پتی میں سے کرنل راک ہیڈ کی آواز بڑے واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔
 ”اوہ کرنل تم کہاں رہ گئے ہو میں انتہائی سیلے مینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ — لارڈ ڈاسن کی تیز آواز پتی میں سے ابھری۔
 اور پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو عمران اور بلیک زیرو دونوں واضح طور پر سننے رہے جب آواز آتی بند ہوتی تو عمران نے مسکراتے ہوئے پتی کو دوبارہ ٹوٹا اور اسے جیب میں رکھ لیا۔

”اوہ آپ کو کیسے پتہ چلا کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔ یہ کیا عجیب وغریب کھیل ہے۔“ — بلیک زیرو کے لبہ میں اور چہرے پر شدید حیرت تھی۔
 ”سنو! مجھے واقعی معلوم نہ تھا کہ کرنل راک ہیڈ کے میک اپ میں

”لیکن کیا ہم یہاں صرف اس لئے آئے تھے کہ اس سوہنے کو نقشہ سے اس سے رقم لیں۔“ — بلیک زیرو نے جھجھکتے ہوئے ہلچلے میں

”صبر۔ شانتی مہیلا برعوف بلیک زیرو صاحب! انتقام کی بہت باتیں ہوتی ہیں اب دیکھو لارڈ ڈران سے ہم نے ایک انتقام تو لیا ہے کہ جس نقشے کی خاطر اس نے نواب شان الدولہ اور اس کی ہاکو مارا، نام ہم کو قتل کیا وہ نقشہ اس کے ہاتھوں سے پھر کر کے اڑا

اب اس جیسے آدمی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ اپنے ہی ملک کے ایکٹ ایجنٹوں سے لڑ سکے اس نے ایک کام تو مکمل ہو گیا۔ اب آؤ برے کام کی طرف۔ ان سپر فائٹرز نے نواب شان الدولہ اور اس کی اہل پرانہ تہائی بے رحمانہ تشدد کیا اور پھر نام ہم نے بھی مرتے وقت پہر طرکائی نام لیا تھا اس نے اب دوسرے انتقام کا کام شروع۔ ابھی، آدمی دیر بعد یہ لوگ اس فارم ہاؤس میں پہنچ جائیں گے کیونکہ ان کی کار ابل موجود ہے اور یہ لوگ خاصے پھر تیلے واقع ہوئے ہیں تم نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے ہمیں فون کرنے کے پانچ منٹ بعد ہی نہ صرف ہر کر لیا بلکہ گرفتار بھی کر لیا چنانچہ اب ان سپر فائٹرز کی لاشیں — لارڈ ڈران کو تحفے کے طور پر پیشیوں کا ڈومرے ساتھ — عمران کہنا اور درختوں کے جھنڈ سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا دوبارہ فارم طرف بڑھ گیا۔

”اب سنو، ہم نے ان لوگوں کو اس فارم کے اندر گھیرنا ہے اس نے فہم فارم کے سائیڈوں میں چھپ جاتوں اکیلا اندر جوں گا پھر جیسے

بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے چنانچہ سوہنے کو دیکھتے ہی میں نے اس نقشے سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑانے کے لئے ایک پلان بنایا۔ اور پھر میرے ہی پلان کے مطابق عمل ہوتا رہا اور اب دیکھو نقشہ ایگریما کے پاس پہنچ گیا ہے اب اس نقشے کی وجہ سے روسیہ اور ایگریما آپس میں ٹکراتے پھریں گے۔ پاکیشیا کی جان اس پکڑے ہمیشہ کے لئے بچوٹ گئی اور اخراجات کی رقم مفت ہاتھ آگئی۔ بولو سو برا بھلا اچھا — عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن سوہنے آپ کو کیوں نہیں پہچان سکا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ ”بس اس کے لئے مجھے مسلسل اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑا۔ میری باتیں ہی میری خاص پہچان ہیں لیکن یہ نہ پوچھو کہ اس دوران میرا کیا حشر ہوا ہے مسلسل سنجیدہ رہ رہ کر میرے سامنے پر دس ہزار می گرو چڑھ گئی ہے۔ کئی بار طبیعت چلی لیکن پھر جبر کر گیا کیونکہ اگر سوہنے کو ذرا بھی شک ہو جاتا تو پھر کو بھی یقین نہ کرتا کہ میں نے اسے اصلی نقشہ دیا ہے اور نتیجہ یہ کہ ہمارے لئے ایک مستقل مصیبت کھڑی ہو جاتی“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلادیا۔

اُسی لمحے انہیں دور سے بیلی کا پٹرک مخصوص آواز سنائی دی وہ سب ذرا تیزی سے آگے بڑھے تو انہوں نے اسی بیلی کا پٹرک جو فارم کے اندر موجود تھا تیزی سے اڑ کر مشرق کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

”لو بھیجی نقشہ کم اور پاکیشیا پاک۔ اس سے تو مستقل جان بچوٹی۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہی یہ لوگ اندر آئیں تم بھی اندر آ جانا اس کے بعد فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ
 فائبرز کون ہیں۔ عھران نے فارم کے قریب پہنچ کر کہتے ہوئے
 ان تینوں سے کہا اور وہ تینوں یعنی بلیک زیرو، جوزف اور برناتیہ کا
 سے فارم ہاؤس کے سائیڈ وں کی طرف بڑھ گئے جب کہ عھران اطمینان
 سے پھانک کی پھوٹی ٹکڑی کر اس کرتا ہوا اندر غائب ہو گیا۔ رقم کا بریف
 کیس اس نے البتہ بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا تھا اور وہ اس وقت
 اس کے ہاتھ میں تھا۔

”اے اے اوہ شاید میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ اچانک پُپر
 ٹرفور نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔
 ”کیا مطلب، کیا کہنا چاہتے ہو تم؟“ ساتھ بیٹھے ہوئے نمبر وں نے
 لب کر نمبر فور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ اس وقت نارگوئے کی ایک
 ف پر دوڑتی ہوئی کاریں بیٹھے ہوئے تھے۔ نمبر فور کا۔ چلا رہا تھا جبکہ
 بن اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا۔
 ”ہم خواہ مخواہ ساری سڑکوں پر کار دوڑاتے رہے جب کہ یہ کنٹرل تو
 بے سامنے زیرو وں کا پر گیا ہے۔ اس کا پتہ تو آسانی سے لگایا جاسکتا ہے“
 نمبر فور نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے سچے ایک
 دبایا تو ڈیش بورڈ کی سپاٹ سیدھی سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔
 ”تو کیا ضروری ہے کہ وہ اس کاریں موجود ہو گا اب تک؟“ نمبر
 نے متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

”پہلے یہ تو پتہ چلے کہ وہ گیا کہاں ہے۔“ غبر فونے کہا اور اس سے ایک اور پتہ دیا دیا دوسرے لمحے روشن سکین پر تارا گئے اور اس سے ملحقہ علاقے کا نقشہ سرخ رنگ کی لکیروں سے بنا ہوا خودار ہوا۔ وہ اس کے ساتھ ہی غبر فونے کے ایک بار پھر ہاتھ نیچے کی طرف بڑھ گیا جب اس نے ہاتھ باہر کھینچا تو سکین کے ایک حصے پر سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے چلنے پھرتے لگا۔

”اوہ یہ تو سیکٹر مٹری ہے اور میرے خیال میں یہ البرٹ فارم ہے۔“ غبر فون نے غور سے نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں زیر و ول کا البرٹ فارم میں ہی موجود ہے۔“ غبر فون نے کہا اس نے کار کو اتنی تیزی سے سڑن دیا کہ کار اُلٹے اُلٹے چلی۔ غبر فون کا کار کی رفتار بیکھڑت بے حد تیز کر دی اور لمبی ہاؤی اور انتہائی طاقتور خانہ والی کار آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی دوپہا کے کار مختلف سڑکوں پر موڑنے کے بعد وہ اس سائڈ روڈ پر آگئے جس پر آگے جا کر البرٹ فارم واقع تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی انہیں قندیل کا لکڑی کا بند بچانک نظر آنے لگا۔

”بوشیار غبر فون۔“ غبر فون نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا دوسرے لمحے کار اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی ایک خوفناک دھماکے لکڑی کے بند بچانک سے ٹکرائی اور فارم کے اندر داخل ہو گئی یہ ہی زیر و ول کا کھڑی صاف نظر آرہی تھی۔ کار کی پیچیں چغیں اور گیسے ہی زیر و ول کا رکے قریب رکی۔ وہ دونوں ہی اٹھل کر باہر نکلے اور پھر تیزی سے دوڑتے ہوئے راہداری میں سے اندر آ کر

کی طرف بڑھ گئے جس میں سے لائٹ نظر آرہی تھی۔
 ”خبردار! غبر فون نے دھاڑتے ہوئے کہا اور موصوفے پر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا آدمی اس بڑی طرح اچھلا کر بے اختیار موصوفے سے نیچے آگرا۔
 ”کک کک کک کون ہو تم؟“ اس آدمی نے اس طرح آنکھیں پھاٹتے ہوئے کہا جیسے اس کی بینائی اچانک چلی گئی ہو۔
 ”وہ کرنل کہاں ہے؟“ غبر فون نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”کرنل۔ کرنل اپنی رجمنٹ میں ہوگا۔“ اس آدمی نے مزہ نالتے ہوئے جواب دیا۔

”شٹ اپ۔ بتاؤ وہ کرنل کہاں سے ورنہ تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے گی۔“ غبر فون کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔

”بب بتانا ہوں جناب! ذرا ہستہ لہجے۔ آئیے میرے ساتھ میں بے چلتا ہوں آپ کو کرنل کے پاس۔“ اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس طرح دروازے کی طرف بڑھنے لگا جیسے وہ دشمنوں کی بجائے دوستوں کے درمیان ہو۔ دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکل کر راہداری میں آئے اور پھر برآمدے سے ہوتے ہوئے باہر کو صبح بھی میں آگئے جہاں دونوں کاریں موجود تھیں۔

اس آدمی نے باہر آکر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

”کے دیکھ سہے ہو؟“ غبر فون نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ماسٹر! ان کا مقابلہ آج تک کسی فائٹر سے ہوا، ہی نہیں اس لئے انہیں اپنے متعلق شدید غلط فہمی ہے۔“ جوان نے بڑے زبردستی بولے۔

”اوہ تو تم ہمیں جلیج کر رہے ہو۔“ نمبرون نے بیٹھنے کے لئے انداز میں عزت سے بولے۔

”جلیج سنو تم نے نواب شان الدولہ اور اس کی بیٹیوں پر تشدد کیا تھا تا۔“ لیکلنٹ عمران کا لہجہ بدل گیا۔

”ہاں کیا تھا کیوں۔“ نمبرون نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔
”اور تمام جہم کو بھی قتل تم نے ہی کیا تھا۔“ عمران نے بیٹھنے کے لئے انداز میں عزت سے بولے۔

”ہاں وہ فرار ہو رہا تھا۔“ نمبرون نے جواب دیا۔
”تو پھر سن لو کہ ہم پاکستان سے اس لئے آئے ہیں تاکہ تمام لے

مکیں اور ہمیں باسکیں کہ سپر فائٹرز کے کہتے ہیں۔ تم نے اب تک صرف عام لوگوں اور معصوم عورتوں پر ہاتھ اٹھایا ہے اب ہمیں پتہ چلے گا کہ مقابلہ کسے کہتے ہیں۔ اور وہ تمہارا حق لارڈ تمہارے سر پر

بد معاش بنا پھر تا ہے تمہاری ٹوٹی پھوٹی اور بد فتنہ لاشیں جب اس کے سامنے پھینکیں گی تو کسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ فائٹر کسے کہتے ہیں۔“ عمران نے عزت سے بولے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔“ تو تم چار چوبیس، تم سے لڑنا چاہئے ہو ہم سپر فائٹر سے ہا۔ ہا۔ یہ واقعی اس صدی کا سب سے دلچسپ لطیفہ ہے۔“

نمبرون نے بڑے استہزاء میں انداز میں تبہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس

”سپر فائٹر کو۔“ وہ ابھی تک نہیں آئے کیں سو تو نہیں گئے۔“
اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہم آگئے ہیں ماسٹر!“ اپناک برآمدے کی سائید سے ایک آواز ابھری۔

اوہ! اسے کہتے ہیں آمد۔“ عمران جسے ماسٹر کہہ کر پکارا لگ بھگ تھے اطمینان بھر سے انداز میں کہا اور ایک

قدم پیچھے ہٹ گیا اور سپر فائٹر تیزی سے اس طرف کو گھومے تو انہیں سامنے سے وہی دو جشی آتے دکھائی دیئے۔ اسی لمحے ٹوٹے ہوئے پچھلے کی طرف سے ان کا ساتھی ایشیائی بھی داخل ہوا دکھائی دیا۔

”یہ تو تمہارے ساتھی ہیں کڑل کہاں ہے۔“ نمبرون نے مڑ کر عرض سے غائب ہو کر کہا۔ اس کے جبر سے پر اب غیض و غضب کے آثار ابھر آئے تھے۔

”اس جوزف کے پیٹ میں۔“ یہ افریقہ کے آدم خود قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر تو تم ہمیں ڈانٹ رہے تھے ہمیں سپر فائٹر کو! تمہاری یہ جرات۔“ نمبرون نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”اسے آرام سے بولو۔ زیادہ چیخنے چلانے سے انہی نتائج ہوتے ہیں اور اس وقت ہمیں انہی کی سخت ضرورت ہے کہ ان کو یہ جواب کہ

ہے کہ وہ سپریم فائٹر ہے کیوں جو انا؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کا دوسرا ساتھی البتہ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

”ماسٹر آپ سب ایک طرف بیٹ جائیں ان دونوں فچوروں کے لئے ایک جوانا ہی کافی ہے۔“ اچانک جوانا نے چیختے ہوئے کہا۔
 ”ہائیں جوانا، یہ میرا شکار ہیں۔ آج بڑے عرصے بعد مجھے گیدڑوں کے شکار کھیلنے کا موقع ملے گا۔“ جوزف نے بڑے لاپرواہ سے سنبھے میں کہا۔

”عمران صاحب! میرا خیال ہے آج مجھے موقع دیا جائے جوزف جوانا اور آپ تو فیڈل میں رہتے ہیں لیکن مجھے آج موقع مل رہا ہے ہاتھ پیر چلانے کا۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”یار ایسا کہتے ہیں فیصلہ اپنا پھوڑ دیتے ہیں یہ جسے چاہیں اپنا عجز راتیں منتخب کر لیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”نمبر فور!“ اچانک نمبرون نے جج چراگ پر اپنے ساتھی سے کہا۔
 ”یس نمبرون!“ نمبر فور نے چونک کر نمبرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم سن رہے ہو ان بڈوں کی بجواس۔“ نمبرون نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
 ”میں تو تمہاری وجہ سے خاموش کھڑا ہوں نمبرون اور تمہاری خاموشی کی وجہ سے ان کی زندگی کے لمحے بڑھتے جا رہے ہیں۔“ نمبر فور نے کہا۔

”چلو نمبرون نے تو نمبر فور کو منتخب کر کے فیصلہ کر لیا اور میں اپنے ساتھیوں میں سے بلیک زیرو کا انتخاب کرتا ہوں۔ بلیک زیرو تم اس نمبر

فور صاحب کو بتاؤ گے کہ بڈیاں توڑنے کا فن کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد نمبرون صاحب جس کا انتخاب کریں گے وہ انہیں راگ دیر کی بجائے بھلے گا البتہ یہ اونچا بولتا ہے اور مجھے شور سے نفرت ہے اس لئے لی تو چاہتا ہے کہ اس کے گلے میں سا بلنسر میں فٹ کرادوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دیکھو مسٹر اپنی جائیں مت گنواؤ۔ ہمیں اس کرنل کی تلاش ہے اگر تم ہمیں اس کرنل کا پتہ بتا دو تو ہم تمہیں جانے دیں گے کیونکہ باس نے تمہارے متعلق کوئی حکم نہیں دیا۔“ نمبرون نے اچانک مرکز عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چلو ایک معاہدہ کر لیتے ہیں اگر تم ہم میں سے کسی ایک کو بھی شکست دے دو تو کرنل دست بستہ تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اب اگر کیلے اکیلے لڑنا ہو یا اکٹھا یہ تمہاری مرضی ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”حق آدمی کھوں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی گردنیں ٹوڑنا چاہتے ہو۔ باتو کرنل کہاں ہے۔“ نمبرون نے تیز لہجے میں کہا۔

”یار باغی جیسا جرم رکھنے کے باوجود جو سے جیسا دل بکول ہے تمہارا بولوڑنے سے ڈرتے ہو تو زمین پر ناک سے لکیریں نکالو کہ آئندہ اپنے آپ کو بہر فائز طرف فائر بھی نہیں کہو گے۔“ عمران نے ہٹے فتنہ انداز میں کہا۔

”اوہ تمہاری یہ جرات۔ میں تم پر رحم کھا رہا ہوں اور تم میری توہین کرتے ہو۔“ نمبرون نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر عمران پر حملہ آور ہو گیا لیکن عمران اس سے بھی زیادہ

”اس گھبر کو ہٹاؤ تم میں مجھے کچھ پھرتی نظر آرہی ہے اس نے تم آؤ مقابلے پر۔“ غبروں نے غراتے ہوئے عمران سے مقابلہ ہو کر کہا۔ اس کے چہرے سے نظر آرہا تھا کہ وہ اب واقعی لڑنے کے موٹوں آ گیا ہے۔

”مجھے تو لڑنا آتا ہی نہیں بھائی۔ میں تو صرف پیریم چلنے پینا پسند کرتا ہوں۔“ عمران نے سہلے ہوئے جواب دیا۔

”ماسٹر!۔“ یکھنت جو انانے کچھ کہنا چاہا۔

”تم خاموش رہو۔ طاہر لڑے گا ان دونوں سے۔“ عمران نے اسے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر! یہ واقعی خوفناک لڑاکے ہیں آپ طاہر صاحب۔۔۔۔۔۔“

جوانانے کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا غبر فوراً اچانک بھگا اور دوسرے ٹپے اس کے ہاتھ زمین پر لگے اور اس کا جسم قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو ایک قدم آگے بڑھے ہوئے بلیک زیرو کی ٹھوڑی پر بڑی زوردار فلائنگ لگ گئی اور بلیک زیرو کسی کھلونے کی طرح دھپ سے زمین پر جاگرا۔ اور نیسے ہی وہ زمین پر گرا غبروں نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ اپنے دونوں گھٹنے موڑ کر پوری قوت سے پیچھے گرے ہوئے بلیک زیرو کے پیٹ پر ایک ہونک دھماکے سے گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر لڑی قلابازی کھا کر واپس اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بری طرح زمین پر پھینکے لگا۔ اس کی ناک اور منہ کے کونوں سے خون کی کیریں سی بہہ نکلی تھیں۔

تیزی سے ایک طرف ہٹا اور ساتھ ہی اس کی لات غبروں کے پیلو پر پڑی اور غبروں کی ٹوکی طرح گھومتا ہوا ایک طرف کھڑے بلیک نیپا پر جاگرا۔ یہ سب کچھ بلیک جھپکنے میں ہو گیا تھا اس تے بلیک زیرو بہت ہی نرمسکا اور وہ غبروں کے ساتھ ٹکراتا ہوا پیچھے گرا۔ اسی لمحے اس کا جسم فضائیں کسی پرندے کی طرح اچھلا اور ہوا میں ہی قلابازی لگا کر وہ ایک طرف جا کھڑا ہوا جب کہ بلیک زیرو ابھی تک اٹھنے میں نہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

سپر فائٹر فور جو آٹھیں چھپکاتے غبروں کو لڑتے دیکھ رہا تھا لیکن فضائیں اچھلا اور وہ بھی تیرت انگیز انداز میں فضائیں ہی قلابازی کھ کر غبروں کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ اب غبروں اور فور اٹھنے کھڑے تے جب کہ عمران اور اس کے ساتھی بکھرے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا لیکن اس کے ہونٹ پیچھے ہوئے تھے۔

”طاہر کیا واقعی تمہیں کسی پر بیٹھ بیٹھ کر زنگ لگ چکا ہے۔“

عمران کے ہاتھ میں کوڑیا لے سانپ جیسی پھینکا رہتی۔

”باس! بس اچانک حملہ ہونے کی وجہ سے میں سنبھل نہ سکا تھا۔“

بلیک زیرو نے قد سے شرمندگی بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”سنو طاہر! اب ان دونوں سے تم اکیلے ہی لڑو گے اور میں ان کے جھومل کی ایک ایک بڈی ٹوٹی ہوئی دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک ہڈی بھی ٹوٹنے سے بچ گئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا۔“

عمران کے لہجے میں پہلے کی طرح پھینکا رہتی۔ اسے واقعی طاہر کے ہاتھ کھانے پر غصہ آ گیا تھا۔

غبرون کے اٹھی قلابازی کھا کر پلٹے ہی غبر فور اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے بلیک زیرو کے دونوں کانوں کو رگڑتے ہوئے زمین سے لگے اور اس کے ساتھ ہی غبر فور بھی اٹھی قلابازی کھا کر واپس اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا۔ وہ دونوں واقعی بے پناہ پھیر تیلے اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھے۔ بلیک زیرو کی حالت بالکل خراب ہو گئی تھی اس کا پورا جسم چھیلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

”دوسرے کو بھیجو“ — غبرون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز چڑا لےنے والا تھا۔

”ابھی یہ مرا نہیں ہے“ — عمران نے بوٹ پیسنے سے کہنا۔

”ماسٹر!“ — لیکھن جو انہوں نے جیتنے ہوئے ہڈیاں فی انداز میں کہاں اس کا جسم بوش کی وجہ سے کانپنے لگ گیا تھا۔

”خاموش رہو پہلے اسے مارنے دو اگر بلیک زیرو واقعی ناکارہ ہو چکا ہے تو اس کی موت ہی اس کے حق میں بہتر ہے“ — عمران نے پھینکارتے ہوئے کہا۔

”اب بھی وقت ہے مسٹر! کنل کا پتہ بنا دو ورنہ ہم چاہیں تو ایک لمحے میں تم سب کا اس سے بھی زیادہ عبرت ناک حشر کر سکتے ہیں۔ ہم سپرفائٹرز ہیں سپرفائٹرز“ — غبرون نے بڑے غوث بھر سے انداز میں کہا۔

”ابھی اس کا سانس چل رہا ہے اور جب تک سانس تب تک اسے“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا کہ اسی لمحے لیکھن فرش پر تڑپتا ہوا بلیک زیرو تیزی سے سمٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کے

حلق سے ایک ہولناک چیخ نکلی اور دوسرے لمحے اس کا جسم اس طرح فضا میں اچھلا جیسے اڑنے والا سانپ سمٹ کر فضا میں اٹھتا ہے اور بلیک چھپکنے میں وہ غبرون سے ٹکرایا اور پھر قلابازی کھا کر واپس میدان کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو کا چہرہ مچ ہو رہا تھا ناک اور منہ سے سینے والے خون نے اب اس کی ٹھوڑی سے نیچے گردن تک کو مٹھ کر دیا تھا۔ غبرون اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے لڑکھاکر پیچھے ہٹا۔ بلیک زیرو کے قدم صرف ایک لمحے کے لئے زمین پر ٹکے رہے اور پھر وہ بیکلنت ہڈی طرح تڑپا اور اس بار غبر فور کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر زمین پر جا لگا۔ بلیک زیرو نے فضا میں اٹھتے ہی ٹوکی طرح، گھوم کر پوری قوت سے لات غبر فور کے چہرے پر جھانی تھی کیونکہ اس کا جسم کافی بند ہو کر گھوما تھا اس لئے اس کے بوٹ کی نوچ پوری قوت سے غبر فور کی پیشانی پر پڑی تھی۔

غبر فور کو لات مار کر بلیک زیرو گھومتا ہوا واپس نیچے کی طرف آیا۔ اسی لمحے غبرون نے اس پر جھلاگ لگا دی۔ لیکن بلیک زیرو کا نیچے گرتا ہوا جسم بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں کروٹ بدل گیا۔ مگر غبرون بے پناہ پھرتیلا تھا بلیک زیرو کے لیکھنٹ کروٹ بدل جانے کے باوجود غبرون بھی اس کے ساتھ ہی گھوما لیکن اس سے پہلے کہ اس کا بھاری جسم پوری قوت سے نیچے فرش پر گرے والے بلیک زیرو نے ٹکرائو بلیک زیرو کی ٹانگیں پیچھے کی طرف سمیٹیں اور اس کا نیچے گرنے والا دھڑ لیکھنٹ اوپر کی طرف اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گھومتے ہوئے ہاتھ سے اپنے سے ایک اینچ اوپر غبرون کے جسم کو کھینچی دی اور غبرون اسی طرح لڑتا

خوفناک تھا کہ جو نا اور جوزف کے ہونٹ بے اختیار بچھنے لگے لیکن عمران کے نبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اُسے — بلیک زیرو کا فقرہ سن کر معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اب پوری طرف نام میں آگیا ہے اور عمران بلیک زیرو کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

غبروں اور خود کے اڑتے ہوئے جسم تیزی سے دائیں بائیں اطراف سے سامنے کھڑے بلیک زیرو کی طرف بڑھے لیکن بلیک زیرو اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا پھر اس سے پہلے کہ وہ بلیک زیرو کو اپنے بھاری ہجر کم جھول کے درمیان بچھ کر ٹروٹر مروڑ دیتے بلیک زیرو بیک وقت کولہوں کے بل پیچھے گرا اور وہ دونوں اس کی ٹانگوں کے اوپر ایک لمحے کے لئے ایسے رکے جیسے بلیک زیرو پیروں پر بھاری پتھر اٹھانے کا مظاہرہ کر رہا ہو اور دوسرے لمحے وہ دونوں ایک جھٹکے سے گولی کی طرح اوپر کولہ بند ہوئے ہی تھے کہ بلیک زیرو کی اوپر کو باغی ٹانگیں پیچھے زمین پر موجود اس کے سر کے پیچھے کی طرف آئیں اور عمران نے اس بار ہونٹ بچھنے لگے کیونکہ بلیک زیرو خود ہی مانگا لیا تھا۔ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ دونوں اس کے مڑے ہوئے جسم پر پوری قوت سے گرتے اور یقیناً بلیک زیرو کی ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے ٹوٹ جاتے اور وہ دونوں واقعی اوپر کی طرف اٹھ کر تیزی سے واپس اس کے مڑے ہوئے جسم پر گر رہے تھے کہ بیک وقت بلیک زیرو کا مڑا ہوا جسم ہلک چھٹکنے کے ہزاروں حصے میں بیدھا ہوا اور اس کے اوپر گرتے ہوئے غبروں اور غبروں اس طرح جھٹکا لگا کر زوردار دھماکوں سے پیچھے فرسٹ ہار گئے جیسے زمین کی کبش بیک وقت ہزاروں گنا بڑھ گئی ہو۔ لیکن بہر حال وہ سُپر فاسٹرز ہونے کے

ہوا زمین سے اٹھتے ہوئے غیر فور کے ساتھ جاکھرایا جیسے گنبد دیوار سے ٹکراتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پیچھے گرے اور بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔
 ”ویل ڈن ظاہر صاحب ویل ڈن“ — بے اختیار جو نا کے منہ سے نکلا۔

”ابھی ان کی ایک بھی ہڈی نہیں ٹوٹی ظاہر اور تمہارے منہ سے اور ناک سے خون نکل چکا ہے“ — عمران کا ابھرا اسی طرح سرد تھا جیسے بلیک زیرو کی شاندار کارکردگی جس پر جو نا ایسا آدمی بھی بے اختیار تعریفی الفاظ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا عمران کی نظروں میں کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی۔

غبروں اور غیر فور ایک دوسرے سے ٹکرا کر پیچھے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے عمران، جوزف اور جو نا کافی پیچھے ہٹ چکے تھے اس لئے اب درمیان میں یہ تینوں ہی تھے بلیک زیرو عمران کی طرف کھڑا تھا جب کہ غبروں اور غیر فور اس سے چار قدموں کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ اب ان دونوں کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی ابھرائی تھی اور وہ بڑی کینڈ تو ز نظروں سے سامنے کھڑے بلیک زیرو کو دیکھ رہے تھے۔

”اگے آؤ۔ قابض زندگی دم آج میں تمہیں بتاؤں کہ لڑنا کسے کہتے ہیں۔“
 بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور اس کا فقرہ ختم ہو ہی رہا تھا کہ غبروں اور غیر فور بیک وقت حرکت میں آ گئے اس بار انہوں نے دونوں سائیڈوں سے بیک وقت بلیک زیرو پر حملہ کیا تھا اور یہ حملہ اس قدر

ہر کردار میں سمٹے جیسے کوئی پرندہ اپنے بازو پھیلا کر بیٹھا ہے لیکن اس کے
 سمٹے ہوئے بازوؤں میں ممبروں اور ممبروں کی گردنیں چھنی ہوئی ہیں اور
 اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی سخت قلابازی کھا کر گھوم گیا اور پھر دو
 خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دو خوفناک چیخوں سے فارم ہاؤس کی فضا
 گونج اٹھی۔ ان دونوں کے گھنے سر ایک دوسرے کے ساتھ خوفناک دھماکوں
 سے ٹکراتے تھے اور یہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چھین چھین جن
 سے فارم ہاؤس کی فضا گونج اٹھی تھی۔ چونکہ ان دونوں کے رخ ایک دوسرے
 کی مخالف سمت میں تھے اس لئے وہ بیک وقت ایک ہی سمت میں زور
 نہ لگا سکتے تھے۔ وہ واقعی بڑی طرح بلیک زیرو کے اس خوفناک داؤ میں
 پھنس چکے تھے اور بلیک زیرو تو حقیقت میں اس وقت بجلی بن گیا تھا وہ
 مسلسل قلابازیاں کھاتا جا رہا تھا اور ہر قلابازی کے بعد ان گنوں کے سروں
 کے آپس میں ٹکراتے تھے خوفناک دھماکے ہوتے اور ان کے حلق سے رخ نما
 چھین نکلتی جاتیں۔ ان کے جسم مخالف سمتوں میں ہونے کی وجہ سے ان کی
 طاقت بھی مخالف سمتوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک زیرو جو بلا ہر
 ان دونوں کے مقابلے میں انتہائی کم طاقت کا حامل نظر آ رہا تھا ان دونوں
 کے جسموں کو اس طرح فضا میں ہر قلابازی کے ساتھ کھار رہا تھا جیسے پہلوان
 ورزش کرتے وقت گدرد کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مخالف سمتوں میں تیزی
 سے کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان گنوں کے سر ایک دوسرے کے ساتھ
 خوفناک انداز میں مسلسل ٹکراتے کی وجہ سے اس طرح پھٹے چلے جا رہے تھے
 جیسے تروڑ مکہ مارنے سے پھٹ جاتا ہے اور بلیک زیرو نے چار قلابازیاں
 ایک سائیکل پر کھانے کے بعد بیچت اپنے جسم کو انتہائی حیرت انگیز انداز میں

دو دیرانے اور واقعی ان کے جسم میں گیندوں جیسی طاقت اور جینوں جیسی ہمت
 تھی کہ اس قدر دھماکے سے نیچے گرنے کے باوجود وہ ایک بار فضا میں اٹھنے
 اور پھر سخت سیدھے کھڑے ہو گئے۔ جبکہ ادھر بلیک زیرو بھی قلابازی کھا کر
 سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔ لیکن اس بار بلیک زیرو کا جسم پیٹے حرکت میں آیا اور وہ
 سیدھا ٹیڑھا فائزر پر حملہ آور ہونے کی بجائے اس طرح فضا میں اوپر اٹھتا گیا
 جیسے ہائی جمپ کا کھلاڑی درلڈر ریڈار کو ٹوڑنے کے لئے اپنی پوری قوت
 سے زیادہ سے زیادہ فضا میں اٹھتا ہے۔ بلیک زیرو کی سخت فضا میں اونچا
 اٹھتا گیا اور پھر اس کا جسم اتنی تیزی سے گھوما جیسے کوئی بیرنگ گھومتا ہے
 اور اس کے ساتھ ہی ممبروں کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور ممبر فور اس
 طرح اچھل کر ایک دھماکے سے منہ کے بل نیچے گرا جیسے اس کی پشت سے کوئی
 شہتہ اچانک پوری قوت سے ٹکرایا ہو۔ جب کہ ممبروں چپٹا ہوا پشت کے
 بل نیچے گرا تھا۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت انگیز داؤ لگایا تھا۔ فضا میں
 گھومتے ہوئے وہ پلک بچھکنے کے عرصے میں ساتھ ساتھ کھڑے ٹیڑھا فائزر
 ممبروں اور ممبر فور کے سروں کے اوپر پہنچا اور پھر اس کی فضا میں گھومتی ہوئی
 ٹانگیں ڈرا کھل کر ایک جھٹکے سے دوبارہ ملیں تو ممبروں اپنے سینے پر اور
 ممبر فور اپنی پشت پر زور وار ضرب کھا کر نیچے گر چکے تھے۔ بلیک زیرو ان
 کے گئے یہی سخت قلابازی کھا کر نیچے کھڑا ہوا ہی تھا کہ وہ دونوں بھی اچھل
 کر کھڑے ہو گئے مگر چونکہ ممبروں پشت کے بل اور ممبر فور سینے کے بل گرا تے
 اس لئے ان کے اٹھنے کے باوجود ان کے درمیان بلیک زیرو کو کھڑا ہونے
 کی جگہ بل بچی تھی۔ اور پھر عمران کی آنکھیں بھی یہ دیکھ کر حیرت سے پھٹنے
 کے قریب ہو گئیں کہ بلیک زیرو کے بازو ایک لمحے کے لئے فضا میں بلند

بلند ہوئی اور عمران اور بلیک زیر و بیٹھے ہی اس کی طرف گھومنے لگیں۔
جوانا نے پیر جوڑے اور پھر بالکل فوجی انداز میں اس نے بلیک زیر و
کو سیلوٹ کر دیا۔

”اوہ شکریہ جوانا! یہ سب عمران صاحب کی تربیت کا نتیجہ ہے۔“
— بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری زندگی میں آپ تیسرے آدمی ہیں جسے میں نے واقعی غلوں دل
سے سلام کیا ہے۔“ — جوانا نے انتہائی غلوں بھرے، ابھی میں کہا
اس کے چہرے پر تحسین کے ساتھ ساتھ ابھی تک حیرت کے آثار بھی
موجود تھے۔

”اے کہیں وہ دو یہ نمبروں اور قوت تو نہیں ہیں۔“ — عمران نے
منہ نہلاتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں باس! پہلے آدمی تو آپ ہیں اور دوسرے کرنل فریدی
صاحب غصے آج تک یاد ہے کہ انہوں نے کتنی بھارت سے غصے
شکست دے دی تھی۔ واقعی وہ انتہائی خوفناک لڑاکے ہیں انتہائی
خوفناک، اور آج مجھے ظاہر صاحب میں بھی وہی بات نظر آتی ہے
انہوں نے جس طرح ان دونوں کو ناکارہ کیا ہے میں تو سوچ بھی نہ سکتا
تھا۔“ — جوانا نے کہا۔

”ارے کرنل فریدی کو دوسرا نمبر سے رہے ہو بھائی خدا کا
خوف کرو کیوں مجھے بھی ساتھ مروانا چاہیے ہو وہ میرے بھی پیرو مشر
ہیں اور پیرو مشر کا نمبر ہمیشہ پہلا ہی ہوتا ہے۔“ — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک قلابازی کے درمیان ہی الٹی سمت میں گھمادیا۔ اور اس بار ان دونوں
کے حلقے سے اس قدر خوفناک چٹینیں نکلیں کہ ایک طرف کھڑے جوزف اور جوانا
کے جسم بے اختیار کانپ اٹھے۔ بلیک زیر و نے دونوں بازو ان کی گردنوں
سے علیحدہ کر دیتے تھے اور اب نمبروں اور نمبر فور دونوں ہی زمین پر پڑے
اس طرح اچھل رہے تھے جیسے زمین میں طاقتور الیکٹرک شاک دوڑ رہا ہو۔
ان کے پیٹھے ہوئے سر ٹیڑھے ہو چکے تھے اور پھر ان دونوں کے جسموں نے
یکلخت جھٹکے کھاتے اور وہ دونوں بیک وقت زمین پر گر کر ساکت ہو گئے۔

”اوہ اوہ بلیک زیر و دیل ڈن تم نے آج میرا سارا گھر دھو دیا۔“
— عمران نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں کہا اور بے اختیار دوڑ
کر اس نے بلیک زیر و کو گلے سے لگایا۔ عمران کے چہرے پر حقیقی
مسرت کا اظہار بہہ رہا تھا۔

”میں شرمندہ ہوں عمران صاحب شروع میں دراصل.....“
بلیک زیر و نے سر ہٹکاتے ہوئے کہا۔

”اے چھوڑو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے برا عہد گزر گیا تھا تمہیں کُرسی
پر بیٹھے بیٹھے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و کے
چہرے پر یکلخت مسرت کی کرنیں پھوٹ اٹھیں۔

”شکریہ عمران صاحب! آپ کی اس تعریف نے مجھے دوبارہ زندہ
کر دیا ہے ورنہ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان دونوں کے خاتمے کے بعد
میں یقیناً خود کشی کر لوں گا میں آپ کے معیار پر پورا نہ اتر رہا تھا۔“
— بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر صاحب۔“ — یکلخت جوانا کی بھرائی ہوئی آواز سائیڈ سے

”ظاہر صاحب! میری طرف سے بھی مبارک باد قبول کر لیجیے گو میں نے اس سے پہلے بھی آپ کو کئی بار لڑتے ہوئے دیکھا ہے لیکن آج کی تو بات ہی اور ہے۔“ جوزف نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
”یقیناً بلو جوزف! ویسے یہ کوئی کارنامہ نہیں تھا بس داؤ لگنے کی بات تھی۔“ بلیک زیرو نے آستین سے ناک اور منہ پر موجود خون کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

”اگر تم اپنا جسم نہ اکڑا لیتے تو جس طرح وہ نمبروں تم پر گھٹنے جوڑ کر گرا تھا تمہارا خاتمہ یقیناً ہو گیا تھا بہر حال اب بھی اگر تکلیف محسوس ہو رہی ہو تو کچھ کروں میرا مطلب ہے ماش دالش آخر تم سپریم فائبر ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”نہیں عمران صاحب! بس شروع شروع میں آنکھیں می محسوس ہوتی ہیں اب ٹھیک ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو یہ دو تو ختم ہوئے گو میں نے کہا تھا کہ ان کے جسموں کی کوئی بڑی صلاحیت نہ ہے لیکن تم نے بہر حال ان کی گردنیں جس انداز میں توڑی ہیں وہ تجھے پسند آیا ہے اس سے باقی ہڈیاں معاف۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

”اب ان کا کیا کرنا ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ عمران کے ساتھ چل رہا تھا۔
”ابھی یہ نہیں پڑے رہیں میں ایک فون کر لوں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں فون موجود تھا۔

”ابھی یہ نہیں پڑے رہیں میں ایک فون کر لوں۔“ عمران نے

وکی کے ہونٹ ہنچتے ہوئے تھے اور اس کی نظریں سامنے میز پر رکھے ہوئے ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس وقت لارڈ ڈاؤس کے ایک کمرے میں موجود تھا تنہا کی طرف سے اُسے مسلسل کالیں مل رہی تھیں لیکن ابھی تک ان میں سے کوئی بھی کال نہ پڑ نہ چلا سکا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کمرل اچانک زمین میں دفن ہو کر ان کی نظریں سے غائب ہو گیا ہو اور اُسے معلوم تھا کہ جب لارڈ ڈاؤس کو وہ ناکامی کی رپورٹ فے گا تو پھر لارڈ ڈاؤس کے بے پناہ غصے کا پہلا نشانہ بھی وہی ثابت ہو گا لیکن اب وہ کبھی کیا سکتا تھا۔ سپر فائبرز اور تنہا کے دس رکن سارا مارا گئے اور ارگنڈ کا علاقہ چھان چکے تھے ناراک میں بھی اس نے اپنے آرمیوں کو وارنٹ کیا ہوا تھا لیکن کہیں سے بھی کوئی مشیت رپورٹ نہ مل رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے کمرل کا کہیں وجود ہی نہ رہا ہو ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اب لارڈ ڈاؤس کو جاکر کیا کہے

کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لارڈ ڈراسن اندر داخل ہو۔
وکی اسے بتا دیکر اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن لارڈ ڈراسن کے چہرے پر
غلطی کی بجائے عام سے تاثرات تھے۔
”کیا رپورٹیں ملیں وکی؟“ لارڈ ڈراسن نے نرم لہجے میں کہا۔
”ہاں! اس کرنل کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔“ وکی نے ہونٹ
بچھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب اس کا پتہ لگنا بھی نہیں ہے وہ ایجریکیا کا سپیشل ایجنٹ
ہے کوئی جرم نہیں ہے اور سنوین نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ اب اس
معاصلے میں مزید دخل نہ دیا جائے ورنہ ہو سکتا ہے حکومت تجھے غدر
سمجھتے ہوئے میری جاگیر پر ضبط نہ کر لے ٹائیٹیم میری قیمت میں نہ مقرر
لے چھوڑا اسے۔ ہاں تم نے ان پاکیشیا والوں کا پتہ چلا یا ہے اور
تو مجھے یقین ہے کہ سوہر ز نے ان جیسے خرد کلاس جرموں کو رقم نہ دی جو
گی لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے رقم حاصل کر لی ہو اور اگر ایسا ہوا تو
کم از کم وہ رقم تو ہمیں ضرور واپس ملنی چاہیے۔“ لارڈ ڈراسن نے
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”لیس ہاس! تم نے ان کے متعلق تو حکم ہی نہ دیا تھا، ہم تو کرنل
کو تلاش کرتے رہے ہیں اور اب تک وہ شاید کہیں سے سمیں پہنچ چکے
ہوں گے۔“ وکی نے جواب دیا۔
”ہو سکتا ہے نہ گئے ہوں شاید انہیں معلوم ہی نہ ہو کہ اصل کھیل یہ
کھیلنا جا چکا ہے اور وہ مطمئن ہو کر یہیں کسی ہوٹل میں موجود ہوں۔ تم
ایسا کرو کہ سپر فائٹر نہ کوہدایات دے دو کہ وہ ان ایشیا تیوں کو تلاش کر کے
نے جواب دیا۔

”یس سپر فائٹر تھری انڈنگ اوون۔“ چند لمحوں بعد ہی ایک
آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری اور سرنج رنگ کا دلربا مجھ گیا اور اس کے
ساتھ موجود سبزنرنگ کا دلربا مسلسل غلٹنے لگا۔
”وکی بول رہا ہوں فائٹر تھری! تمہارے ساتھ کون کون ہے اوون۔“
وکی نے کہا۔
”سپر فائٹر ٹواوٹیں! کار میں موجود ہیں۔ اوور۔“ سپر تھری۔
نے جواب دیا۔

”تم دونوں اس وقت کہاں ہو اور“ — وکی نے پوچھا۔
 ”کھینے گرین کے سامنے سڑک پر اور“ — نمبر تھری نے جواب دیا۔

”اچھا سنو، باس نے اب حکم دیا ہے کہ اب کرنل کی تلاش بند کر دی جائے اور اس کی جگہ ان ایشیائیوں کو تلاش کیا جائے۔ ان کے ساتھ کرنل کیا تھا اور اگر کرنل نے انہیں رقم بے دی ہے تو وہ رقم ان سے حاصل کر لی جائے اور“ — وکی نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”اوکے بلیک رقم حاصل کرنے کے بعد ان ایشیائیوں کا کیا کیا جائے اور“ — نمبر تھری نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔
 ”جو مرضی آئے کرو باس کو اس سے مطلب نہیں باس کو صرف رقم چاہیے اور“ — وکی نے جواب دیا۔

”اوکے ٹیک ہے اور“ — نمبر تھری نے کہا۔
 ”اب میں دوبارہ کال کروں گا تم ٹنڈ نہ کرنا اور اینڈ آف“ — وکی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے دوبارہ دی بیٹن دبائی تو اس بار سبز کی بجائے دوبارہ وہی سٹرن بلب جلنے لگے۔
 ”ہیلو ہیلو وکی کا لنگ سپر فائٹرز ون اینڈ فور اور“ — وکی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس نمبر ون اٹنڈنگ اور“ — دوسری طرف سے سپر فائٹرز نمبر ون کی آواز سنائی دی۔

”نمبر ون ! نمبر فور تمہارے ساتھ ہے اور“ — وکی نے پوچھا۔

”یس میرے ساتھ ہے اور“ — نمبر ون نے جواب دیا۔
 ”اچھا سنو، باس نے حکم دیا ہے کہ اب کرنل کی تلاش بند کر دی جائے اور اس کی جگہ ان ایشیائیوں کو تلاش کیا جائے جن کے ساتھ کرنل گیا تھا۔ اور اگر ان ایشیائیوں کے پاس کرنل کی دی ہوئی رقم موجود ہو تو ان سے رقم لے کر واپس آ جاؤ اور“ — وکی نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔
 ”کب آیا ہے باس نے حکم اور“ — نمبر ون نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ابھی۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو“ — وکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اس لئے کہ باس کو اطلاع دے دو کہ میں نے ان دنوں نے ان ایشیائیوں کو تلاش کر لیا ہے وہ اب رٹ فارم میں موجود ہیں وہ گاڑی بھی اس فارم میں موجود ہے جس میں کرنل ان کے ساتھ گیا تھا۔ ان کے پاس رقم موجود نہیں ہے البتہ وہ اس فارم میں بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ ابھی میں نے ان سے کرنل کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی تھی کہ تمہاری کال آگئی اب کیا حکم ہے اور“ — نمبر ون نے کہا۔
 ”اوہ، تم نے ابھی طرح چیک کر لیا ہے رقم کو اور“ — وکی نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں، ہم نے پہلے سارے فارم ہاؤس کو چیک کیا ہے اور سنواہوں نے بتایا ہے کہ کرنل انہیں خودی یہاں لے آیا تھا یہاں اس کے ساتھی موجود تھے انہوں نے اپنا کمان پر حملہ کر کے انہیں قابو میں کر کے باندھ دیا یہاں ایک سیلی کا پر بھی پہلے سے موجود تھا۔ پھر کرنل اور اس کے ساتھی اس سیلی کا پٹر پڑ پڑ کر چلے گئے ہیں اور“ — نمبر ون نے جواب دیا۔

تھی کہ آخر پاس کیا بات کرنا چاہتا ہے جب کہ اس کے خیال کے مطابق بات کرنے کا کوئی پوائنٹ ہی نہ تھا۔
 ”ہیلو نمبر ون اوور“ — وکی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبائے ہوئے کہا۔

”میں اوور“ — دوسری طرف سے نمبر ون کی آواز سنائی دی۔
 ”پاس تم سے خود بات کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر روم میں آ رہے ہیں اوور“ — وکی نے کہا۔

”اوہ یہاں فون بھی تو ہے باں کو کیا ضرورت تھی ٹرانسمیٹر روم آنے کی فون پر بات کر لیتے اوور“ — نمبر ون نے جواب دیا۔

”اے ہاں واقعی۔ اچھا میں ٹرانسمیٹر آف کر رہا ہوں تم فون پر پاس کی کال کا انتظار کرو اور اینڈ آف“ — وکی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا

اس کے بعد اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور آپریٹر کو البرٹ فارم کا غیر ملانے کا کہا اور اس نے ریسیور ایک طرف رکھ دیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور لارڈ ڈراسن اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نمایاں تھے۔

”ٹرانسمیٹر کیوں آف کر دیا“ — لارڈ ڈراسن نے ٹرانسمیٹر کو آف دیکھ کر غصیلے بلجے میں پوچھا۔

”پاس و ہاں فون ہے اور میں نے لائن ہلوا دی ہے فون پر ٹرانسمیٹر کی نسبت زیادہ اہمیت سے بات ہو سکتی ہے“ — وکی نے

مودبانہ بلجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

”اوہ ہاں مجھے فون کا تو خیال ہی نہ رہا تھا ورنہ میں اپنے کمرے سے کھینچتا

”اوہ اوہ ایک منٹ بٹھرو میں پاس سے بات کر کے دوبارہ تم سے بات کرتا ہوں اوور“ — وکی نے کہا اور ایک طرف موجود ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا۔

”میں“ — آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
 ”وکی بول رہا ہوں پاس سے بات کراؤ“ — وکی نے تیز بلجے میں کہا۔

”میں ہولڈ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ہینڈلر بعد لارڈ کی آواز ریسیور پر گونجی۔

”میں وکی کیا بات ہے“ — لارڈ ڈراسن نے حکمانہ بلجے میں پوچھا۔

”پاس! سپرفائنڈر نمبر ون اور نمبر فور نے ان ایشیائیوں کو ٹریس کر لیا ہے وہ انہیں البرٹ فارم میں بندھے ہوئے ملے ہیں ان کے پاس رقم بھی نہیں ہے۔ سپرفائنڈر نمبر ون نے اچھی طرح چیکنگ کر لی ہے اور ان ایشیائیوں نے نمبر ون کو بتایا ہے کہ کرنل خود انہیں یہاں البرٹ فارم میں لے آیا تھا وہاں اس کے ساتھی بھی موجود تھے ان ساتھیوں نے اچانک ان ایشیائیوں پر حملہ کر دیا اور پھر وہ انہیں باندھ کر پیسے سے — موجود ہسپتال کا پڑ پڑ سوار ہو کر چلے گئے ہیں“ — وکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ، ایک منٹ میں خود آ رہا ہوں تمہارے پاس میں نمبر ون سے بات کرتا ہوں“ — دوسری طرف سے لارڈ نے تیز بلجے میں کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ وکی نے ریسیور رکھ دیا لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی

”اوہ سنو مسٹر فیاض! کیا وہ کرنل نقشہ لے گیا ہے تم سے؟“ — لارڈ ڈراکسن نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”جناب، اگر ہم پاکیشیا سے یہاں آسکتے ہیں تو اتنی آسانی سے ہم نقشہ بھی نہ دے سکتے تھے۔ کرنل نے جب ہمیں بلے بس کر دیا تو اس نے زبردستی ہمیں باس کو فون کر کے بلانے کے لئے کہا لیکن ایسے کیل ہماری زندگی میں چلتے ہی سہتے ہیں اس لئے ہم پاکیشیا سے ہی تیار ہو کر آتے تھے میں نے اسے پکڑ دینے کے لئے کہا کہ باس والی بات غلط تھی“ — نقشہ میرے ساتھی کی جیب میں ہے وہ ہمیں رقم دے دے اور نقشہ لے لے اس پر اس نے میرے ساتھی کی جیب سے وہ نقشہ برآمد کر لیا جو سائے کاغذ پر فرضی بنا ہوا تھا۔ اس نے اعتراض بھی کیا کہ یہ تو سائے کاغذ پر بنا ہوا ہے لیکن میں اسے پکڑ دینے میں کامیاب ہو گیا لیکن پھر اس نے رقم نہ دی اور ہمیں کہا کہ اس بھی انعام ہے کہ تبارہی زندگیاں بچ گئی ہیں اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہلی کابریٹ میں بیٹھ کر چلا گیا“ — فیاض نے کہا۔

”کیا مطلب؟ کیا اصل نقشہ تمہارے پاس ہے؟“ — لارڈ ڈراکسن نے برسی طرے ہونے کے لئے کہا۔

”میرے پاس نہیں باس کے پاس ہے اور اب ہم اسے آپ کو نہیں دے سکتے آپ کے آدمیوں نے پہلے بھی دھوکہ کیا ہے“ — فیاض نے تیز بلجے میں کہا۔

”سنو مسٹر فیاض! وہ کرنل غلط آدمی تھا وہ مجھے بھی دھوکہ دے گیا ہے“ — اگر اصل نقشہ تمہارا ہے تو تو میں تمہیں رقم دینے کے لئے

لارڈ ڈراکسن نے سر ہلا جتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر —
 ”یہ دھوکہ رکھا ہوا ریسوریو تھا یا۔“

”ہیلو لارڈ سپیکنگ“ — لارڈ نے تیز بلجے میں کہا۔
 ”میں باس! سپرفیٹر غبرون بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے سپرفیٹر غبرون کی آواز سنائی دی۔

”سنو وہ ایشیائی جو اپنا نام فیاض بتا رہا تھا اس گروپ کا لیڈر کیا وہ زندہ اور ہوش میں ہے؟“ — لارڈ نے تیز بلجے میں پوچھا۔

”میں باس! ابھی تک تو سارے زندہ اور ہوش میں ہیں“ — نمبر ون نے جواب دیا۔

”سنو! اسے کھول دو اور میری اس سے بات کراؤ“ — لارڈ ڈراکسن نے تیز بلجے میں کہا۔

”میں باس!“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ریسوریو پر خاموشی چھا گئی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ریسوریو پر آواز ابھری۔
 ”ہیلو“ — یہ آواز اس لیڈر فیاض کی تھی۔

”ہیلو مسٹر فیاض! میں لارڈ ڈراکسن بول رہا ہوں“ — لارڈ ڈراکسن نے تیز بلجے میں کہا۔

”آپ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کی تھی جناب حالانکہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپ جیسے لارڈ بھی ایسی حرکت کر سکتے ہیں۔ آپ کے کرنل صاحب ہمیں یہاں لے آئے اور پھر ہمیں بلے بس کر دیا گیا اور اب آپ کے یہ سپرفیٹر ہمیں جان سے مارتے پر ہمتے ہوتے ہیں“ — فیاض نے رو دینے والے بلجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے ریسپر سپرفائٹر کو دو“ — لارڈ ڈراسن نے کہا۔
 ”یس باس!“ — دوسرے ملے سپرفائٹر نمبر ون کی آواز سنانی دی۔
 ”تم وہاں سے واپس لارڈ باؤس آجاؤ اور مسٹر فیاض اور ان کے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ دو“ — لارڈ ڈراسن نے تیز بلجے میں کہا۔
 ”یس باس!“ — سپرفائٹر نمبر ون کی آواز سنانی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اوہ اوہ اب میں دیکھوں گا کہ وہ سبوز کس طرح مجھے تھوڑا کلاس بدعاش بناتا ہے اگر میں نے اس سے ناک نہ رگڑوائی تو میرا نام لارڈ انہیں“ —
 لارڈ ڈراسن نے ریسپر کرئیل پر رکھتے ہوئے بڑے فاتحانہ انداز میں ہتھکڑ لگاتے ہوئے کہا۔

”باس! اب باقی سپرفائٹرز کو واپس بلالوں“ — وکی نے پوچھا۔

”اوہ ہاں انہیں فوراً واپس بلواؤ اور سنو ساری کارروائیاں بند کر دو اور گیٹ پر بھی کھلا دو کہ جیسے ہی یہ فیاض اور اس کے ساتھی گیٹ پر پہنچیں انہیں فوراً میرے پاس عزت و احترام سے پہنچا دیا جائے“ — لارڈ ڈراسن نے تیز بلجے میں کہا اور وکی نے سرشات میں ہلادیا۔

تیار ہوں“ — لارڈ ڈراسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ان حالات کے بعد اب میں کیسے اکتھا کر سکتا ہوں“ — فیاض نے کہا۔

”سنو تم بے شک اپنے پاس سمیت نقشہ لے کر یہاں لارڈ ڈراسن باؤس آجاؤ میں تمہیں اپنی آن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں رقم بھی ملے گی اور تمہیں انگلی بھی نہ لگانا پڑے گی“ — لارڈ نے اُسے یقین دلانے ہوئے کہا۔

”آپ نے ان کی قسم کھائی ہے میرے خیال میں اس سے بڑی قسم نہیں ہو سکتی ٹھیک ہے میں لارڈ باؤس پہنچ جاؤں گا نقشہ لے کر آپ رقم تیار رکھیں“ — فیاض نے جواب دیا۔

”ابھی آجاؤ — سپرفائٹرز کے ساتھ جا کر اپنے پاس کو ساتھ لے لو اور آجاؤ“ — لارڈ ڈراسن نے بے چین بلجے میں کہا۔

”آپ فکرو نہ کریں، میں بھی اپنی آن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ضرور لارڈ باؤس آؤں گا اور آپ کے لئے انتہائی قیمتی تحفہ بھی میرے ساتھ ہو گا ایسا تحفہ جو آپ کو حیران کر دے گا“ — فیاض نے کہا۔

”لیکن کس وقت“ — لارڈ ڈراسن نے کہا۔

”دیکھئے لارڈ! ابھی میں نے جا کر پاس سے اصلی نقشہ لینا ہے اور پھر آتا ہے اس لئے آئندہ دو گھنٹوں کے اندر کسی بھی وقت پہنچ جاؤں گا آپ بے فکر رہیں بس آپ رقم تیار رکھیں اور سنیں ان سپرفائٹرز کو مکہ سے دیں کہ یہ واپس چلے جائیں مجھے تو ان کی شکلیں دیکھ کر ہی خوف آ رہا ہے — فیاض نے کہا اور لارڈ ڈراسن مسکرا دیا۔

بن مستعد ہو کر بیٹھ گیا جیسے اس کے اعصاب کھینچتے تھے ہر
 دن البرٹ فارم سے نکل کر پہلے اس کو مٹی میں گیا تھا جہاں سے انہیں
 لایا گیا تھا اور پھر وہاں بلیک زیرو نے لباس بدلا اور اپنے چہرے
 کی چنگ و خیزہ کر لی تاکہ سپرفائٹر سے لڑائی کے کوئی آثار نظر نہ آئیں
 ان نے وہاں سے مخصوص قسم کا اسلحہ لے کر سب میں تقسیم کر دیا تھا
 اور پھر وہاں سے وہ لارڈ ڈراسن ہاؤس کی طرف چل پڑے تھے۔
 لارڈ ڈراسن ہاؤس کے گیٹ پر دو مسلح پہرے دار موجود تھے۔
 ان نے کار روکی تو ایک پہرے دار تیزی سے عمارت کی طرف

”لارڈ کو اطلاع دو کہ پاکستانیے فیاض اور اس کے ساتھی پہنچ گئے
 ہیں۔“ عماران نے دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”اوہ ایس سر! آپ سیدھے آگے جا کر دائیں طرف مڑ جائیں،
 میں آپ کے استقبال کے لئے مسٹر وکی منتظر ہیں۔“ دربان
 نے موٹو بانٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھی
 کو پھانک کھولنے کا اشارہ کیا اور چند لمحوں بعد پھانک کھل گیا تو عماران
 اگلے کر اندر داخل ہو گیا۔ مسٹر وکی کافی دیر تک سیدھی چل
 ہی تھی اور دائیں طرف مڑ جاتی تھی۔ عماران نے کار دائیں طرف موڑی
 اور عمارت کا فرنٹ دروازہ تھا اور وسیع و عریض پورچ میں
 دو شاندار کاریں موجود تھیں اور وہیں ان کا رول کے ساتھی وکی بھی
 تھا ہوا تھا اسے چونکہ وہ پہلے دیکھ چکے تھے اس لئے اسے دیکھتے ہی
 وہ پہچانی گئے تھے۔ عماران نے کار وکی کے قریب جا کر وکی اور

لمحے چوڑی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی لارڈ ڈراسن ہاؤس کی طرف
 بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سینیئرنگ پر عماران بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کے
 ساتھ والی سیٹ پر بلیک زیرو اور عقبی سیٹ پر جوزف اور جونا
 موجود تھے یہ دیکھا کہ تھی جس میں بیٹھ کر وہ کرنل سمیت البرٹ فارم
 آئے تھے۔ عماران نے اس کا رکا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ اس کی
 فوج کوئی سے زیادہ کمبل تھی اور دنگ میں ٹھونس ٹھانس کر سپرفائٹر نمبر
 ۱۰۰ اور ڈرائیونگ ڈرائیونگ تھیں۔ حالانکہ وہ کار بھی موجود تھی جس
 میں سپرفائٹر فارم میں آئے تھے لیکن وہ قدرے چھوٹی تھی۔ کار میں
 بیٹھتے ہوئے عماران نے سب کو گھولنے سے منع کر دیا تھا اس لئے کار
 میں خاموشی طاری تھی۔

ایک موڑ کاٹ کر کار جیسے ہی آگے بڑھی لارڈ ڈراسن ہاؤس کا
 بڑا سا پھانک انہیں دور سے نظر آنے لگ گیا اور بلیک زیرو اس

پھر دروازہ کھول کر بیٹھے اترا، اس کے باقی ساتھی بھی باہر آگئے۔
 ”اوہ مسٹر فیاض! آئیے لارڈ آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔“
 — وہی نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں چلتے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میرا
 وکی کی رہنمائی میں آگے بڑھتے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک
 بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ خاصا بڑا تھا لیکن انتہائی
 قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔
 ”تشریف رکھتے۔“ وہی نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس
 ایک صوفے میں دھنس گیا جسے اس کی اب تک کی بھاگ دوڑ کا
 ہی اس صوفے پر آکر بیٹھنا تھا۔ بلیک زیرو، جوزف اور جوآن بھی
 صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے سائیکل دروازہ کھلا اور لارڈ ڈلاس
 اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو سپرفائٹرز اور وکی تھا۔ وہ تینوں
 بڑے موڈ بانڈ انداز میں چل رہے تھے اور ان سپرفائٹرز کو دیکھ کر
 کے لمبوں پر مسکراہٹ رہ گئے تھے۔

”خوش آمدید مسٹر فیاض!“ لارڈ ڈلاس نے مسکراتے ہوئے
 کہا اور پھر اس نے بڑی گر خوشی سے مصافحہ کیا۔
 ”شکریہ لارڈ! وہ رقم تیار ہے؟“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”تمہارا ہجر بدل گیا ہے لارڈ! میرے خیال میں تمہاری نیت خراب
 بنی ہے۔“ عمران کا ہجو بھی ٹیکنٹ بدل گیا۔
 ”شٹ اپ، تمیز سے بات کرو تم بہر حال ایک معمولی سے مجرم
 اور وہ بھی ایشیائی“ لارڈ ٹیکنٹ بڑبڑاتا تھا۔
 ”پاکیشیا کے تھوڑا سا مجرم بھی تمہارے لارڈوں سے بدرجہا بہتر
 ہے۔ تمہارے آن کی قسم کھانی تھی“ عمران نے خشک ہلچل میں کہا
 ”ہاں اور میں اپنی قسم پوری کروں گا نہیں رقم بھی ملے گی اور تمہیں
 ملی بھی نہ لگائی جائے گی یہی میری قسم تھی فکر نہ کرو میں تمہاری لاش
 رقم رکھ دوں گا اور ظاہر ہے انگلی کی بجائے گولیوں سے تمہاری ہڈیاں
 لڑی جائیں گی بشرطیکہ تمہارے پاس نقشہ نہ ہوا تو“ لارڈ
 نے کہا۔

”نقشہ تو واقعی میرے پاس نہیں ہے اور اگر ہوتا تو بے بی نہیں
 بلکہ البتہ میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں گا اور جو قیمتی تحفہ میں تمہارے
 لئے لے آیا ہوں وہ تمہیں ضرور دوں گا“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو تم دھوکے سے مجھ سے رقم حاصل کرنا چاہتے تھے تم سے
 شکوکے بعد مجھے یہی خیال آیا تھا کہ نزل دراصل ایک عین پیش ایجنٹ
 تھا اور پیش ایجنٹ اتنے احمق نہیں ہوتے کہ تمہیں جیسے تھوڑا سا مجرم

”رقم بھی مل جائے گی پہلے وہ نقشہ دکھاؤ کیونکہ مجھے اب کسی
 بات پر یقین نہیں رہا“ لارڈ نے ہوٹ بھینچتے ہوئے کہا
 ”اس لئے ان باڈی گارڈز کو ساتھ لے کر آئے ہیں آپ“

کے ایجنٹ ٹام جیم کو فائدہ کر دیا اس سے نیچے یہاں پہنچا اور انہوں نے ہی نواب شان الدولہ اور اس کی بیٹیوں پر تشدد کیا۔ میں نہیں جانتا چاہتا تھا کہ عورتوں اور عام آدمیوں پر ہاتھ اٹھانے سے پیر فائٹرز نہیں بن جایا کرتے البتہ سپر بزدل ایسا کام کر سکتے ہیں اور سنو لارڈ ڈراسن اب میں تم سے اور تمہارے ان پیر فائٹرز سے ٹام جیم، نواب شان الدولہ اور اس کی بیٹیوں کو حساب لینے آیا ہوں۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”تم ٹمپئر۔“ پیدے تم پیر فائٹرز سے حساب لو گے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ واقعی اس صدی کا سب سے بڑا الطیف ہے۔“ لارڈ ڈراسن نے جھپٹہ لگاتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں واقعی جھپٹنے لگانے آتے ہیں تو پھر جا کر اس کار کی ڈوگی میں سے جس میں ہم آتے ہیں پیر فائٹرز نمبر ون اور نمبر فور کی لاشیں نکال لو، میں یہی تمہیں کہہ رہا ہوں جیسے ہی تمہیں ہے کہ اس ٹمپئر کے بعد تم ہمیشہ کے لئے جھپٹہ لگانا بھول جاؤ گے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا؟“ کیا کہہ رہے ہو۔ پیر فائٹرز نمبر ون اور فور کی لاشیں، موت کو سامنے دیکھ کر تمہارا دماغ واقعی خراب ہو گیا ہے۔“ لارڈ ڈراسن نے منہ بناتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مر کر بھی عمران کی بات پر یقین نہیں کر سکتا۔

”نکال کر دیکھ لو اور یہ بھی بتا دوں کہ ان دونوں کی گردنیں اس کیلے پیریم فائٹرز نے توڑ دی ہیں۔“ عمران نے ساتھ کھڑے ہوئے بیک تیرڈ

انہیں جعلی نقشہ دے کر غما سکیں اس کا خیال آتے ہی مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم واقعی دھوکہ دینے آ رہے ہو اور اب تمہاری لاشیں بھی لارڈ ہاؤس سے باہر نہ جا سکیں گی۔“ لارڈ نے پھٹ پڑنے والے ہاتھ میں کہا۔

”تم نے بس طرح نواب شان الدولہ سے دھوکہ کر کے نقشہ چھینا تھا۔ اس کے بعد تو تمہیں کم از کم دھوکے کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہیے تھا اور سنو میں نے واقعی جان بوجھ کر اصلی نقشہ اس سوبرز کو دے دیا ہے کیونکہ ٹام جیم پاکستان کے لئے بیکار چیز ہے اور سوبرز کو میں یہاں دیکھنے کا پہچان گیا تھا کیونکہ اس سے میرا واسطہ کتنی بار پہلے بھی پڑ چکا ہے۔“ عمران نے زبردستی ہاتھ میں کہا۔

”تمہارا واسطہ سوبرز سے، اسپیشل ایجنٹ سے کون ہو تم؟“ لارڈ ڈراسن نے چونک کر پوچھا۔

”اب اگر سوبرز کا فون آئے تو اسے بتا دینا کہ علی عمران نے جان بوجھ کر اسے نقشہ دے دیا تھا ورنہ سوبرز دس یا اور بھی مر کر زندہ ہو جاتا تب بھی علی عمران سے زبردستی نقشہ نہ حاصل کر سکتا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو تم بول علی عمران۔ بہت خوب! میں نے تمہاری حماقتوں کا خاصی تعریفیں سن لی ہیں اس کا مطلب ہے کہ تمہارا تعلق پاکستانی سیکرٹ سروس سے ہے۔“ لارڈ ڈراسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں، تمہارے ان نام نہاد سپر فائٹرز نے پاکستانی سیکرٹ سروس

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”ہونہر اس نے، اسے تو سپر فاسٹریپوٹک ماروے تو یہ دوس
 قلابا زیاں کھا جاتے جو اس مت کرو اور اب مرنے کے لئے تیار ہو
 جاؤ۔“ لارڈ ڈراسن نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”تہیں یقین نہیں رہا، ٹھیک ہے ہمارى مرضى“ — عمران نے
 بے نیازی سے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 ”انہیں گولیوں سے بھون ڈالو!“ — اچانک لارڈ ڈراسن نے
 وکی طرف مڑتے ہوئے کہا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
 سپر فاسٹریپوٹک ہاتھ کھڑے تھے اور ان کے چہرے بھی بُری
 طرح بگڑے ہوئے تھے۔
 ”یہ باس!“ — وکی نے کہا اور تیزی سے مشین گن سیدھی کر
 لی لیکن دوسرے لمحے وجہ ختم ہوا الٹ کر پیچھے گرا۔ عمران کے کوٹ کی
 جیب کے اندر سے نکلنے والی گولی ٹھیک اس کے دل میں لگی تھی مشین
 گن اس کے ہاتھ سے جیسے ہی نکلی بلیک زیرو بلیک کی سی تیزی سے
 اچھلا اور اس نے مشین گن کو نیچے گرنے سے پہلے ہی پھٹ لیا ایک
 لمحے میں یہ سب کچھ ہو گیا اور اس قدر اچانک کہ لارڈ ڈراسن اور دونوں
 سپر فاسٹریپوٹک انکھیں کھل کی کھلی رہ گئیں۔
 بلیک زیرو مشین گن لئے تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا اور اب
 لارڈ ڈراسن اور دونوں سپر فاسٹریپوٹک کی مشین گن کی براہ راست زد
 میں تھے۔
 ”اب دیکھو سپر فاسٹریپوٹک کا شہر“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے جونا کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 تھا کہ ٹیکھت دونوں سپر فاسٹریپوٹک کی سی تیزی سے پیچھے وید بلیک
 پر حملہ آور ہو گئے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی لیکن اس سے پیچھے
 کہ وہ بلیک زیرو تک پہنچتے اچانک مشین گن ٹوڑ پڑا اور دونوں سپر
 فاسٹریپوٹک لٹکی طرح ٹوٹے اور دھماکے سے فرش پر گرے۔ ان کے حلق
 سے نکلنے والی جھوٹ سے کہہ گونج اٹھا تھا اور چند لمحے ٹپنے کے بعد
 وہ ساکت ہو گئے گولیوں نے واقعی ان کے پورے جسم کو شہد کی مکین
 کا چھتہ بنا کر رکھ دیا تھا۔
 ”یہ کیا کیا تم نے، ذرا لارڈ کو بھی سپریم فاسٹریپوٹک بڈیاں ٹوٹنے کی،
 آوازیں سننے دیتے“ — عمران نے بُری طرح مزہ بناتے ہوئے
 بلیک زیرو سے مخاطب ہوئے ہوئے کہا۔
 ”عمران صاحب! اس مشین کا ٹریڈر ڈیجیٹل تھا میں نے تو انگلی بٹا
 کر اس مشین گن کو لاش کی طرح استعمال کر کے انہیں روکنے کا سوچا تھا
 لیکن انگلی کی ذرا سی حرکت سے یہ پھیل گئی۔“ بلیک زیرو نے
 سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
 ”چلو ٹھیک ہے شاید ان دونوں نے ہی فوایب شان الدولہ پر
 گولیاں برسائی ہوں گی چلو انصاف ہو گیا۔“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 لارڈ ڈراسن ہونٹ چباتا خاموش کھڑا تھا البتہ اس کے چہرے کا
 رنگ زرد پڑ گیا تھا۔
 ”تم — تم نے انہیں مار کر اچھا نہیں کیا علی عمران! تم سے اس کا
 انتقام لیا جائے گا“ — لارڈ ڈراسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چلو اب باہر اور سنو اگر تم نے کسی کو نعموں سا اشارہ بھی کیا تو بھول
سیے جاؤ گے۔“ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”تنت تحت تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ تجھے چھوڑ دو میں تمہیں رقم دے
دیتا ہوں۔“ لارڈ نے برسی طرح کا نپتے ہوئے ہلبے میں کہا۔
عمران کے ایک ہی تعمیر پٹنے اس کے ذہن پر چڑھی ہوئی لارڈ ہوئے
کی ساری چربی پگھلا دی تھی وہ اب پانی میں بیٹھکے ہوئے چوبے کی طرح
کانپ رہا تھا۔

”میں نے رقم تمہارے اس کرنل سے وصول کرنی تھی تم باہر چلو۔
اور ہمیں اپنے اس ہاؤس سے باہر جانے میں مدد کرو اگر تم ہمیں صحیح
سلامت نکال کر باہر لے گئے تو میرا وعدہ کہ تمہیں چھوڑ دوں گا۔“
عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

”مہم غم۔ لے جاؤں گا۔ لے جاؤں گا آؤ۔“ لارڈ نے جلدی
سے کہا اور دروازے کی مڑا گیا اور پھر واقعی اس کے پیچھے چلتے ہوئے
وہ سب اسی پورچ میں پہنچ گئے جہاں سے کہ اس اتار کر وہ اندر گئے
تھے۔ راستے میں راہداریوں کے موڑوں پر سب افراد موجود تھے لیکن
لارڈ نے کسی کو کوئی اشارہ نہ کیا تھا اس لئے وہ اسی طرح خاموش
کھڑے تھے بلکہ زیر کے ہاتھ میں مشین گن تھی جب کہ عمران جوزف
اور جوان تینوں نے اپنے اپنے ہاتھ کوٹوں کی بیوں میں رکھے ہوئے تھے
جن میں پستول موجود تھے اور وہ سب چوکن لفظ اُڑے تھے۔

”چلو پگھلی سیٹ پر بیٹو۔“ عمران نے کار سے قریب پہنچتے ہوئے
کہا اور لارڈ خاموشی سے دروازہ کھول کر پگھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران،

”ماسٹر! میرے ہاتھ بڑی دیر سے حرکت میں آنے کے لئے بے چین
ہو رہے ہیں۔“ ٹیکھت جوان نے کہا۔

”نہیں یہ لارڈ صاحب ہیں ان کی موت ان کے شایان شان ہونی چاہیے
عمران نے کہا اور پھر لارڈ سے مخاطب ہو گیا۔

”چلو لارڈ صاحب! پہلے اپنا تھف وصول کر لو، چلو باہر پورچ میں اور
سنو کوئی حماقت نہ کرو ورنہ ڈھیلے ٹریگر کے دوبارہ دب جانے کی ذمہ داری
مجھ پر نہ ہوگی۔“ عمران نے کشت ہلبے میں کہا۔

”تم۔ تم چاہتے کیا ہو؟“ لارڈ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
”یہ بھی بتانا پڑے گا چلو کہ میں بتا دیتا ہوں تاکہ عام سے لوگ
شامانہ بات نہ کریں۔“ عمران نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لارڈ کچھ بھٹتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیز
سے گھوما اور لارڈ چیخا ہوا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔

”اے اے اے۔“ میں نے تو اس لئے پتھر مارا ہے کہ تمہارے کان
میں کوئی میل وغیرہ موجود ہو تو نکل جائے تم تو خواہ خواہ چیخنے لگے۔“
عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ٹیکھت جھٹکے سے لارڈ کی گردن
پکڑ لی اور اسے ایک زوردار جھٹکے سے فضا میں اٹھا کر بال کی دیوار سے
دبے مارا۔ لارڈ کے حلق سے پہلے سے بھی زیادہ زوردار چیخ نکلی اور
وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بڑی طرح ترش پئے لگا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ لارڈ! تم سے زیادہ اونچی کوازیں وہ معصوم کہیں
بیچتی رہی تھیں جن پر تمہارے حکم سے تشدد کیا جا رہا تھا۔“ عمران نے
انتہائی سرد ہلبے میں کہا اور لارڈ کا ہٹا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

مارنے والا بھی ایک ہی آدمی ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک آدمی نے بغیر اسلحے کے دونوں سپر فاسٹر زکوہ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔“ — لارڈ نے ہونٹ چباتے اور سر کو انکار میں ہلاتے ہوئے کہا۔
”تمہیں اس نے یقین نہیں اُڑا کہ یہ دونوں مارشل آرٹ میں جلیانہا جبارت رکھنے کے ساتھ ساتھ گینڈوں میں سی طاقت اور چیتوں جیسی پھرتی کے مالک تھے اس لئے کہ یہ سپر فاسٹر تھے۔“ — عمران نے کہا۔

”ہاں بالکل، بڑے سے بڑا لڑاکا اب تک ان کے جموں کو انگی نہیں لگا سکا۔ یہ سپر فاسٹر تھے سپر فاسٹر۔“ — لارڈ نے کہا۔

”لیکن اگر ان کے مقابلے میں سپریم فاسٹر ہو تو۔۔۔۔۔ اس سے ملو، اس کا نام ہے طاہر اور یہ سپریم فاسٹر ہے اور تمہارے ان سپر فاسٹر کی گونڈیں بیک وقت اس سپریم فاسٹر نے توڑ ڈالی ہیں۔“ — عمران نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور ساتھ کھڑے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کر دیا۔

”یہ۔۔۔ یہ سپریم فاسٹر، یہ تو عام سا آدمی ہے۔ نہیں جھے بتاؤ کہ یہ کیسے مرے ہیں بغیر خود کار اسلحے کے۔“ — لارڈ نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو تم بھی مرنا چاہتے ہو تمہاری مرضی۔ چلو طاہر اسے بتاؤ کہ سپر فاسٹر کیا ہوتا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے لارڈ چیتا ہوا فضا میں اچھلا۔ بلیک زیرو نے ٹیکھت اچھل کر اس کی

ناف میں گھنٹا مارا تھا اور گھنٹے کی ضرب سے جیسے ہی لارڈ چیتا ہوا فضا میں اچھلا بلیک زیرو کا ہاتھ لہرایا اور لارڈ کی ہونٹاک بیچ سے فارم گونج

اٹھا۔ بلیک زیرو پر خوفناک ضرب کھا کر وہ ہوا میں ہی گھوما تھا کہ بلیک زیرو نے اچھل کر لات جھاتی اور لارڈ کا گھومتا ہوا جسم ٹیکھت اوپر کواٹھا۔ اس طرح کراس کا سر پیچھے اور دھڑ اوپر کوبو گیا تھا۔ اس کے حلق سے مسلسل جھینٹ نکل رہی تھیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ پیچھے گرتا بلیک زیرو کا ہاتھ وکت میں آیا اور لارڈ کا جسم ایک بار پھر اوپر کواچھل کر ٹوک کی طرح گھوما بلیک زیرو کا ٹکڑا اس کے کانڈھے پر پڑا تھا۔

”بب بب، بچاؤ۔ میں نے مان لیا یہ سپریم فاسٹر ہے۔“ — لارڈ نے فضا میں ہی چیختے ہوئے کہا۔

”بس کافی ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کو ایک بار پھر اس کے گرتے ہوئے جسم کو گھنٹا مار کر دو بارہ اچھانا چاہتا تھا ٹیکھت پیچھے ہٹ گیا اور لارڈ کا گھومتا ہوا جسم ایک دھماکے سے زمین پر منہ کے بل گرا، اور پھر زمین سے ٹکرانے کی وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ اس کا پیرہ خون سے بھرا ہوا تھا لیکن وہ زندہ تھا۔ اس کا سانس آ رہا تھا لیکن انہیں ایک جگہ ساکت ہو گئی تھیں ادھر حروف اور جونا دونوں کے چہروں پر بھی شدید حیرت تھی۔

”بڑی جلدی یقیناً لگیا تھیں ورنہ ای طرح فضا میں گھومتے گھومتے تمہارے جسم کی ساری ٹہریاں ٹوٹ جاتیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مہم فم جھے جھوڑ دو تمہانے کیا چیز ہو میں نے یقین کر لیا ہے کہ یہ واقعی سپر فاسٹر ہے اوہ اوہ۔“ — لارڈ نے جھنجھری لی اور پھر بری طرح کراہتے ہوئے ہڈیاں انداز میں کہنے لگا۔

”تم نے وعدہ کیا تھا“۔ لارڈ نے اٹھ کر بندی سے گئے کی طرف گھٹنے ٹیکتے ہوئے عمران کے پیر پکڑ لئے۔

”میں اپنے وعدے پر قائم ہوں ورنہ تمہاری لاش سے ہانپنے میں مجھے زیادہ آسانی ہوتی“۔ عمران نے سرد جابجے میں کہا اور اپنے پیر پیچھے ہٹا لئے۔

”مجھے عمران صاحب! ناراک سے لے کر پاکیشیا کیسے لے جایا جائے گا“۔ بلیک زیرو بول پڑا کیونکہ کسی بھی آدمی کو اس کی مرضی کے خلاف اتنی دور نہیں لے جایا جاسکتا تھا۔

”اگر یہ زندہ نہیں جانا چاہتا تو مردہ ہی رہی۔ اس کی لاش صندوق میں بند ہو جائے گی اور صندوق پاکیشیا کے سفارت خانے سے سفارتی تحفظ کے ساتھ ایجویمیا سے پہنچ جائے گا میں تو اسے اس لئے زندہ لے جانا چاہتا تھا کہ شاید نواب شان الدولہ کی لڑکی ماہ جیس اسے معاف کر دے وہ نرم دل خاتون ہے“۔ عمران نے منہ ہاتھ دھوئے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں چلنے کے لئے تیار ہوں میں اس خاتون کے پیر پکڑ کر معافی مانگ لوں گا تم بخیر ذکر دو میں طیارہ چارٹرڈ کرالوں گا۔ کوئی نہیں روکے گا“۔ لارڈ ہندی سے بول پڑا اور عمران کے بولوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی شاید اس کا مقصد بھی یہی تھا۔

”سپر فائٹر نہیں سپریم فائٹر طاہر کو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ طاہر صاحب نے یہ سب کچھ کہاں سے سیکھا ہے؟ یہ خوفناک انداز تو میں نے مارشل آرٹ میں پہلے کبھی نہیں دیکھا“۔ جوانا نے ہونٹ بیچھتے ہوئے کہا۔

”تم نے مارشل آرٹ دیکھا ہی کب ہے جوانا، ہوا میں ہاتھ پیر مارنے کا نام مارشل آرٹ نہیں ہوتا۔ اس داؤ کو ایئر ریننگ کہتے ہیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایئر ریننگ“۔ اوہ انتہائی حیرت انگیز داؤ ہے اوہ مسٹر طاہر آپ مجھے شاگرد بنالیں۔ میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھتا رہا لیکن آپ تو انتہائی حیرت انگیز فائٹر ہیں“۔ جوانا نے بڑے خلوص بھر سے جابجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”مجھے مارشل آرٹ کہاں آتا ہے جوانا، بس ایسے ہی دو چار داؤ عمران صاحب نے سکھا دیئے ہیں“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ لارڈ!۔ اور اندر چل کر فون کر کے تیز رفتار پہلی کا پٹر منکواؤ اور سوئیں ہمیں یہاں اس لئے لے کر آیا ہوں کہ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر نواب شان الدولہ کی بیٹی ماہ جیس کے قدموں میں ڈال دوں گا۔ اگر وہ تمہیں معاف کر دے تو ٹھیک ورنہ اس کے سامنے تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی“۔ عمران نے انتہائی سخت جابجے میں کہا۔

”نہیں نہیں تجھے چھوڑ دو۔ تجھے مت مارو پلیز تجھے مت مارو۔“

اس وقت بھی وہ ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھی تھی۔ باتیں سوچ رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ملازم اندر آیا۔

”بی بی جی وہ علی عمران صاحب آئے ہیں“ ملازم نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو؟“ ماہ جبین عمران کا نام سن کر بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔

”جی، انہوں نے یہی نام بتایا ہے علی عمران۔ ان کے ساتھ بہت سے آدمی ہیں ایک غیر ملکی عورت بھی ہے“ ملازم نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ کہاں ہیں وہ؟“ ماہ جبین نے انتہائی بے چین ہاتھ میں کہا۔

”جی۔ بڑے ڈرائنگ روم میں ہیں“ ملازم نے جواب دیا اور

ماہ جبین بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی عام

حالات میں چونکہ وہ انتہائی باوقار انداز کی حامل تھی اس لئے اس طرح

بھاگتے دیکھ کر ملازم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں لیکن عمران کا نام سننے

بی ماہ جبین کو شاید کسی وقار و غیرت کی پرواہ نہ رہی تھی اور وہ بچوں کی طرح

دوڑتی ہوئی راہداریوں میں برستی ہوئی بڑے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول

کر اندر داخل ہوئی۔

”عمران۔ عمران تم آگے عمران“ اندر داخل ہوتے ہی اس نے

ہذیبی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے کھڑے عمران پر جمی ہوئی

تھیں جو بڑے دلاکوڑ انداز میں مسکرا رہا تھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار

دوڑتی ہوئی جا کر عمران کے گلے سے اس طرح لپٹ گئی جیسے ننھی بچی اپنی

ماں کے گلے سے لپٹ جاتی ہے۔

نواب شان الدولہ کے محل کی رونق واپس لوٹ آتی تھی ماہ جبین ہسپتال سے رخصت ہو کر واپس آگئی تھی اور پھرتے ملازم رکھ لئے گئے تھے لیکن ماہ جبین یہاں آنے کے بعد مسلسل اس بیتی تھی اس نے عمران کے بارے میں معلوم کر لیا تھا لیکن اسے بتایا گیا تھا کہ عمران ملک سے باہر گیا ہوا ہے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ نواب شان الدولہ کی تمام جاگیر فروخت کر کے تمام رقم نواب شان الدولہ ویلفیئر ٹرسٹ کے حوالے کر دے گی اور اس ٹرسٹ کے تحت جدید ترین اور وسیع ہسپتال، معیاری تیمارخانے، کالج اور سائنس لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی۔ لیکن وہ اس سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے عمران سے مشورہ کر لینا چاہتی تھی اسی لئے اسے عمران کا شدت سے انتظار تھا وہ دن میں دو بار عمران کا پتہ کراتی لیکن ہر بار اسے یہی جواب ملتا کہ عمران کسی نجی کام کے سلسلہ میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور وہ ہونٹ بیٹھ کر رہ جاتی

”تم کہاں چلے گئے تھے عمران! — تم کہاں چلے گئے تھے“
 ماہ جنہیں نے بلکتے ہوئے باجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کسی نے اُسے
 ٹیکٹون ایک، جسکے سے عمران کے گلے سے واپس کھینچ لیا۔
 ”شرم نہیں آتی جوان مردوں سے اس طرح گلے سے پلٹتے ہوئے“
 — اُسے کھینچنے والی غیر ملکی لڑکی نے انتہائی غضب آلود باجے میں کہا،
 اس کی آنکھوں سے شرار سے نکل رہے تھے۔
 ”کیا — کیا مطلب تم کون ہو؟“ — ماہ جنہیں نے حیرت بھرے
 انداز میں سر سے پرتک جو لیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”یہ میری ساتھی جو لیا نافرواثر ہیں ماہ جنہیں، اور جو لیا یہ ماہ جنہیں
 ہیں ڈاکٹر ماہ جنہیں — انہوں نے نفسیات میں پی۔ ایچ ڈی کیا ہوا
 ہے اور نواب شان الدولہ مرحوم کی بڑی بیٹی ہیں“ — عمران نے
 مسکراتے ہوئے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
 ”میں جانتی ہوں لیکن شاید اس کی اپنی نفسیات پڑھائی ہے جو غیر مردوں
 کے گلے سے پٹ رہی ہے“ — جو لیا نے اُنسی طرح غضب آلود
 باجے میں پھینکارتے ہوئے کہا۔
 ”اور یہ ماہ جنہیں میری چھوٹی بہن ہے — ثریا کی طرح“ — عمران
 نے مسکراتے ہوئے تعارف کو مکمل کرتے ہوئے کہا اور جو لیا بدی طرح
 چونک پڑی۔
 ”کیا — کیا کہہ رہے ہو؟ — چھوٹی بہن ثریا کی طرح“ — جو لیا
 کے باجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
 ”ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں۔ جس طرح ثریا میری چھوٹی بہن ہے اسی

طرح ماہ جنہیں بھی میری چھوٹی بہن ہے۔ کیوں، ماہ جنہیں؟ — عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماہ جنہیں نے بڑے معصومیت بھرے
 انداز میں سر ہلا دیا۔
 ”اوہ اوہ ویری سوری ماہ جنہیں — اوہ میں کچھ اور سمجھتی تھی۔ فی
 ایم ویری سوری“ — جو لیا نے کہا اور پھر جلدی سے آگے بڑھ کر اس
 نے خود ماہ جنہیں کو گلے سے لگالیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت گہرے
 اطمینان کی جھلکیاں موجود تھیں اور جب ڈرائنگ روم کے ہال میں بلکے
 بلکے قہقہے گونج اُٹھے تو جو لیا مسکراتی ہوئی علیحدہ ہوئی۔
 ”اوہ سوری عمران بھائی! تمہاری وجہ سے میں نے تمہارے جہازوں
 کو بھی نظر انداز کر دیا تھا“ — ماہ جنہیں نے جلدی سے ڈرائنگ روم
 میں موجود افراد کی طرف دیکھتے ہوئے معذرت بھرے باجے میں کہا۔
 ”کوئی بات نہیں ماہ جنہیں۔ یہ سب بھی میری طرح بلا تکلف لوگ
 ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ڈرائنگ روم میں اس وقت پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔
 جوزف بھی ایک طرف کھڑا تھا اور پھر عمران نے باری باری سب
 کا تعارف کرادیا۔ یہاں آنے سے پہلے عمران نے ان سب کو اس
 سارے کیس کے سلسلے میں بریف کر دیا تھا کیونکہ سیکرٹ سروس
 کے دوسرے ممبرز کو سر سے سے ہی اس سارے کیس کا علم نہ ہوا تھا
 صرف چند غیر زکو بلیک زیرو نے یہ کہہ کر ناراک سمجھوایا تھا کہ وہ وہاں
 پہنچ کر کال کا انتظار کریں لیکن وہ بھی بس انتظار ہی کرتے رہ گئے اور پھر
 نارواگتے سے واپسی پر بلیک زیرو نے انہیں کال کر کے واپس پالکیشیا

خونفک لوگ تھے۔" ماہ جنہیں نے بے اختیار خیر خیر ہی سمجھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سپرفائبرز کے خورد سے خوف کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"ابھی آجاتا ہے تم خود دیکھ لینا۔ میں اسے ساتھ لے کر آیا ہوں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ جب تک تمہارے بھائی زندہ ہیں تمہیں ٹیسٹس آئی کچھ سے دیکھنے والا دوسرا سانس بھی نہ لے سکے گا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا لارڈ ڈراسن کو عہدہ سے اندر داخل ہوئے۔ لارڈ ڈراسن کی ناک پچکی ہوئی تھی۔ چہرے پر زخموں کے نشانات تھے۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

پہچان لو ماہ جنہیں! یہی لارڈ ڈراسن ہے ناں جس کے کہنے پر اس کے سپرفائبرز نے غم پر، ہمتاری بہن اور تباہی والہ پر تشدد کیا تھا۔ وہ سمجھنے جنہیں یہ سپرفائبرز کہہ رہا تھا ان کی ہڈیاں توڑ دی گئی ہیں۔ اگر وہ سپرفائبرز نہ تھے تو ہمارا ایک بھائی سپریم فائبر تھا۔ ہاں سپریم فائبر۔" عمران نے کہا اور جوانا نے چونک کر ردِ فورس سے اس کے ساتھ کھڑے جوانا کی طرف دیکھا تھا۔ وہ جوانا صرف مسکرایا۔ جوانا کو کون بتانا کہ جس کو عمران سپریم فائبر کہہ رہے وہ جوانا نہیں بلکہ اس کا پرداسرا راباس ایکسٹو ہے۔

"اوہ۔ تم اس کے ناپاک وجود کو دنیاں کس سے سنے ہو میں اس بے رحم۔ خود غرض اور سینے غنٹن شکل بھی نہیں دیکھنا پاتی۔"

ماہے کا کہہ دیا تھا البتہ عمران نے ظاہر کے ساتھ جانے کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتایا تھا اس لئے سوائے جوزف اور جوانا کے اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ایکسٹو بھی عمران کے ساتھ گیا تھا انہیں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ چونکہ یہ نجی مشن تھا اس لئے عمران اپنے ساتھ صرف جوزف اور جوانا کو ساتھ لے گیا تھا۔ جوزف اور جوانا کو بھی سمجھا دیا گیا تھا کہ وہ ظاہر کے ساتھ جانے کے باوجود اس کے کچھ نہ بتائیں اور پھر واپسی پر عمران ان سب کو ساتھ لے کر نواب شان الدولہ کے خلیں لے آیا تھا کہ وہاں ان کی دعوت ہے اور راستے میں انہیں اس نے سارے واقعات بتا دیئے تھے۔

عمران نے سب کا ماہ جنہیں سے باقاعدہ تعارف کرایا اور ماہ جنہیں کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اتنے اچھے لوگوں سے مل کر بے حد خوش ہو رہی ہے۔

"ہم یہاں صرف دعوت کھانے ہی نہیں آئے بلکہ تمہیں یہ بتانے آئے ہیں ماہ جنہیں کہ ہم سب بھائیوں نے مل کر اپنی چھوٹی بہن کا انتقام بھی لے لیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب عمران بھائی۔" ماہ جنہیں عمران کی بات سن کر بڑی طرح چونک پڑی۔

"جوزف یا کہ جوانا سے کہو کہ وہ ماہ جنہیں کے ملزم کو لے کر آجائے۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف سر ملاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ملزم۔ کون ملزم؟ کیا وہ خونفک گنجے آدمی۔ اوہ کس قدر

گا۔“ لارڈ ڈراسن نے گلوگرےجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں اور پھر وہ دھڑکیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جو ناخاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

”کاش جب عمران صاحب پہلے آئے تھے اس وقت میں انہیں یہ سب کچھ بتا دیتی تو شاید ایا حفصہ اور نسیم کی زندگیاں بچ جاتیں لیکن واقعی مقدرات اٹل ہوتے ہیں۔“ ماہ جیس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پہلے بھی آیا تھا عمران۔“ بولیب نے یلکھت چونک کر پوچھا۔
 ”اوہ ہاں۔ ان کی والدہ اور بہن ثریا بھی آتی تھیں بھر حال اس وقت مجھے عید مسرت اور اطمینان ہو رہا ہے کہ میں اس دنیا میں اکیلی نہیں ہوں بلکہ اس قدر اچھے لوگ میرے جہانی۔ میرے مومن اور میرے ہمدرد بھی موجود ہیں۔“ ماہ جیس نے بات کرتے کرتے پلٹ دی اور عمران مسکراتے لگا۔

”یہ سارے ہمدرد دعوت کھانے آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نواب شان الدولہ کی بیٹی کی دعوت بھی تو ایسا نہ ہی ہوگی اس لئے اگر تم ان کے ہجو کے معدوں سے ذرا ہمدردی کرو تو بہت سوں کا بعد ہو جائیگا۔“ عمران نے مزہ نہ لےتے ہوئے کہا۔ اور ماہ جیس عمران کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس پر جاری ہونے والا مزہ جک موڈ یلکھت بدل گیا۔

”اوہ یہ میرے لئے اعزاز ہوگا میں ابھی دعوت کے انتظامات کے لئے کہہ کر آتی ہوں۔“ ماہ جیس نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر

ماہ جیس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور منہ پھیر لیا۔

”سن لیا تم نے لارڈ ڈراسن۔ ماہ جیس کا فیصلہ سن لیا۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں نے کہا تھا کہ جو فیصلہ ماہ جیس کرے گی اسی پر عمل ہوگا اور اس نے تمہاری موت کا فیصلہ کر دیا ہے۔“ عمران نے عزاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے مجھے معاف کر دو ماہ جیس! مجھے معاف کر دو۔ واقعی میں کینہ ہو گیا تھا۔ خود غرض ہو گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو۔“ لارڈ ڈراسن نے یکدم آگے بڑھ کر ماہ جیس کے پیروں پر دھکتے ہوئے گڑ گڑتے ہوئے کہا۔

”اگر تم ٹھیک ہی گئے ہو اور تم نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے تو ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کرتی ہوں لیکن تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ میں تمہارا وجود یہاں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی۔“ ماہ جیس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھا لارڈ ڈراسن! میری چھوٹی بہن کتنا بڑا دل رکھتی ہے۔“ کتنی اعلیٰ ظرف ہے۔ اس نے ہمیں معاف کر دیلے حالانکہ تم اس کے باپ اور بہن کے قاتل ہو۔ کم از کم میں تمہیں کبھی معاف نہ کرتا۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جوان کو لارڈ کو لے جانے کا اشارہ کیا۔

”بہت بہت شکریہ ماہ جیس! تم نے مجھے معاف کئے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی بھی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں

تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”تم پہلے کیوں آئے تھے والدہ اور شریا کے ساتھ“ — ماہ جنیں کے جانتے ہی جو یا نے آنکھیں نکالتے ہوئے عمران نے پوچھا۔

”وہ — وہ دراصل اب کیا باتوں شرم آتی ہے۔ شریا اولاد بنی نے مجبور کر دیا تھا“ — عمران نے اس طرح لجاتے ہوئے انداز میں کہا جیسے وہ واقعی کوئی مشرقی لڑکی ہو اور اپنی شادی کی بات پر شرم سے دوہری ہوتی جا رہی ہو۔

”ہو نہ تو یہ بات ہے۔ پھر کیا ہوا تھا۔ کیا ماہ جنیں کی بہن سیر کے لئے مجبور کیا تھا نہیں“ — جو یا نے کاٹ کھانے والے ہالچے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ تم جانتی تو ہو شریا کو — کتنا اونچا معیار ہے اس کا۔ بس اے ماہ جنیں پسند آگئی تھی اور پھر وہ صبح صبح اس وقت فلیٹ میں اماں بی کو لے کر پہنچ گئی جب میں نے سیما کو خصوصی ناشتے کا آرڈر دے رکھا تھا اور تم تو جانتی ہو اماں بی کی عادت“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ماہ جنیں کے لئے آئے تھے تم — پھر پھر یہ تمہاری بہن کیسے بن گئی۔ اب تم نے مقدس رشتوں کو بھی دھوکا دینا شروع کر دیا ہے“ — جو یا کا چہرہ تیزی سے رنگ بدل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بیک وقت غم و افسوس کے آثار نمودار تھے۔

”مُم — میرا مطلب ہے شادی سے پہلے تو سب بہنیں ہی ہوتی ہیں کیوں صفر“ — عمران نے بڑی طرح ہٹکتے ہوئے کہا اور صفر

کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اس سے امداد طلب کر رہا ہو۔

”بھو اس مت کرو کیا ضرورت تھی مجھے دھوکہ دینے کی۔ میرا یہاں کون ہے۔ ٹھیک ہے تمہاری ماں بھی ہے۔ بہن بھی — باپ بھی — تمہارے رشتہ دار بھی ہیں، عزیز واقارب بھی اور میں یہاں اکیلی ہوں۔ میرا یہاں کوئی نہیں، بولو کون ہے میرا جس سے قہ کر تم نے نہ صرف مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے بلکہ مقدس رشتوں کی توہین بھی کی ہے“ — جو یا نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے منہ پھیر لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے اور ماتول پر ایک بار پھر گہری سنجیدگی سی جھاگئی۔

”سنو جو یا! مجھے خوبٹ بولنے کی عادت نہیں ہے میں واقعی، اماں بی کے مجبور کرنے پر اگیا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ کیا ہوگا، لیکن میرے کچھ کہنے یا کرنے سے پہلے ہی ماہ جنیں کی بہن سمیں نے اماں بی کو ناراض کر دیا۔ سمیں انتہائی بددماغ اور بدتمیز لڑکی تھی چنانچہ اماں بی نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ شریا کو بھی جھاڑ دیا۔ اس طرح یہ معاملہ فوجو ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ان لوگوں پر قیامت ٹوٹ پڑی، سمیں کو گویا

سے سمون ڈال لگا۔ نواب شان الدولہ کو بھی ہلاک کر دیا، ماہ جنیں پر بھی بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن اس کی زندگی بچ گئی اور جب ہسپتال میں اسے ہوش آیا تو اس کی دماغی کیفیت خراب ہو رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اب اس دنیا میں اس کا کوئی نہیں رہ گیا۔ چنانچہ میں نے اسے کہا کہ اس کا بھائی موجود ہے اسے فک کر کرنے کی ضرورت نہیں، اس طرح اس کی ذہنی حالت سنبھل گئی اور وہ موت کے منہ میں جانے سے بچ گئی۔ بولو

ہاں" — جویا نے سبکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 "ارے ارے — اتنے ظلم کی کیا ضرورت ہے — نہ نہ کہے
 بعد تو بیچارے شوہر کی زبان خود بخود حرکت کرنی ہی ہوں جاتی ہے۔"
 عمران نے کہا اور ڈرائیونگ روم بھر لوہے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

میں نے غلط کیا ہے اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے، تمہارا بھی تو بھائی موجود
 ہے۔ کہاں ہے تنویر — یار بہن تمہیں پکار رہی ہے اور تم خاموش
 بیٹھے ہو" — عمران نے کہا۔

"ماہ جیس کو بہن بنالیا ہے تو جویا کو بہن کہتے ہوئے کیا تمہارا منہ سوکھتا
 ہے — کہو اسے بھی بہن" — تنویر نے کاٹ کھلانے والے لہجے میں کہا۔
 "ارے واہ! — تم میرا یہ اکوٹا سکوپ بھی ختم کرنا چاہتے ہو۔ اس امید
 پر تو میں زندہ ہوں کہ شاید کبھی — م — میرا مطلب ہے کہ شاید بہار آجائے۔
 کیوں جویا! — اب تم ہی بنا سکتی ہو کہ یہاں لفظ شاید درست ہے
 گایا یقیناً" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ — خواخوہ مخے رلا دیتے ہو" — جویا نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر واقعی اس کے چہرے پر شفق
 چھوٹ پڑی تھی۔

"ارے ارے تم کیوں روؤ — روئیں تمہارے — ادھ سوری!
 میرے رقیب — یعنی کہ تنویر اور وہ نقاب دار — ارے کیا نام ہے اس
 کا — ہاں! وہ مرحوم وہ" — عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ سب
 بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"مرحوم — وہ کون ہے عمران صاحب" — ؟ صفدر نے مسکراتے
 ہوئے پوچھا۔

"ارے مرحوم کو ایکس نہیں کہتے — جیسے ایکس پرائمر مشنر — اسی طرح
 ایکٹو — عمران نے کہا۔

"شٹ اپ! — خبردار! جو ہاں سب کو مرحوم کہا — زبان کھینچ لوگی"

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے سافٹ مشن

سافٹ مشن — کافرستان کے صحرا میں مکمل کیا جانے والا ایسا مشن جس کی تکمیل کو روکنے کے لئے کافرستان نے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن —؟
سافٹ مشن — ایسا مشن جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی جانوں کو یقینی خطرے میں ڈال کر مکمل کرنے کی کوشش کی۔ مگر —؟
سافٹ مشن — جو ریت کی طرح نرم لیکن چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا؟
سافٹ مشن — جس میں شاگل اور مادام ریکھا اپنی اپنی اہلیکشیوں کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل اترے اور پھر زندگی اور موت کا ایسا کھیل شروع ہو گیا جس کا ہر لمحہ یقینی موت کا لمحہ ثابت ہوا۔ کیسے —؟
سافٹ مشن — جو اپنی ساخت کے لحاظ سے انتہائی بارڈ تھا لیکن اس کا انجام انتہائی سافٹ ثابت ہوا۔ کیوں —؟

شاگل، مادام ریکھا اور عمران کے درمیان انتہائی ہولناک ٹکراؤ۔

لحہ بہ لحہ حیرت انگیز انداز میں ہونے والے واقعات
بے پناہ سٹپس اور نہایت تیز یکشن سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

سافٹ مشن کے بعد عمران سیریز میں دلچسپ اور اٹھانوں

ہارڈ ری بیک

مصنف مظہر کلیم ایم اے

عمران اور اس کے ساتھیوں کا کافرستان فوجی ہیڈ کوارٹر میں کورٹ مارشل ہوا اور انہیں فوری موت کی سزا سنائی گئی۔ پھر —؟
عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے خلاف ہونے والے کورٹ مارشل میں باقاعدہ دہشتوں کی مدد کی۔ کیوں؟ اس کا کیا انجام ہوا۔
عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے مشن کی تکمیل کے بعد پاکیشیا پہنچنا خواب بن کر رہ گیا۔ کیسے —؟
عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے پاکیشیاری بیک شاگل اور ریکھا نے مل کر اس قدر ہارڈ بنادیا کہ ان کی تمام کوششیں ناکام ہو کر رہ گئیں۔ پھر —؟
پاکیشیا واپسی کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے پناہ جہد و جدہ کے ساتھ ساتھ ہولناک جنگ بھی لڑنی پڑی۔ مگر —؟
کیا عمران اور اس کے ساتھی زندہ و سلامت پاکیشیا پہنچ سکتے تھے یا نہیں؟

انتہائی منفرد انداز میں کھینچا یاد دلچسپ اور تیز خیز ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

تاروت

مصنف مظہر کلیم ایم اے

تاریخ ایک ایسا شیطانی گروپ جس کی رہنمائی صدیوں پہلے کے ایک بچہ جی راہول کی روح کر رہی تھی۔

اسرائیل جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو تاروتی جلاو کے تحت لے آنے کے لئے تاروت کے برسوں سے معاہدے کر لئے۔ پھر کیا ہوا؟

راہول پجاری صدیوں سے مصر کا ایک پجاری جس نے اپنی روح کو عالم ارواح میں جانے سے بچانے کے لئے اپنے معبد کو اس قدر خفیہ رکھا کہ مصر کے بڑے

بڑے ماہرین آثار قدیمہ بھی اسے دریافت نہ کر سکے۔ لیکن؟

△ وہ لمحہ جب عمران، ٹائٹیکر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ راہول پجاری کے معبد کو

تلاش کر کے کھولنے اور تاروت جادو کے خاتمے کے لئے مصحف پڑھ گیا۔ لیکن ؟

△ تاروت جادو کے براسرار اور شیطان صفت آقاؤںؑ راہول پجاری کی روح کی

شیطان طاقوں سمیت شیطان کی خوفناک ذریت اور دشمنوں کے سر کے سمیٹ کے درمیان ہونے والی انتہائی پر اسرار دلچسپ، ہنگامہ خیز اور حیرت انگیز تصاویر ہیں۔ جی ایس کہانی جس کی ہر سطر پر صدیوں کے اسرار چھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

△ خیر و شر کے درمیان ایسی جدوجہد جس میں ایک طرف شیطان اور اس کی عاقبت
ذریعہ تھیں مگر دوسری طرف اکیلا عمران اور اس کے ساتھی تھے اور خیر کی کوئی
بڑی طاقت بھی ان کی پشت پر نہ تھی۔

△ ایک ایسی پراسرار، دلچسپ، ہنگامہ خیز اور انتہائی حیرت انگیز کہانی جس کی ہر سطر پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی خیر کے لئے کی گئی بے پناہ اور پر خلوص جدوجہد کے نشانات ثبت ہیں۔

△ آخری فتح کسے حاصل ہوئی؟ کیا تاروت جادو ختم ہو گیا۔ یا۔ عمران اور اس کے ساتھی شیطان کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے؟

خیر و شر کی کشمکش پر مبنی ایک ایسی کہانی

جس کا ہر لفظ اپنے اندر سینکڑوں ظلمات کا حامل ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیرز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈیٹور

بوگانو

مصنف مظہر کلیم ایم اے

بوگانو مصر کی ایک تنظیم جو درپردہ یہودیوں کے لئے کام کرتی تھی۔
 بوگانو جس کے ہیڈ کوارٹر کا علم اس کے اپنے آدمیوں کو بھی نہ تھا۔
 بوگانو جس نے اپنے مشن کی خاطر پاکیشیا سے مادام تائو اور اپ لینڈز سے بیگم رضا کو اغوا کر لیا۔

بیگم رضا جو توصیف کی آئی اور اس کی منگیتر شہلا کی والدہ تھی۔
 مادام تائو جو انتہائی حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوگانو کی خفیہ
 لیبارٹری کے تمام حفاظتی انتظامات کو شکست دے کر بیگم رضا سمیت واپس
 پاکیشیا پہنچ گئی۔ انتہائی حیرت انگیز کارکردگی۔

مادام تائو جو انتہائی دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اغوا کا انتقام لینے کی غرض
 سے بوگانو کے ہیڈ کوارٹر میں اکیلی داخل ہو گئی۔ مادام تائو کا حیرت انگیز کردار۔
 عمران جس نے مادام تائو کا انتقام لینے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مدد سے
 بوگانو کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا واقعی وہ صرف مادام تائو کا انتقام لینا
 چاہتا تھا۔ یا۔۔۔؟

جولیا طویل جدوجہد کے بعد جب جولیا کو علم ہوا کہ یہ سب کچھ عمران نے

مادام تائو کا انتقام لینے کے لئے کیا ہے تو اس کا رد عمل کیا ہوا۔۔۔ حیرت
 انگیز رد عمل۔

بوگانو جس کے ہیڈ کوارٹر میں دنیا کے جدید ترین حفاظتی انتظامات تھے وہ جو
 ناقابل تخیل تھے۔ تو کیا عمران اور اس کے ساتھی ان حفاظتی انتظامات کا شکار
 ہو گئے۔ یا؟

عمران جو بوگانو کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی
 جانوں پر کھیل گیا۔۔۔ مگر انجام؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن
 لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے ڈرامائی واقعات
 اعصاب کو خنجر دیکر دینے والا اسپنس

عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ جدوجہد کی ایک ایسی کہانی۔۔۔
 جو یادگار حیثیت کی حامل ہے۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سبزی میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

کارکس پوائنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کارکس پوائنٹ جو پاکستان کے فضائی دفاع کا اہم ترین آلہ تھا جس کی حفاظت انتہائی خصوصی طور پر کی جاتی تھی۔

کارکس پوائنٹ جسے پوری دنیا سے خفیہ رکھا گیا تھا تاکہ سپر یاورز اس کے بارے میں کچھ نہ جان سکیں۔

ڈاسن اناؤڈ کی سرکاری ایجنسی جسے کارکس پوائنٹ کے بارے میں علم ہو گیا۔

ڈیریک ڈاسن کا ٹاپ لیجنٹ جو اپنی ساتھی گھوڑیا کے ساتھ کارکس پوائنٹ حاصل کرنے کے لئے پاکستان پہنچ گیا۔

ڈیریک جس کی آمد کی اطلاع پاکستانی سیکرٹ سروس اور عمران کو ہو گئی لیکن وہ اسے انتہائی کوشش کے باوجود فراموش نہ کر سکے۔ کیوں؟

ڈیریک

جس نے گھوڑیا کے ساتھ مل کر نہ صرف ایک نئے جہاز کا منصوبہ بلکہ بے شمار پاکستانی کمانڈوز کو بھی ہلاک کر دیا اور کوئی ان کا پتہ نہ بھیج سکا۔

ڈیریک

جس کے تعاقب میں عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس ہاتھوں کی خدمت دوڑتی رہی لیکن وہ آخری لمحات تک ان تک نہ پہنچ سکے۔ کیوں؟
وہ لمحہ جب ڈیریک اور گھوڑیا نے مشن کو ہر لحاظ سے مکمل کر لیا اور پاکستانی سیکرٹ سروس کو واضح طور پر بھربور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

عمران

جو زندگی میں پہلی بار سامنے آنے کی بجائے ہومل کے کمرے میں چھپنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں؟
کیا پاکستانی سیکرٹ سروس اور عمران واقعی شکست کھا گئے۔ یا؟

انتہائی دلچسپ، منفرد واقعات

بے پناہ اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور

ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

تاتار ڈیگز

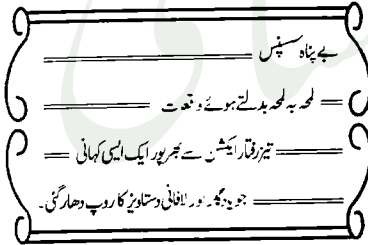
مصنف: مظہر کلیم ایم۔ اے

کا آغاز ہو گیا۔

وہ لمحہ جب مادام ٹاں نے تاتارستان کی آزادی کی قرارداد مسترد کر کے
کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔

وہ لمحہ جب تاتارستان کی آزادی کی قرارداد پر رائے شماری ہوئی اور —
کیا تاتار ڈیگز ہکا ہوئی یا —؟

کیا عمران پاکشیا سیرٹ سروس ورتاتار ڈیگز اپنے مشن میں کامیاب رہے؟
کیا تاتارستان آزاد ہو گیا —؟



انتہائی دلچسپ اور ناقابل فراموش کہانی

فلاح علی گیلے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملٹن

تاتار ڈیگز — روسیہ فیڈریشن کی ایک ریاست تاتارستان کی مسلم تنظیم جو تاتارستان
کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔

تاتار ڈیگز — ایک ایسی تنظیم جو تاتارستان کی پارلیمنٹ سے آزادی کی قرارداد
منظور کرانے کی خواہش تھی۔ مگر —؟

مادام ٹاں — تاتارستان کی روسیائی انچارج۔ جس نے تاتار ڈیگز کے خلاف کام
کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا۔ کیسے —؟

مادام ٹاں — جو تاتار ڈیگز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوئی اور اس نے تاتار
ڈیگز کا مکمل خاتمہ کر دیا کیا واقعی —؟

ولیدوف — تاتار ڈیگز کا خفیہ چیف۔ جس نے تاتارستان کی آزادی اور تاتار ڈیگز
کی مدد کے لئے پاکشیا سیرٹ سروس کی خدمات حاصل کر لیں۔

مادام عافیہ — تاتار ڈیگز سے تعلق رکھنے والی ایک تاتاری خاتون جس نے عمران
اور اس کے ساتھیوں کی مدد کے لئے بے پناہ غیر انسانی تشدد کو بھی انتہائی بہادری

سے برداشت کیا۔ ایک دلچسپ اور انوکھا کردار۔

تاتار ڈیگز — جس کی مدد اور تاتارستان کی آزادی کے لئے عمران اور پاکشیا سیرٹ
سروس کی ٹیم تاتارستان پہنچ گئی اور پھر ایک خوفناک، طویل اور جان توڑ جدوجہد